ہندوستانی مفسرین

اور

ان کی عربی تفسیریں

ڈاکٹر سالم قدوائی

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی

Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

Marfat.com

ہندوستانی مفسرین

اور اُن کی

عربی تفسیریں

(اس مقالے پر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے پی ایچ ڈی کی ڈگری تفویض کی)

ڈاکٹر محمد سالم قدوائی

ذخیرہ محمد اقبال مجددی

۱۹۷۳ء

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی

Marfat.com

© ڈاکٹر محمد سالم قدوائی

137841

صدر دفتر
مکتبہ جامعہ لمٹیڈ
جامعہ نگر۔ نئی دلی ۱۱۰۰۲۵

شاخ
مکتبہ جامعہ لمٹیڈ
اردو بازار۔ دلی ۱۱۰۰۰۶

شاخ
مکتبہ جامعہ لمٹیڈ
پرنسس بلڈنگ بمبئی ۴۰۰۰۰۳

شاخ
مکتبہ جامعہ لمٹیڈ
شمشاد مارکیٹ۔ علی گڑھ ۲۰۲۰۰۱

بار اول اگست ۱۹۷۳ء قیمت 36/=

اکوہ نور پرنٹنگ پریس۔ دلی۔ ۶

Marfat.com

اپنے والد محترم مولانا عبدالسلام صاحب قدوائی ندوی
کے نام

Marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین

۱۔ پیش لفظ	۹
۲۔ پہلا باب ۔ مکمل تفسیریں	۲۴
۳۔ دوسرا باب ۔ اجزائے قرآن کی تفسیریں	۱۰۸
۴۔ تیسرا باب ۔ تفسیروں کی شرحیں اور حواشی	۱۷۳
۵۔ چوتھا باب ۔ متعلقات قرآن مجید	۲۱۷
۶۔ پانچواں باب ۔ اُن لوگوں کے حالات جن کی تفسیریں نہیں ملتی ہیں ۔	۳۰۱
۷۔ تفسیروں کی فہرست	۳۴۰
۸۔ مفسرین کی فہرست	۳۴۶
۹۔ حوالے کی کتابیں	۳۴۹

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

قرآن مجید اسلام کی بنیادی کتاب ہے جس میں لوگوں کے لیے ہدایت اور نور ہے، اور جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کے ذریعے سے انسان تک پہنچایا۔ اس کی زبان عربی ہے جو اس قوم کی زبان ہے جس میں حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اسلام پھیلانے اور احکامِ الٰہی کی تبلیغ کے لیے بھیجا گیا تھا۔ مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق یہ خدا کی آخری کتاب ہے جو شروع سے آخر تک منشائے الٰہی کی ترجمان ہے۔ ان کے نزدیک اس کا ایک ایک لفظ معانی و حقائق کا گراں قدر خزانہ ہے۔ وہ اس کتاب میں اپنے انفرادی اور اجتماعی مسائل کا حل مضمر سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عہدِ رسالت سے آج تک قرآن مجید کے ساتھ مسلمانوں کو گہرا شغف رہا ہے۔

آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانے میں قرآن مجید مختلف موقعوں پر تھوڑا تھوڑا کر کے اُترتا رہا۔ اُس وقت جو حالات و مسائل درپیش ہوتے تھے اُن کے بارے میں قرآن مجید کی آیات نازل ہوتیں اسی وجہ سے صحابۂ کرام قرآن مجید کا مفہوم زیادہ آسانی سے سمجھتے تھے اگر کہیں مشکل پیش آتی تو رسول اللہ صلعم سے دریافت کر لیتے تھے۔ اپنی فہم و بصیرت اور رسول اللہ صلعم کے ارشادات کی روشنی میں صحابۂ کرام قرآن مجید کی تفسیر بیان کرتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن مسعود،

Marfat.com

حضرت ابی بن کعب وغیرہ اکابر صحابہ کے تفسیری بیانات تحریری شکل میں بھی اُسی زمانے میں آنے لگے تھے۔ خاص طور سے حضرت عبداللہ بن عباس نے اس سلسلے میں بہت کام کیا تھا۔ پھر تابعین نے اِن بزرگوں کی روایات کو جمع کیا۔ بعد کو انھیں ذاتی نسخوں نے کتابی شکل اختیار کی اور بہت سے تفسیری مجموعے مرتب ہوگئے اور انھیں کی بنیاد پر آگے چل کر بڑی بڑی تفسیریں تیار ہوئیں۔

جب فتوحات کی وسعت نے ذہنی اور سماجی انقلاب پیدا کر دیا نئے نئے علوم و فنون کا رواج ہوا مختلف رنگ و نسل مختلف مذاہب و ملل اور مختلف تہذیب و تمدن سے تعلق رکھنے والے لوگ دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے تو نئے نئے سوالات سامنے آئے اور مزید غور و فکر کی ضرورت محسوس ہوئی قرآن مجید سے اِن جدید مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی گئی اُس وقت قرآن مجید کے الفاظ پر گہری نظر ڈالی گئی۔ اور سلف کی سادہ روایات کے ساتھ عقل و استدلال سے بھی کام لیا گیا۔ متکلّمین نے اپنے انداز میں عقل کی تشفی کی کوشش کی اور صوفیا نے اپنے انداز میں اِن حقائق کو سمجھانے کی سعی کی اُسی زمانے میں یہ ضرورت بھی محسوس ہوئی کہ قرآنی الفاظ کی وسعت و گہرائی کا جائزہ لیا جائے۔ اور دیکھا جائے کہ لفظ کے حقیقی معنی کیا ہیں۔ مختلف زمانوں میں اس کے استعمال میں کیا فرق آیا جملوں کی ساخت اور زبان کے قواعد کے مطابق مطالب میں کیا فرق ہو سکتا ہے۔ قرآن مجید کے معنی خود قرآن مجید کی آیتوں سے بھی واضح کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ روایتی تفسیروں کی جانچ پرتال کا کام بھی کیا گیا۔ الغرض مختلف نقطۂ نظر سے قرآن مجید کی تشریح و تفسیر کی گئی۔

ہندوستان سے عربوں کے تعلقات بہت قدیم ہیں اس کا سلسلہ تجارت کی بنیادوں پر قائم تھا۔ عرب اسلام کی آمد سے پہلے سے ہندوستان آیا کرتے تھے۔ مختلف جگہوں سے یہاں سامان لاکر فروخت کرتے اور پھر یہاں سے مسالہ اور قیمتی اشیا دوسری جگہوں کو پہنچاتے تھے۔ اسلام کی آمد کے بعد

Marfat.com

بھی تعلقات اسی طرح سے باقی رہے اور اسلام شروع میں انھیں عرب تاجروں کے توسط سے ہندوستان میں پھیلنے لگا۔

خلافت راشدہ کے زمانے میں اسلام عرب کے حدود سے باہر پہنچ گیا تھا۔ اور عربوں کے علاوہ مختلف قوموں اور ملکوں کے لوگ اسلام کے حلقہ بگوش ہوگیے تھے۔ عربوں کے علاوہ ان لوگوں نے بھی قرآن مجید سے متعلق بہت کام کیا۔ بنی اُمیّہ کے دور میں اسلامی مملکت کی حدیں ہندوستان تک وسیع ہوگئیں۔ ولید بن عبدالملک کے زمانے میں سندھ باقاعدہ اسلامی سلطنت کا ایک صوبہ بن گیا۔ عرب تاجروں کے ذریعے جنوبی ہند میں بھی مسلمانوں کی آمد شروع ہو چکی تھی۔ بعد کو درۂ خیبر کی راہ سے مسلمانوں کا داخلہ ہندوستان میں شروع ہوا اور باقاعدہ مسلمان حکومت قائم ہو گئی۔ اس طرح اس ملک میں مسلمانوں کی آبادی لاکھوں سے تجاوز کر گئی۔ عرب، ایران، افغانستان و ترکستان سے آکر آباد ہونے والوں کے علاوہ خود اس ملک کے لاکھوں باشندے دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ ان حالات میں یہاں بھی اسلامی تعلیمات کی اشاعت کی ضرورت محسوس ہوئی اس ملک کے مخصوص حالات، یہاں کے باشندوں کے مزاج اور ذہنی استعداد کے پیشِ نظر نئے زاویۂ فکر سے کام لینے کی فکر ہوئی۔ اس غرض سے فقہ و حدیث اور تاریخ و سیر کے ساتھ قرآن مجید کی تفسیریں بھی لکھی گئیں۔ عربی کے علاوہ فارسی میں بھی کتابیں لکھی گئیں وعظ و پند اور افہام و تفہیم کے لیے دیسی زبانوں سے بھی کام لیا گیا۔ لیکن چوں کہ عربی زبان کی اہمیت بہت تھی مذہبی تقدس کے ساتھ اسے علمی تفوق بھی حاصل تھا اس کے علاوہ دنیا کے تمام مسلمانوں کے درمیان یہ رابطہ کی زبان بھی تھی جو کچھ اس میں لکھا جاتا اس کی اشاعت سارے مسلمان ملکوں اور آبادیوں میں ہوتی تھی۔ اس لیے جو اہلِ علم عربی زبان میں تصنیف و تالیف کی صلاحیت رکھتے تھے وہ ضرور اس میں کتابیں لکھتے تھے۔ دوسرے عقلی و نقلی علوم کے علاوہ تفسیری

Marfat.com

کتابیں بھی اچھی خاصی تعداد میں عربی زبان میں لکھی گئیں۔ یہ تفسیریں مختلف نقطۂ نظر سے تیار کی گئیں۔ کسی نے احکام کے استنباط کا خیال رکھا۔ کسی نے ادبی پہلوؤں پر زور دیا کسی نے روایاتِ سلف کو جمع کرنے کی کوشش کی کسی نے تصوف کے نکات واضح کرنے کی سعی کی۔

ہندوستان میں یہ فن کب آیا اور سب سے پہلے کس نے تفسیر لکھی اس کی بالکل صحیح تعیین کرنا خاصا مشکل ہے اس لیے کہ ہندوستانی مسلمانوں کی کوئی ایسی مکمل تاریخ نہیں ہے جس میں شروع سے لے کر اب تک کے تمام حالات مع تصانیف وغیرہ کے تذکرے کے موجود ہوں۔ مختلف جگہوں سے جو تذکرے اور کتابیں مل سکی ہیں ان میں علمی و ادبی کارناموں کا ذکر نہ ہونے کے برابر ہے۔ ہندوستان میں لکھی گئی عربی تفسیروں کا جب بھی ذکر آتا ہے عام طور سے لوگوں کا خیال یہ ہوتا ہے کہ ایسی تفسیروں کی تعداد بس برائے نام ہی ہوگی۔ اس سلسلے میں بعض لوگوں نے کام بھی کیا ہے جن میں ڈاکٹر زبید احمد صاحب کی انگریزی کتاب "کنٹری بیوشن آف انڈیا ٹو عربک لٹریچر"
Contribution of India to Arabic Literature
کا ایک باب ہندوستان میں علوم قرآن سے متعلق بھی ہے۔ انھوں نے ایک طرح سے ایک فہرست پیش کردی جس سے پتہ چل جائے کہ ہندوستان میں کتنا کام ہوا ہے۔ یہ فہرست بھی پوری طرح سے مکمل نہیں ہے۔ اس کی وجہ بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ ڈاکٹر زبید احمد صاحب نے مختلف کتب خانوں کی فہرستوں پر ہی بھروسہ کیا ہے اور ان میں جو نام مل گیے ہیں انھیں اپنی کتاب میں درج کرلیا ہے۔ لیکن ان فہرستوں کے علاوہ پرانے تذکروں اور تاریخی کتابوں کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ زبید صاحب کی یہ فہرست مکمل نہیں ہے۔ بعض بہت ہی اہم قسم کی تصانیف کا ذکر ان کے یہاں نہیں ملتا ہے۔ انھوں نے کل ۹۴ کتابوں کے نام لکھے ہیں جن میں سے ۷۳ مختلف کتب خانوں میں (ہندوستان اور ہندوستان کے باہر) موجود ہیں باقی ۲۱ کتابوں کے متعلق انھوں نے لکھا ہے کہ نہیں ملتی ہیں۔ لیکن میری

Marfat.com

فہرست اس سے بالکل مختلف ہے۔ مجھے مجموعی طور پر ۱۵۶ کتابوں کے نام مل سکے ہیں۔ ان میں سے ۸۳ کتابیں ہندوستان ہی کے کتب خانوں میں موجود ہیں۔ ۱۰ انڈیا آفس کے کتب خانے میں ہیں باقی (۶۳) کتابوں کا باوجود کوشش کے پتہ نہیں چل پایا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ فہرست اور بھی طویل ہوتی اگر بہت سے ذاتی کتب خانوں اور ذاتی نسخوں کا پتہ چل جاتا۔ یقیناً اور بھی بہت سے لوگوں نے تفسیریں لکھی ہوں گی لیکن مکمل اور مفصل تاریخی کتابوں کے نہ ہونے کی وجہ سے ہم کو ان کا پتہ نہیں چل پایا ہے۔

جو کتابیں مل سکی ہیں انھیں چار حصّوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر حصّے کو مصنّفین کے سنہ وفات کے حساب سے مرتّب کیا گیا ہے۔ پہلے حصّے میں اُن تفسیروں کا ذکر ہے جو مکمل ہو گئیں خواہ وہ مکمّل ملتی ہوں یا اُن کا کوئی حصّہ دوسرے حصّے میں اجزائے قرآن کی تفسیریں ہیں یعنی مختلف سورتوں کی یا محض آیتوں کی۔ تیسرے حصّے میں قدما کی تفسیروں کے حواشی اور شرحوں کا ذکر ہے۔ چوتھے حصّے میں متعلقات قرآن مجید کا ذکر ہے یعنی اُن کتابوں کا جو قرآن مجید سے متعلق ہیں مثلاً ناسخ و منسوخ، رسم خط، تخریج آیات، مفردات قرآن۔ فضائل قرآن، احکام قرآن وغیرہ۔ ان تمام کتابوں پر الگ الگ تبصرہ اور مصنف کے مختصر حالات لکھے ہیں چوں کہ تصانیف کی تعداد بہت ہے اس لیے ان پر مفصل بحث نہیں ہو سکتی تھی۔ پھر بھی اس بات کی کوشش کی ہے کہ مختصر انداز میں کتاب کے متعلق تمام خاص باتیں پیش کر دی جائیں۔

پہلا حصّہ جو مکمّل تفسیروں پر مشتمل ہے اس میں بعض کتابیں ہر اعتبار سے بہت اہم ہیں۔ کاشف الحقائق و قاموس الدقائق مصنفہ محمد بن احمد گجراتی (۸۲۰ھ) اور تفسیر در ملتقط مصنفہ سید محمد گیسو دراز (۸۲۵ھ) عوفیانہ رنگ کی تفسیریں ہیں۔ پہلی تفسیر کا مکمل نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ میں موجود ہے۔ سید گیسو دراز کی تفسیر کا ایک حصہ لکھنؤ میں ناصریہ کتب خانہ میں ہے اور

Marfat.com

بعض اجزاء انڈیا آفس لائبریری میں بھی ہیں۔ علامہ علی مہائمی (۸۳۵ھ) کی تفسیر تبصیر الرحمٰن وتیسیر المنان بہت سی خصوصیات کی حامل ہے۔ اس کی سب سے بڑی خوبی ربطِ آیات ہے اس کے علاوہ دو اور باتیں اس میں ایسی ہیں جو اور لوگوں کے یہاں ہم کو نہیں ملتی ہیں۔ پہلی تو یہ کہ ہر سورۃ سے پہلے اس کا تعارف اور اس کے نام کی توجیہ بیان کرتے ہیں دوسرے یہ کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تفسیر ہر سورۃ میں مختلف طریقوں سے سورۃ کے مضمون کے مطابق کرتے ہیں۔

محمد بن احمد میا بجیو (۹۸۲ھ) بڑے عالم اور صوفی بزرگ تھے ان کی تفسیر محمدی بھی ربطِ آیات کے نقطۂ نظر سے بڑی اچھی ہے مگر تفسیر مہائمی کے مقابلے میں کم درجے کی ہے۔

شیخ مبارک (۱۰۰۱ھ) کی "منبع عیون المعانی" بڑی نادر تفسیر ہے۔ اس کے متعلق عام خیال ہے کہ ضائع ہو گئی ہے۔ زبید احمد صاحب نے بھی اسے لاپتہ قرار دیا ہے۔ لیکن یہ تفسیر پانچ ضخیم جلدوں میں لکھنؤ میں سید تقی صاحب کے کتب خانے میں موجود ہے اس تفسیر پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ یہ ہندوستانی علماء کے مرتبے کو بلند کرتی ہے۔

فیضی (۱۰۰۴ھ) کی "سواطع الالہام" کو ہندوستان کے تفسیری کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ عرب و عجم ہر جگہ اس کا چرچا رہا ہے اس کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ پوری تفسیر بے نقط الفاظ میں لکھی گئی ہے جس سے عربی زبان پر فیضی کے عبور کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس صنعت کی وجہ سے یہ تفسیر خاصی مشکل اور مبہم ہو گئی ہے لیکن پھر بھی اسے ایک مہمل کام قرار نہیں دیا جا سکتا۔

ہندوستانی علماء کی ایک عجیب و غریب تفسیر حاجی عبد الوہاب بخاری

Marfat.com

(۹۳۲ھ) کی ہے اس میں قرآن کریم کی تمام آیات کو رسول اللہ صلعم کی منقبت قرار دیا گیا ہے اور تفسیر بھی اسی نقطۂ نظر سے کی ہے۔ اس کا کوئی مکمل نسخہ تو نہیں ملتا ہے البتہ اخبار الاخیار میں اس کے بعض اجزاء موجود ہیں۔

اس کے علاوہ شیخ عیسیٰ بن قاسم سندھی (۱۰۳۱ھ) کی تفسیر "انوار الاسرار" بھی بڑی اہم سمجھی جاتی ہے۔ اس کا بھی کوئی نسخہ کہیں موجود نہیں ہے چند عبارتیں معارج الولایۃ اور نزہتہ الخواطر ج ۵ میں موجود ہیں۔

قاضی ثناء اللہ مظہری (۱۲۲۵ھ) کی "تفسیر مظہری" اور نواب صدیق حسن خان (۱۳۰۷ھ) کی "فتح البیان فی مقاصد القرآن" بھی ہندوستان کی اہم تفسیروں میں شمار ہوتی ہیں۔ دونوں ہی پرانے مفسرین کے اصولوں کو پیش نظر رکھ کر لکھی گئی ہیں۔

ان کے علاوہ جو تفسیریں ہیں ان میں بھی کسی نہ کسی پہلو کو پیش نظر رکھا گیا ہے لیکن کوئی بہت غیر معمولی بات پیش نہیں کی گئی ہے۔

دوسرے حصے میں جو اجزائے قرآن کی تفسیروں پر مشتمل ہے عبد اللہ بن عبد الحکیم (۱۰۹۳ھ) کی تفسیر سورۃ الفاتحہ اور غلام نقشبندی لکھنوی (۱۱۲۶ھ) "انوار الفرقان" خاص اہم ہیں شیعہ علماء میں سید محمد تقی (۱۲۸۹ھ) کی "ینابیع الانوار" اچھی تصنیف ہے۔ اس کے علاوہ جدید دور کے لوگوں میں مولانا حمید الدین فراہی (۱۳۴۵ھ) کی "نظام القرآن وتاویل الفرقان" کے تحت لکھی گئی مختلف سورتوں کی تفسیریں قابل ذکر ہیں۔ مولانا چونکہ جید عالم تھے اور جدید دور کے تقاضوں کو پوری طرح سمجھتے تھے اس لیے انھوں نے اپنی تصانیف میں تمام باتوں کا خیال رکھا ہے۔ ان کی ایک بات اور قابل ذکر ہے کہ انھوں نے قرآن مجید کو مربوط ثابت کیا ہے اور تمام سورتوں کا ایک دوسری سے گہرا تعلق بیان کیا ہے۔

Marfat.com

تیسرا حصّہ قدماء کی تفسیروں کی شرحوں اور حواشی سے متعلق ہے۔ اس میں اللہ داد جون پوری (۹۲۳ھ) کا "حاشیہ تفسیر مدارک" ایک تو اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ اس کا یہی ایک قلمی نسخہ موجود ہے دوسرے اس اعتبار سے بھی کہ یہ زیادہ واضح اور مفصل ہے۔ عبدالحکیم سیالکوٹی (م ۱۰۶۷ھ) کا حاشیہ بیضاوی بھی اہم اور مفید سمجھا جاتا ہے۔ بیضاوی پر علامہ وجیہ الدین علوی گجراتی (۹۹۸ھ) عبدالسلام لاہوری (م ۱۰۳۷ھ) اور مولانا جاراللہ الہ آبادی (۱۱۱۰ھ) کے حاشیے بھی اچھے ہیں۔ تراب علی لکھنوی (۱۲۸۱ھ) اور فیض الحسن سہارن پوری م ۱۳۰۴ھ کے حاشیے جلالین پر بہت زیادہ مفید سمجھے جاتے ہیں۔ چوں کہ یہ سب تفسیریں درس میں داخل تھیں اس لیے یہ حواشی خصوصی توجہ سے لکھے گئے تھے۔

چوتھے حصّے میں متعلقات قرآن کا ذکر ہے یعنی اُن تصانیف کا جو علوم قرآن سے متعلق ہیں۔ مثلاً ناسخ و منسوخ، تجوید و قرأت، رسم خط قرآن، تخریج آیات، احکام قرآن وغیرہ اس سلسلے کی سب سے اہم تصنیف عماد الدین عبدالنبی اکبرآبادی کی دستورالمفسّرین مصنفہ ۱۰۲۱ھ ہے۔ اس میں انھوں نے ان تمام باتوں کا ذکر کیا ہے جن کا علم مفسّر قرآن کے لیے ضروری ہے۔ یہ کتاب نادر ہے۔ زبید احمد صاحب نے اسے لاپتہ قرار دیا ہے لیکن اس کا ایک قلمی نسخہ علی گڑھ میں مولانا عبدالحئی صاحب کے ذخیرۂ کتب میں مل گیا ہے۔ اس کے علاوہ بعض اور کتابیں اس سلسلے کی ملتی ہیں ہادیہ قطب شاہیہ مصنفہ محمد علی کربلائی ۱۰۴۴ھ تخریج آیات سے متعلق ہے۔ مصطفےٰ بن محمد سعید کی نجوم الفرقان بھی اسی فن میں ہے۔ احکام کی تفسیر سے متعلق سب سے اہم اور مشہور تفسیرات الاحمدیہ فی بیان آیات الشرعیۃ ہے جس کے مصنف ملا جیون (م ۱۰۶۹ھ) ہیں

Marfat.com

اس کے علاوہ بھی بعض لوگوں نے اس سلسلے میں کتابیں لکھی ہیں لیکن جو جامعیت اور تمام مسائل کی تشریح و توضیح ان کے یہاں ملتی ہے دوسری جگہوں پر نہیں ہے "جنۃ النعیم فی فضائل القرآن الکریم" مصنفہ محمد ہاشم بن عبدالغفور ۱۱۷۴ھ "آیات الاعجاز" مصنفہ مولانا عبدالرشید کشمیری ۱۲۹۵ھ وغیرہ بھی قابل ذکر تصانیف ہیں۔

ان تصانیف کے علاوہ بہت سی کتابوں کا ذکر تذکروں میں ملتا ہے مگر وہ اب ملتی نہیں ہیں یا اُن کا ایک آدھ نسخہ ہندوستان سے باہر کے کتب خانوں میں موجود ہے ایسے تمام مصنفین کے حالات پانچویں حصے میں بیان کیے گئے ہیں۔ مختلف ذرائع سے جس مصنف کے بارے میں پتہ چلتا ہے کہ اُس نے ہندوستان میں پہلی تفسیر عربی زبان میں لکھی وہ ابو بکر اسحاق بن تاج الدین[1] (۱) ابو الحسن ۷۳۶ھ ہے یہ حنفی المذہب تھے اور ابن تاج کے نام سے مشہور تھے اُنھوں نے جواہر القرآن کے نام سے قرآن مجید کی تفسیر لکھی اس کے بعد اپنی تفسیر کا خلاصہ بھی خود ہی کیا جس کا نام خلاصۂ جواہر القرآن فی بیان معانی الفرقان ہے اصل کتاب کا تو پتہ نہیں چلتا البتہ خلاصہ کا ایک نسخہ برلن کے کتب خانہ میں موجود ہے (۲) ان کے مفصل حالات کا بھی پتہ نہیں چلتا ہے۔

دوسرا نام جو اس سلسلے میں آتا ہے وہ امیر کبیر سید علی ہمدانی (۳) کا ہے ان کی پیدائش ہمدان میں ہوئی ۷۸۱ھ میں ہندوستان میں آئے اور کشمیر

---

(۱) زبید احمد ص ۳۵ (کنٹری بیوشن آف انڈیا ٹو عربک لٹریچر)

(۲) فہرست برلن نمبر ۸۷۶

(۳) زبید احمد

Marfat.com

میں قیام کیا یہاں ان کی بزرگی اور علمیت کا بہت شہرہ ہوا اُنھوں نے علم ناسخ و منسوخ سے متعلق ایک رسالہ تصنیف کیا۔ اس کا بھی کوئی نسخہ انڈیا آفس لائبریری کے سوا نہیں پایا جاتا ہے (۱) اس کے علاوہ بھی اُنھوں نے بہت سے علمی کام کیے۔ ان کا انتقال ۷۸۶ھ میں ہوا (۲)

سیّد اشرف جہانگیر سمنانی (۳) (۸۰۸ھ) بہت بڑے بزرگ اور عالم تھے اُنھوں نے بہت سے علمی کام کیے ہیں اُن کے حالات دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اُنھوں نے تفسیر قرآن بھی لکھی تھی اُس کا کوئی نسخہ غالباً نہیں پایا جاتا ہے۔

شیخ محمد بن یوسف حسنی دہلوی (۴) (۸۲۵ھ) بہت بڑے فقیہ اور عالم دین تھے۔ زہد و تقویٰ کے ساتھ ساتھ لکھنے پڑھنے کا بھی اُن کو بہت شوق تھا۔ فنِ تفسیر پر بھی اُن کو عبور تھا۔ اِس فن میں اُنھوں نے کئی کتابیں لکھیں۔ "تفسیر القرآن الکریم" معرفتِ الٰہی کے نظریات کے پیشِ نظر لکھی تھی ایک اور تفسیر کشاف کے انداز پر لکھی اس کے علاوہ کشاف کے بعض اجزاء پر حواشی بھی لکھے۔ اِن میں سے کسی ایک کا بھی اب پتہ نہیں چلتا ہے۔ اِن کی تصانیف کی مجموعی تعداد ایک سو پچیس بتائی جاتی ہے۔

خواجہ حسین بن خالد ناگوری (۵) (۹۰۱ھ) اپنے دور کے اہم عالم اور

---

(۱) زبید احمد

(۲) تذکرۂ علمائے ہند ص ۱۴۸

(۳) نزہتہ ص ۳۳ ج ۳

(۴) نزہتہ ص ۱۵۲ ج ۳

(۵) اخبار الاخیار ص ۱۷۷

Marfat.com

بزرگ تھے انھوں نے علوم دین کی تبلیغ میں بہت حصّہ لیا۔ اُنھوں نے قرآن مجید کی تفسیر نور البنی کے نام سے لکھی۔ یہ تفسیر تیس جلدوں میں تھی۔ گو یا کہ ہر پارے کی الگ الگ اِس میں اُنھوں نے توضیح معانی اور حلِ تراکیب پر خاص توجہ رکھی ہے۔ اِس تفسیر کا بھی اب پتہ نہیں چلتا ہے۔

شیخ طاہر بن رضی ہمدانی (۱) ۹۵۶ھ مذہباً شیعہ تھے۔ کاشان سے ہندوستان آئے شیخ پیر محمد کے توسط سے اُن کی رسائی احمد نگر میں ہوئی۔ برہان نظام شاہ اُن سے کافی متاثر تھا اور کبھی کبھی اُن کی مجلس میں حاضر ہوتا تھا۔ اُنھوں نے فقہ امامیہ سے متعلق بہت سی کتابیں لکھی ہیں بیضاوی کا حاشیہ بھی لکھا۔ اب اس کے نسخے کا پتہ نہیں چلتا ہے۔

شیخ محمد بن عاشق چریا کوٹی (۲) ۹۷۲ھ فقہائے حنفیہ میں سے تھے اُن کی بہت سی تصانیف کا ذکر ملتا ہے اُنھوں نے ایک تفسیر بھی لکھی جس کا نام تفسیر محمدی بتایا جاتا ہے اِس تفسیر کا کوئی نسخہ نہیں پایا جاتا ہے۔

شیخ علی متّقی برہان پوری (۳) ۹۷۵ھ شیخ باجن برہان پوری کے مرید اور شیخ حسام الدین ملتانی کے شاگرد تھے۔ اُن کے علم کا بہت شہرہ تھا۔ شیخ ابن حجر مکّی جو اپنے دور کے اساتذہ میں سے تھے انھیں اپنا شیخ تسلیم کرتے تھے تحصیلِ علم کا اُن کو بہت شوق تھا۔ اُن کی سب سے اہم اور بڑی تصنیف "کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال" ہے۔ اِس میں انھوں نے سیوطی کی جامع صغیر و جامع کبیر کی احادیث کی تبویب فقہی انداز پر کی ہے۔ انھوں نے

---

(۱) نزہتہ ص ۱۶۳ ج ۴

(۲) نزہتہ ص ۳۰۲ ج ۴

(۳) نزہتہ ص ۲۳۴ ج ۴

Marfat.com

قرآن مجید کی تفسیر "شئون المنزلات" کے نام سے لکھی تھی اس کا صرف ایک نسخہ انڈیا آفس لائبریری میں ملتا ہے (۱) یہ قرآن مجید کے منتخب اجزا کی تفسیر ہے جس میں مختصر جملوں میں مطالب کو واضح کیا ہے۔ کہیں کہیں پر فارسی اشعار بھی ہیں قدیم مفسّرین و محدّثین کے اقوال بھی نقل کیے گیے ہیں۔

شیخ شمس الدین شیرازی بیجاپوری ۹۸۶ھ (۲) شیخ محمد گوالیاری کے شاگرد تھے۔ شیراز سے آکر بیجاپور میں قیام کیا۔ ساری عمر توکّل اور قناعت سے بسر کی بہت متّقی اور لوگوں سے بے نیاز رہتے تھے اُنھوں نے بیضاوی کا حاشیہ لکھا جواب نہیں ملتا ہے۔

شیخ محمد بن احمد فاکہی گجراتی ۹۹۲ھ (۳) بڑے علماء میں سے تھے۔ یہ ہندوستان آئے کچھ دن یہاں رہے پھر مکّہ معظّمہ چلے گیے پھر ۹۶۰ھ میں واپس آئے یہیں قیام کیا اور یہیں وفات پائی اُن کی بہت سی تصانیف ہیں جن میں شرح مختصر الانوار رسالہ فی اللغۃ وغیرہ اہم ہیں انھوں نے رسالہ علی آیۃ الکرسی لکھا جو بہت مشہور ہوا۔ مگر اس کا کوئی نسخہ نہیں ملتا ہے۔

شیخ ہبۃ اللہ شیرازی (۴) جو شاہ میر کے نام سے مشہور ہوئے (۸۹۸ھ) میں ہندوستان آئے۔ جا بجا نیز میں مقیم ہوئے کثیر تعداد میں علما نے اُن سے استفادہ کیا۔ انھوں نے بہت سی کتابیں لکھیں۔ جن میں سے لوامع البیان فی قدم القرآن اہم اور مشہور رہے۔ اس کا بھی کوئی نسخہ نہیں ملتا۔

علامہ مصلح الدین لاری (۵) علوم عربیہ اور معارف حکمیہ میں ماہر تھے۔ انھوں نے تفسیر بیضاوی پر تعلیقات لکھی ہیں جواب نہیں ملتی ہیں۔

---

(۱) فہرست مخطوطات عربی ۱۵۲ سی اے اسٹوری (۲) نزہۃ ج ۴ ص ۱۴۰ (۳) ایضاً ج ۴ ص ۲۸۳
(۴) ایضاً ج ۴ ص ۳۸۸ (۵) ایضاً ج ۴ ص ۳۵۷

Marfat.com

اِن لوگوں کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگوں نے تفسیریں لکھی تھیں مگر اب ان کا پتہ نہیں چلتا۔ ایسے لوگوں کی تعداد ۵۶ ہے۔ ان کے مختصر حالات لکھ دئے گئے ہیں۔ مقالہ کے آخر میں قلمی اور مطبوعہ کتابوں کی الگ الگ فہرست لکھی گئی ہے۔ قلمی کتابیں جن کتب خانوں میں پائی جاتی ہیں ان کے نام بھی لکھ دئے ہیں۔ جن تذکروں یا تاریخی کتابوں سے لوگوں کے حالات لیے گئے ہیں ان کی بھی فہرست الگ شامل کردی ہے۔

اِس مقالے کی تیاری میں مجھے اپنے محترم استاد پروفیسر عبدالعلیم (وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی) کی رہبری بہ حیثیت میرے پی۔ایچ ڈی کے سپروائزر کے قدم قدم پر حاصل رہی ہے اس لیے میں اُن کا تہہ دل سے ممنون ہوں۔ اس سلسلے میں حسب ذیل کتب خانوں کے منتظمین کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کیوں کہ اگر وہ پوری طرح سے مدد نہ کرتے تو بہت سی اہم کتابوں تک رسائی نہ ہوتی۔

۱۔ مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
(بہ شمول مختلف ذخیرہ کتب)

۲۔ رضا لائبریری رام پور
۳۔ صولت پبلک لائبریری رام پور
۴۔ لائبریری ندوۃ العلماء لکھنؤ
۵۔ ناصریہ لائبریری لکھنؤ
۶۔ لائبریری سلطان المدارس لکھنؤ
۷۔ لائبریری مدرستہ الواعظین لکھنؤ
۸۔ لائبریری سیّد تقی صاحب مرحوم لکھنؤ
۹۔ کاظمیہ لائبریری کاکوری

Marfat.com

۱۰ - امیر الدولہ پبلک لائبریری لکھنؤ -

۱۱ - خدا بخش لائبریری پٹنہ

۱۲ - پٹنہ یونی ورسٹی لائبریری

۱۳ - نیشنل لائبریری کلکتہ

۱۴ - لائبریری ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ

۱۵ - آصفیہ لائبریری حیدر آباد -

۱۶ - عثمانیہ یونی ورسٹی لائبریری حیدر آباد

۱۷ - لائبریری دائرۃ المعارف حیدر آباد

۱۸ - سر سالار جنگ لائبریری حیدر آباد

۲۰ - کتب خانہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی

آخر میں ایک بات خاص طور سے قابلِ ذکر ہے اِس کتاب کو مرتّب کرتے وقت یہ خیال تھا کہ یہ صرف ان اہلِ علم کی نظر سے گزرے گی جو عربی زبان اور اسلامی علوم سے واقف ہیں اِس لیے کتابوں کے اقتباسات اور مصنّفین کے خیالات ان کی اصلی عربی میں جیوں کے تیوں نقل کر دئیے گیے تھے لیکن اب چونکہ یہ کتاب اُردو داں قارئین کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے اِس لیے میں نے مشکل فنی مباحث خارج کر دئیے ہیں اور طویل عربی اقتباسات حذف کر دئیے ہیں اور صرف اہم معلوماتی عبارتوں کے مختصر ترجموں پر اکتفا کی ہے امید ہے کہ اِس طرح کتاب عام فہم ہو جائے گی اور ناظرین کو اِس کے مطالعہ میں کوئی الجھن نہ ہوگی۔ ساتھ ہی کوشش کی ہے کہ مغز سخن اہلِ علم کی نظر سے اوجھل نہ ہونے پائے۔

137841

ناسپاسی ہوگی اگر میں اپنے والد محترم مولانا عبدالسلام صاحب قدوائی ندوی کا ذکر نہ کروں جن کی دعاؤں کے طفیل میں اِس قابل ہو سکا۔ مجھے خوشی

Marfat.com

اور اطمینان ہے کہ یہ مقابلہ اُن کی نظر سے گزر چکا ہے اور اُن کے مشورے اِس میں شامل ہیں۔ میں ڈاکٹر مشیر الحق صاحب ریڈر ویسٹ ایشین اسٹڈیز مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ کا بھی مشکور ہوں جن کی کوشش اور اصرار سے یہ کتاب اشاعت کے لیے جا رہی ہے۔

محمد سالم قدوائی

ادارۂ علوم اسلامیہ
مسلم یونی ورسٹی
علی گڑھ

Marfat.com

پہلا باب

کاشف الحقائق وقاموس الدقائق

محمد بن احمد بن محمد شریحی تھانیسری گجراتی

اِس تفسیر کا قلمی نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی کے کتب خانے میں موجود ہے[1]۔ اِس پر نصرت جنگ کی مہر ثبت ہے۔ زبید احمد صاحب کو اِس نسخے کے سلسلے میں کچھ غلط فہمی ہوئی ہے۔ اور اُنھوں نے اسے اور تفسیر محمدی مصنفہ محمد بن احمد بن نصیر میاں جیو کو ایک ہی تفسیر کے دو نسخے قرار دیا ہے[2] حالانکہ دونوں الگ الگ تفسیریں ہیں دونوں میں کسی بھی قسم کی ایسی مطابقت نہیں ہے جس کی وجہ سے دونوں کو ایک ہی قرار دیا جا سکے۔ پتہ نہیں زبید صاحب کو کس وجہ سے ایسا شبہ ہوا ہے۔ کاتب کا نام اور سنِ تصنیف درج نہیں ہے۔ کتاب صاف ستھرے خط میں لکھی ہے۔ اِس میں ۱۴۳۷ اوراق ہیں اکثر جگہوں پر حواشی بھی لکھے ہیں غالباً مصنف ہی کے تحریر کردہ ہیں کہیں کہیں پر کرم خوردہ ہے۔ یہ تفسیر صوفیانہ رنگ میں ہے۔ زبان آسان اور مفہوم واضح ہے۔ ابتدا اِن الفاظ سے ہوتی ہے۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبہ نستعین۔ الحمد للہ رب العالمین الذی انزل علیٰ حبیبہ القرآن و

---

[1] مخطوطہ

[2] The Contribution of India to Arabic Literature P. 16 & 236

وحبلہٗ ہادیامہٗ

آگے چل کر اِس تفسیر کو لکھنے کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں :۔

"چونکہ اکثر تفسیریں شریعت اور عربیت کے مطالب سے بھری ہیں لیکن کوئی تفسیر ایسی نہیں ہے جو طریقت و حقیقت کی باریکیوں پر مشتمل ہو لہٰذا میں نے ارادہ کیا کہ ایک ایسی مختصر تفسیر لکھوں جو الٰہیات کے رموز و اسرار پر مشتمل ہو۔ اُمید ہے کہ میرے لیے یہ قیامت کے دن ذخیرۂ خیر اور شفیعِ اکبر ہوگی۔" صٓ (ملخص ترجمہ)

اُن کا اندازِ سمجھنے کے لیے بسم اللہ کی تفسیر ملاحظہ ہو :۔

"ب سے اللہ کے بہائے جمال کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور الف خفی سے اُس کے جلال کی کمالیت کی جانب اشارہ ہے س قہاریت و ربوبیت کے سرِ خفی کا مظہر ہے اور م اِس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ تمام تکونات کا وہ مالک و متصرف ہے۔"

(ملخص صٓ)

یہ قرآن مجید کی مکمل تفسیر ہے۔ شروع میں بہت تفصیلی انداز اختیار کیا ہے لیکن رفتہ رفتہ یہ انداز بدل کر مختصر ہوتا گیا ہے۔ جیساکہ خود انھوں نے لکھا ہے اولیاء اللہ، صلحا اور بزرگوں کے قصے بھی مختصراً بعض جگہوں پر بیان کیے ہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ اُن کو صوفیانہ رنگ کی کوئی تفسیر نظر نہیں آتی اسی نقطۂ نظر کے پیشِ نظر اُنھوں نے اِس کی تصنیف کی ضرورت سمجھی اور شاید یہی وجہ ہے کہ اُنھوں نے ابتدا ہی میں اِس کا اظہار بھی کردیا ہے کہ اگر کوئی بات لوگوں کو نئی محسوس ہو تو اِس پر غور کریں اور اسے سمجھنے کی کوشش کریں محض بکواس اور لایعنی بات قرار نہ دیں۔ لیکن جیساکہ تفسیر کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے

Marfat.com

اِس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو قابلِ اعتراض ہو۔ اُنھوں نے اِس تفسیر میں ابنِ عطا، حسن بصری، دینوری، قشیری، جلال الدّین رومی، شمس تبریزی، سعدی وغیرہ کے حوالے دیے ہیں۔ تفسیری عبارتیں مختصر ہیں لیکن مفہوم واضح اور آسان۔ حاشیہ پر بھی بہت سی عبارتیں ہیں۔

الحمدللہ کی تفسیر میں یہ بحث کی ہے کہ "الحمدللہ" کیوں کہا اِس کے بجائے کوئی اور لفظ کیوں استعمال نہیں کیا ہے۔ اِس سلسلے میں متعدد نکتے بیان کیے ہیں مثلاً:۔

" احمداللہ کہتے تو اِس میں اداۓ لفظ کے وقت حضورِ قلب ضروری تھا ورنہ کذب بیانی ہوتی۔ پھر احمداللہ (میں اللہ کی حمد کرتا ہوں) کہنے میں صرف اپنی حمد کا ذکر ہوتا اور الحمدللہ اپنی و غیر سب کی حمد پر حاوی ہے۔ " (مفہوم ملخص) ورق ۴

حروفِ مقطعات کے سلسلے میں مختلف لوگ مختلف توجیہیں کرتے ہیں۔ اِن کی توجیہ بھی ملاحظہ ہو۔ ۔ الٓمٓ کے سلسلے میں پہلے تو یہ عام بیان نقل کر دیا ہے کہ سورتوں کے آغاز میں حروفِ مقطعات اُن متشابہات میں سے ہیں جن کا علم اللہ کے سوا اور کسی کو نہیں ہے۔ ہر کتاب کا ایک سِر (راز) ہوتا ہے اور قرآن کا راز یہ حروف ہیں۔ اِس کے بعد لکھا ہے کہ :۔

بعض مفسّرین کے نزدیک یہ مفتاح اسمائے الٰہی ہیں۔ الف اِس امر کی جانب اشارہ کرتا ہے کہ بندہ کو الف کی طرح ہونا چاہیے جس طرح وہ حرکت اور نقطہ قبول نہیں کرتا اُسی طرح بندہ کو بھی چاہیے کہ وہ غیراللہ کی محبت قبول نہ کرے جس طرح الف کسی حرف سے ملتا نہیں ہے اُسی طرح بندہ کو چاہیے کہ اُس کا دل ماسوا سے نہ ملے۔ جس طرح الف سیدھا ہے اُسی طرح

Marfat.com

بندہ کو چاہیے کہ اللہ کی بندگی میں مستقیم رہے اُس کا دل نہ
طلبِ دنیا کی طرف مائل ہو نہ طلب جنت کی طرف۔ لام اس بات
کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ بندہ کے دل کو نرم ہونا چاہیے کہ وہ
محبتِ حق کو قبول کر سکے اور کفّار کے دلوں کی طرح سخت نہ
ہو اور میم یہ بتاتا ہے کہ بندہ اپنے رب کے موافق اور اُس
کے اوامر کا مطیع ہو۔ (ملخص ترجمہ)

سورۂ یوسف کی ابتدائی عبارت سے انھوں نے قرآن مجید کے خطی
لفظی اور ذہنی وجود کو ثابت کیا ہے:۔

"کتاب وجود خطی قرآن وجود لفظی اور تعقلوا ن وجود ذہنی پر دلالت
کرتے ہیں۔"

آخر کے دو صفحے خاصے بوسیدہ ہیں۔ بیچ بیچ میں نسخہ کئی جگہوں پر سادہ رہ
گیا ہے۔ غالبًا اصل سے نقل کرتے وقت رہ گیا ہوگا یا اگر یہ نسخہ خود مصنّف کے قلم
کا ہے تو انھوں نے اس لیے چھوڑ دیا ہوگا کہ بعد میں لکھیں گے لیکن پھر نہ لکھ سکے
ہوں گے۔ کچھ جگہوں پر اوراق غلط طریقے پر مرتّب ہوئے ہیں۔ آخری سورۃ کی
تشریح کے ساتھ یہ تفسیر ختم ہوتی ہے۔ خاتمے کی عبارت یہ ہے:۔

" بدلائل التوحید فانهم یریدون احدیۃ کل موجود من الدلیل
علی احدیۃ الخلق من الجنۃ والناس تمت "

یہ بہت ہی نادر تفسیر ہے اس کے علاوہ کسی دوسرے نسخے کا پتہ نہیں
چلتا ہے۔

Marfat.com

تفسیر ملتقط

سید محمد حسن گیسو دراز ولادت ۷۲۱ھ وفات ۸۲۸ھ

مصنف کا نام سید محمد حسنی اور گیسو دراز لقب تھا۔ ۷۲۱ھ میں پیدا ہوئے (۱) والد کا نام سید یوسف حسنی اور عرف سید راجا تھا والدہ کا نام بی بی رانی تھا۔ بندہ نواز گیسو دراز کے لقب سے زیادہ مشہور ہوئے۔ دہلی میں پیدا ہوئے لیکن جب ۷۲۸ء میں سلطان محمد تغلق نے تمام دہلی والوں کو دولت آباد جانے کا حکم دیا تو ان کے والد صاحب مع اپنے خاندان کے دولت آباد چلے گیے (۲) ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی ان کے انتقال کے بعد ان کی تربیت ان کے ماموں سید محمد ابراہیم نے کی۔ کم عمری میں ہی علوم متداولہ سے فارغ ہوگیے۔ یہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلی (۳) متوفی ۷۵۷ھ سے بہت متاثر تھے اور بیعت بھی تھے۔ ان کے لقب گیسو دراز کے متعلق کئی روایتیں ملتی ہیں کہتے ہیں کہ یہ ایک بار اپنے پیر حضرت نصیر الدین سے ملنے گیۓ وہ بالا خانے پر تھے۔ خادم سے کہا کہ سید محمد کو بلالاؤ اتفاق سے اس وقت کئی سید محمد نام کے لوگ

---

(۱) نزہۃ الخواطر ۳/۱۵۲

(۲) 〃 〃 〃

(۳) اخبار الاخیار ص ۸۰

Marfat.com

موجود تھے۔ خادم نے واپس آکر دریافت کیا کن سیّد محمد کو۔ آپ نے فرمایا گیسو دراز کو۔ اسی طرح یہ واقعہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز سیّد محمد اپنے پیر کی پالکی اُٹھائے چل رہے تھے اُن کے بال لمبے ہونے کی وجہ سے پالکی کے پائے میں اُلجھ گئے مگر یہ احتراماً کچھ نہ بولے۔ جب حضرت نصیر الدین کو خبر ہوئی تو ان سے بہت متاثر ہوئے اور یہ شعر پڑھا ؎

ہر کو مرید سیّد گیسو دراز شد
واللہ خلاف نیست کہ او عشق باز شد (۱)

حضرت گیسو دراز کی بزرگی کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ سیّد اشرف جہانگیر سمنانی (۲) متوفی ۸۰۸ھ جیسے بزرگ اُن کے بڑے معتقد تھے اور اُن سے ملنے کے مشتاق رہتے تھے۔ شیخ عبدالحق دہلوی نے اپنی کتاب اخبار الاخیار میں بہت تفصیل سے حضرت گیسو دراز کے حالات لکھے ہیں اور علمی کمالات بیان کیے ہیں۔ ان سے پہلے چشتیہ سلسلے کے بزرگوں نے تصنیف و تالیف کی طرف کوئی خاص توجہ نہ کی تھی۔ یہ پہلے بزرگ ہیں جنھوں نے اس جانب توجہ کی اور بہت سی کتابیں اور رسالے تصنیف کیے۔ تفسیر و حدیث، فقہ و اصول اور ادب میں اُن کی بہت سی تصانیف ہیں۔ اِن کو عربی، فارسی اور قدیم اُردو تینوں زبانوں میں مہارت تھی اِن کی تصانیف کی مجموعی تعداد ایک سو پانچ بیان کی جاتی ہے۔ اِس میں سے بہت سی کتابیں اب نہیں ملتی ہیں۔ (۳)

حضرت گیسو دراز کو اسلامی علوم اور مذہب کو سب تک پہنچانے اور ہر ایک کی

---

(۱) اخبار الاخیار ص ۱۳۰ (۲) اخبار الاخیار ص ۱۲۹

(۳) مقدمہ شکار نامہ مرتبہ ڈاکٹر ثمینہ شوکت ص ۵۱

Marfat.com

نظروں میں برتر ثابت کرنے کی فکر رہتی تھی۔ آپ کی اکثر تصانیف کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اسی اصول کے پیش نظر لکھی گئی تھیں۔ ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت چراغ دہلی سے کہا کہ مجھے علوم ظاہری میں اب کافی دستگاہ ہو گئی ہے اگر آپ اجازت دیں تو علوم باطنی کی طرف توجہ کروں لیکن اُنھوں نے گیسو دراز کو محض علمی کاموں میں لگے رہنے کی تاکید کی (۱) اِن کی تصانیف کے متعلق ایک بات اور بھی کہی جاتی ہے کہ وہ خود اِن کو نہیں لکھتے تھے بلکہ وہ بولا کرتے تھے اور کاتب لکھ لیتے تھے۔ کسی کتاب کو لکھوانے کے بعد نہ خود دوبارہ دیکھتے اور نہ پڑھوا کر سُنتے تھے۔ اِن کے بہت سے فارسی اشعار بھی ملتے ہیں۔ تخلص کے طور پر اپنے نام و لقب کے جس حصّے کو مناسب سمجھتے تھے استعمال کرتے تھے۔ طرزِ فکر اور اندازِ بیان کے اعتبار سے یہ اشعار انھی مضامین پر مبنی ہوتے تھے جنھیں آپ اپنے مشن کے طور پر عوام میں پھیلانا چاہتے تھے۔ ۸۲۵ھ میں اُن کی وفات گلبرگہ میں ہوئی وہیں اُن کی قبر ہے (۲)

سیّد محمد گیسو دراز کی تفسیر کا ذکر اُن کے تذکروں میں تو عام طور سے مل جاتا ہے لیکن کتاب کے موجود ہونے کی طرف کسی نے بھی اشارہ نہیں کیا ہے (۳) مجھے اِس تفسیر کا پہلا حصّہ جس کے شروع کے کچھ اوراق غائب ہیں لکھنؤ کے نامی کتب خانے میں مل گیا ہے (۴) اِس کے علاوہ کسی اور نسخے کا پتہ یہاں کے اور کتب خانوں میں نہیں چلتا ہے البتہ انڈیا آفس لائبریری میں اس کے دو نسخے نصف اوّل اور ایک نصف آخر موجود ہیں جن کا ذکر آٹو لوتھ (Otto Loth) نے انڈیا آفس کی فہرست

(۱) تسکار نامہ مرتبہ ڈاکٹر حمیدہ شوکت ص ۵۱ (۲) نزہتہ ۳/ ۱۳۵ (۳) انھوں نے کشاف کے انداز بھی ایک تفسیر لکھنی شروع کی تھی جو چند پاروں سے آگے نہ بڑھ سکی۔ اس کے علاوہ کشاف پر حواشی بھی لکھے تھے مگر ان دونوں عبارتوں کا اب کہیں پتہ نہیں چلتا ہے۔ نزہتہ ۳/ ۱۵۴

(۴) مخطوطہ ۲۶۲ (تفسیر)

Marfat.com

مطبوعہ ۱۸۷۶ء میں کیا ہے۔ مگر وہ بھی پورے یقین کے ساتھ اس کو سید گیسو دراز کی تصنیف نہیں کہتے ہیں۔ اِس فہرست کے مطابق مخطوطہ ۱۰۹ ۱۱۰ اور ۱۱۱ غالباً تفسیر ملتقط کے اجزا ہیں۔

مخطوطہ ۱۰۹ کے نہ تو مصنف کا پتہ چلتا ہے اور نہ ہی کتاب کا صحیح نام معلوم ہوتا ہے۔ آخر میں یہ عبارت درج ہے۔

"تمت تمام شد ہذالکتاب الحقائق من تفسیر سہاب" (۱)

فہرست کے مرتب کا خیال ہے کہ یہ نام اصل نہیں بلکہ اندر کی عبارت ہی سے ماخوذ ہے۔ اِس کے بعد انھوں نے لکھا ہے کہ تفسیر عام طور سے تین عنوانات کے تحت بیان کی گئی ہے۔

(۱) حقائق (۲) لطائف (۳) الملتقط

اِس میں شروع کے بہتر اوراق کے پھٹے اور غائب ہیں۔ اِس کی ابتدا یوں ہے :۔

"الادراک وحکی عن الشبلی انہٗ قال" اس میں اٹھارویں سورۃ تک کی تفسیر ہے۔

دوسرا مخطوطہ ۱۱۰ بھی اِس تفسیر کی نقل ہے لیکن پہلے مخطوطہ سے زیادہ خراب حال میں ہے شروع اور آخر کے اوراق بھی کافی کم ہیں۔ اِس کے ابتدائی حروف ہیں "یدعون ربھم بالغداۃ" اور اختتام اِن الفاظ پر ہوتا ہے "ان المرء سیبلغ علی" (چودہویں سورۃ کی ابتدا تک) اِس کے آخر میں اجزائے تفسیر ملتقط لکھا ہے۔

تیسرا مخطوطہ ۱۱۱ اِس تفسیر کا دوسرا حصّہ ہے اور انیسویں سورۃ سے شروع

---

(۱) یہ لفظ اسی طرح سے لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو فہرست انڈیا آفس ۱۰۹ ص ۲۴

Marfat.com

ہوتا ہے اس میں بیچ کا کچھ حصّہ غائب ہے۔ اس کے آخر کی عبارت یہ ہے۔

"تفسیر ملتقط نصف آخر تصنیف سید محمد حسنی گیسو دراز" (۱)

اس کا انداز بھی پہلے اور دوسرے مخطوطہ کا سا ہے۔ یہاں بھی فہرست کے مرتب کو شبہ ہے کہ کتاب کا اصل اور صحیح نام کیا ہے۔

مجھے اس تفسیر کا پہلا حصّہ جو ناصریہ کتب خانہ لکھنؤ میں ملا ہے اسے اور اس فہرست کو دیکھنے کے بعد یقین ہے کہ یہ سب سید محمد گیسو دراز کی تفسیر ہی کے اجزاء ہیں کتب خانۂ ناصریہ میں جو نسخہ ہے اس کے پہلے صفحے پر دو مہریں ہیں پہلی "الملک للہ" اور دوسری "حامد حسین" شروع کے کچھ صفحات غائب ہیں۔ عبارت "فقال ربّ ارنی" (سورۃ بقر کے خاتمے سے ذرا پہلے) سے شروع ہوتی ہے اور اٹھارویں سورۃ (یعنی سورۃ کہف) کی آیت "قل لو کان البحر مدادا الخ کی تفسیر پر ختم ہوتی ہے۔ خاتمے کی عبارت یہ ہے۔

"تمّ بعون اللہ الملک الوہّاب" (سورۃ کہف کا اختتام)

اس کے بعد کاتب کے قلم سے لکھا ہے۔

"تمت المجلد الاول من تفسیر الملتقط تصنیف سیّد محمد گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز"

اس طرح سے یہ نسخہ انڈیا آفس کے مخطوطہ ۱۰۹ سے مل جاتا ہے (۱۱۰ بھی اس کی نامکمل شکل ہے) دونوں ہی اٹھارویں سورۃ تک ہیں۔ اس نسخہ کا اندازِ بیان بھی وہی ہے جو انڈیا آفس والے نسخوں کا ہے یعنی حقائق، لطائف اور الملتقط کے عنوانوں کے تحت تفسیر بیان کی ہے اس میں پہلے تو آیت اور

---

(۱) اسی طرح لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو فہرست ۱۱۱ ص ۲۴

Marfat.com

اس کی ضروری تشریح بیان کرتے ہیں اس کے بعد "الملتقط" کے تحت اس کی مکمل تفسیر ہوتی ہے جس میں الفاظ و معانی پر پوری بحث کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں کہیں کہیں اشعار بھی بطور ثبوت کے پیش کرتے ہیں۔ "لطائف" کے تحت الفاظ یا اس کی تشریح سے متعلق اگر کوئی واقعہ یا قصہ ہوتا ہے تو اسے بیان کرتے ہیں۔

معراج کے سلسلے میں خاص تفصیل سے لکھا ہے لفظ "اسری" پر بھی خاصی طویل بحث کی ہے۔ لکھتے ہیں۔

اسراء کے بارے میں مختلف اقوال ہیں ہمارے نزدیک صحیح ترین بات یہ ہے کہ ایک بار جسم و روح کے ساتھ معراج ہوئی اور دوسری بار صرف روح کے ساتھ

(ورق ۳۴ ب)

سیّد محمد گیسو دراز ایک زبردست صوفی بزرگ تھے اس تفسیر میں بہت سی جگہوں پر ان کا یہ رنگ نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔

الترکیب ضرب اللّٰہ مثلا کلمۃ طیبۃ الآیۃ (۱) کی تفسیر میں جو کچھ لکھا ہے اس کا مفہوم حسب ذیل ہے:۔

اللہ نے ایمان اور معرفت باللہ کی یہ مثال بیان کی ہے جڑ تو ایمان ہے اعمالِ صالحہ شاخیں ہیں، اخلاقِ جمیلہ پتے ہیں اور حلاوتِ طاعت اور لذاتِ خدمت اس کے پھل ہیں، حلاوت عابدین کی بسط عارفین کی لوعۃ ضمیر مریدین کی، انس محبین کی اور تعلق د ہیجان

(۱) سورۃ ابراہیم آیت ۲۴

Marfat.com

مشتاقین کی صفت ہے۔ (ورق ۵۱)

سورۃ الحجر میں لطائف کے تحت ایک جگہ والارض مددناھا والقینا فیہا رواسی الآیۃ (۱) کی تفسیر میں لکھتے ہیں :۔

نفوس عابدین ارض عبادۃ قلوب عارفین ارضِ معرفت اور ارواحِ مشتاقین ارضِ محبت ہے۔ امید و بیم پہاڑ ہیں۔ کہا جاتا ہے اولیا اوتادِ ارض ہیں جن کے ذریعے اللہ مخلوق سے بلاؤں کو دور کرتا ہے۔ وہ غیاثِ عالم ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ علما پہاڑ ہیں جن سے شریعت کا قیام و بقا ہے۔ علما اصول اصل دین کے اور فقہا نظامِ شریعت کے قیام کا باعث ہیں۔ (ورق ۶۱)

ایک اور جگہ پر الملتقط کے تحت صوفیا سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں :۔

تجلّی بالتمثیل ایک ایسی ذات کا ظل ہے جس کی نہ کوئی شکل ہے نہ مثل اور ظلِ شخص کا تابع اور عکس ہے بلکہ عکس کا عکس ہے پس اے محقق صوفیو تم فعلِ ظل کا جو کچھ مشاہدہ کرتے ہو وہ بعینہٖ فعل اصل ہے۔ (ورق ۵، ۷ ب)

ویوم نبعث فی کل امۃ شہیدا علیہم الآیۃ (۲) کی تفسیر میں لکھتے ہیں :۔

انبیا علیہم السّلام اُمتوں کے بارے میں گواہی دیں گے کیوں کہ وہ اپنے رب کے نزدیک سب سے زیادہ سچے ہیں اور مخلوق پر اس سے زیادہ شفیق ہیں جتنا کہ باپ اپنے بیٹے پر ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ شیخ مریدوں پر اُس سے زیادہ مہربان ہوتا ہے جتنا کہ باپ بیٹے پر

---

(۱) سورۃ الحجر آیت ۱۹ (۲) سورۃ النحل آیت ۸۹

Marfat.com

ہوتا ہے کیوں کہ پدری شفقت خیالی ہے اور نبی کی امت پر اور شیخ کی مرید پر شفقت حقیقی ہے۔ اے شیوخ تم اپنے متبعین پر گواہ ہو۔

(ورق ۳۸ ب)

اس طرح سے تمام آیات کی تفسیر کے ساتھ ساتھ ضروری باتوں کی توضیح و تشریح بھی کرتے گئے ہیں۔ یہ صوفیانہ انداز کی تفسیر ہے جس میں سیدھی سادی باتوں کے ساتھ صوفیانہ نکات بھی بیان کیے گئے ہیں جو ایسے لوگوں کے لیے مفید ہیں جنھیں زبان سے دلچسپی اور مسائل سے شغف ہے۔ اس میں تفسیری انداز کم ہے جس کی وجہ سے اس کے مطالعہ سے قرآن مجید کے سمجھنے میں کچھ زیادہ آسانی نہیں ہوگی۔ البتہ ان کا انداز جس میں انھوں نے تشبیہات استعمال کی ہیں اچھا ہے اور مفہوم کو پوری طرح واضح کرتا ہے۔ مختلف علماء کے حوالے بھی جابجا مل جاتے ہیں۔ مثلاً حریری۔ واسطی اور خازن کی عبارتیں اور اقوال نقل کیے ہیں۔ بہ ہرحال اس نقطۂ نظر سے بہت اہم ہے کہ اس میں ایک عظیم بزرگ کی علمی کاوشوں کا سرمایہ جمع ہے جو اس کی بزرگی کے ساتھ ساتھ اس کی صلاحیتوں اور اعلیٰ ذہنی خوبیوں کا ثبوت ہے۔

Marfat.com

تبصیر الرحمٰن و تیسیر المنان بعض ما یشیر الی اعجاز القرآن

شیخ علاء الدین علی بن احمد المہائمی ولادت ۷۷۶ھ وفات ۸۳۵ھ

شیخ علی بن احمد گجرات کے قریب ساحلی علاقہ مہائم میں ۷۷۶ھ میں پیدا ہوئے (۱) والد کا نام احمد بیرو ہے لفظ بیرو آپ کے خاندان کا لقب ہے۔ ولادت کا زمانہ خیر و برکت کا دور تھا۔ علما و فضلا کی قدر دانی ہوتی تھی۔ سلطان محمد تغلق نے عرب، روم، شام و ایران کے اہلِ کمال کو جمع کیا تھا بڑے بڑے علمائے کرام اور اولیائے کبار اس دور میں موجود تھے۔ شیخ علی کے لیے تحصیلِ علم اور کسبِ کمال کے آسان ذرائع موجود تھے خود اُن کے والد کے علم کا دریا رواں تھا۔ زمانے نے فکرِ معاش سے پوری مہلت دے رکھی تھی۔ ابتدا جوانی میں علوم و فنونِ مروّجہ سے فارغ ہو جانا مولانا علی جیسے ہونہاروں کے لیے کیا بڑی بات تھی۔ جودتِ ذہن اور جدّتِ طبع تو خداداد تھی تھوڑے ہی دنوں میں اپنے معاصرین میں نمایاں حیثیت حاصل کر لی۔ علومِ باطنی میں بھی ریاضتِ شاقہ سے کمال کی حد کو پہنچے اور پھر درس و تدریس میں لگ گئے۔ کچھ عرصہ بعد طبیعت نے فقر و تجرد کی راہ اختیار کی اور مجاہدات کے بعد بدر کمانی بن گئے۔

---

(۱) نزہتہ ۱۰۵/۳

Marfat.com

ایک روایت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ اِس زمانے میں اُن کو حضرت خضر علیہ السّلام سے شرفِ تلمذ حاصل ہوا۔ (۱)

علامہ علی مہائمی زبردست عالم اور ولی کامل بھی تھے (۲) انھوں نے تفسیر، تصوف، فقہ و دینیات سے متعلق کئی اہم کتابیں اپنی یادگار چھوڑی ہیں، جو مقبول و مشہور ہوئیں اور علماء نے انھیں قدر و منزلت کی نگاہوں سے دیکھا ان میں سے بعض یہ ہیں زوارف اللطائف فی شرح عوارف المعارف، شرح ادلۃ التوحید، تفسیر تبصیر الرحمٰن و تیسیر المنان مشرع الخصوص فی شرح الفصوص، النور الاظہر فی کشف سر القضاء والقدر، الضوء الازہر فی الشرح النور الاظہر اجلۃ التائید فی شرح ادلۃ التوحید وغیرہ (۳)

آپ کو شیخ محی الدین ابن عربی سے بڑی عقیدت تھی توحید وجودی جو اُن کے مسلک کا اہم ترین جزو ہے اِس میں یہ ابنِ عربی ہی کے پیرو ہیں۔ (۴) ان کی مجلس میں اسرار و معارف سننے کے لیے علمائے وقت کا ایک گروہ حاضر رہتا تھا جو اُن کی عالمانہ باتوں سے استفادہ کرتا تھا اِس کے علاوہ اہلِ حاجات بھی اُن کے در سے فیض یاب ہوتے تھے۔

مولانا عبدالحئی صاحب مرحوم (ناظم ندوۃ العلماء) آپ کے متعلق لکھتے ہیں۔

---

(۱) تذکرہ مولانا فقیہ علی مخدوم مہائمی مصنفہ ابو محمد عبدالحق صاحب تفسیر حقانی ص مصنف کے ... حالات کے لیے خزینۃ الاصفیاء ۲/۳۰۹ حدائق الحنفیہ ص ۲۱۷ مآثر الکرام ص ۱۹۹ تذکرہ علمائے ہند ص ۱۴۷ اخبار الاخیار ص ۱۷۴

(۲) شیخ اکرام نے (آبِ کوثر ص ۵۱۱) رسالہ ضمیر الانسان مصنفہ سید ابراہیم مدنی کے حوالے سے ان کی بہت سی کرامات کا ذکر کیا ہے۔

(۳) نزہتہ ۳/۱۰۶

(۴) آبِ کوثر (مصنفہ شیخ اکرام) ص ۵۱۲

Marfat.com

"شیخ علاؤ الدین علی بن احمد المہائمیؒ گجرات کے سرمایۂ ناز ہیں اور میرے نزدیک ہندوستان کے ہزار سالہ دور میں شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی کے سوا حقائق نگاری میں اُن کا کوئی نظیر نہیں ...... جو تصانیف اُن کی پیشِ نظر ہیں اُن کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ ایسا شخص جس کو ابن عربی ثانی کہنا زیبا ہے وہ کس مپرسی کی حالت میں ہے۔ کہیں اور اُن کا وجود ہوا ہوتا تو اُن کی سیرت پر کئی کتابیں لکھی جا چکی ہوتیں اور کس پُرفخر لہجے میں مؤرّخین اُن کی داستانیں دُہراتے" (۱)

۸۳۵ھ میں ان کا انتقال ہوا (۲) اُن کی قبر مہائم میں ہے اُن کے مزار پر دھوم دھام سے عرس بھی ہوتا ہے۔

یوں تو ہندوستان میں بہت سی تفسیریں لکھی گئی ہیں لیکن اُن میں شیخ علی مہائمیؒ کی اِس تفسیر کو ایک خاص درجہ حاصل ہے۔ اِس تفسیر میں ویسے تو دوسری غیر ہندوستانی تفسیروں ہی کا تتبّع کیا گیا ہے خصوصاً جلالین کا، لیکن بعض جگہوں پر اِس کا انداز بالکل بدلا ہوا ہے۔ اُن کی اِس تفسیر کو علماء بڑی قدر کی نگاہوں سے دیکھتے اور اُس کی سب سے بڑی خوبی ربطِ آیات کو سراہتے ہیں۔ شیخ عبدالحق محدّث دہلوی اِس تفسیر کے متعلق لکھتے ہیں:-

" تفسیر رحمانی کہ بہ صنعتِ ایجاز و تدقیق موصوف است و

---

(۱) یادِ ایام ص ۵۹ و ۶۰ (مصنفہ سید عبد الحیؒ مطبوعہ انسٹی ٹیوٹ پریس علی گڑھ)

(۲) نزہتہ ۳/۱۰۵، تذکرہ علمائے ہند ص ۴۷

Marfat.com

تفسیر را بہ قرآن امتزاج دادہ است" (۱)

کتاب کے شروع میں ایک مختصر سا مقدمہ ہے جس میں کلام اللہ کی خوبیوں، برکتوں اور اللہ کی بزرگی وشان کا ذکر ہے اس کے بعد اپنی تفسیر سے متعلق لکھتے ہیں:۔

> یہ نکات نظم قرآنی کا بہترین مجموعہ ہے جن میں سے اکثر مجھ سے پہلے کسی جن وانسان کی دسترس میں نہیں آئے تھے۔ میں کہ غریق بحر پلید کہاں اس لائق تھا کہ ان تک پہنچ سکتا جنھیں صرف پاک ترین بندے چھو سکتے ہیں لیکن اللہ پاک نے محض اپنے فضل سے میرے لیے اس مہم کو آسان فرمایا۔ (ص ۳)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے خبیر وعلیم اور قرآن کے معجزہ ہونے کے دلائل پیش کیے ہیں پھر اس بات کی تلقین آیات واحادیث واقوال کے ذریعے سے کی ہے کہ قرآن کی تفسیر ہر شخص کو بغیر اچھی طرح علم کے نہ کرنی چاہیے۔

سورۃ فاتحہ کی تفسیر بہت تفصیل سے بیان کی ہے۔ پہلے تو اس کے نام کی فضیلت اور اہمیت کا ذکر کیا ہے پھر اس کے جو مختلف نام ہیں مثلاً فاتحۃ الکتاب، سورۃ الحمد، سورۃ الشکر، سورۃ المنتہ، المثانی، سورۃ الکنز، سورۃ المناجاۃ، سورۃ التفویض، ام الکتاب، سورۃ الوافیہ، سورۃ الشفا وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے۔ اور اس کی وضاحت کی ہے کہ یہ نام کیوں رکھے گئے اور ان ناموں سے سورۃ کا تعلق کیا ہے۔

اس کے بعد یہ بحث چھیڑی ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سورۃ الحمد میں داخل

---

(۱) اخبار الاخیار ص ۳۷؛

Marfat.com

ہے یا نہیں۔ یہ ایک پوری لمبی بحث ہے جس پر انھوں نے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

سورۂ فاتحہ چوں کہ اساسِ قرآن کا مرتبہ رکھتی ہے اور اُس کی بڑی اہمیت ہے اس لیے اس سورہ کی تفسیر و تشریح میں خاص طور سے بڑی کاوش کی گئی ہے اور بڑے سلجھے ہوئے انداز میں ہر ہر آیت کا مطلب سمجھایا گیا ہے۔

"غیر المغضوب علیہم ولا الضالین" کی تفسیر میں انھوں نے بیضاوی سے اختلاف کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

> بیضاوی نے مغضوب کو عاصی اور ضالین کو جاہلین باللہ قرار دیا ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ مغضوب سے معاند اور ضالین سے کفر میں مبتلا مراد ہیں۔"

اس تفسیر میں دوسری تفسیروں کے مقابلے میں چار باتیں خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔

(۱) سورۃ کا تعارف۔ ہر سورۃ سے پہلے اس کا تعارف کرایا ہے اور یہ بیان کیا ہے کہ اس کا یہ نام کیوں رکھا گیا ہے۔ اگر کسی واقعہ یا کسی پیغمبر کی وجہ سے ہے تو اس کی تھوڑی سی تاریخ بھی بیان کر دی ہے۔ سورۂ آلِ عمران کی وجہِ تسمیہ یہ بیان کی ہے۔

> اس کا نام آلِ عمران اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس میں آلِ عمرانؑ یعنی حضرت عیسیٰؑ، یحییٰؑ، مریم اور اُن کی ماں کی برگزیدگی کے بارے میں جتنا بیان ہے اور کسی کے بارے میں نہیں ہے۔ اسی سے کچھ اوپر آیتوں میں اُن کا ذکر ہے اور اسے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برگزیدگی کی دلیل قرار دیا ہے اور آپ کو ہر اللہ کے محبِّ محبوب کے لیے متبوع قرار دیا ہے (ص ۱۰۱)

Marfat.com

اس طرح سے ہر سورۃ کے متعلق کچھ نہ کچھ ایسی باتیں کہہ دی ہیں جس سے اُس کی وجہِ تسمیہ اور تھوڑا بہت یہ اندازہ بھی ہو جاتا ہے کہ اس میں کیا بیان کیا گیا ہے۔

(۲) بسم اللہ کی تشریح ۔ ہر سورۃ کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تشریح سورۃ کے مضمون کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کی ہے۔ یہ ایک بہت بڑی خوبی ہے جس کی مثال ہمیں کسی دوسرے کے یہاں نہیں ملتی۔ مثلاً سورۃ الحمد سے پہلے بسم اللہ کی تشریح سورۂ بقر یا کسی دوسری سورۃ سے بالکل مختلف ہے۔

بہرحال یہ بھی ایک بہت بڑی خوبی اور زبان و بیان پر پوری قدرت کا ثبوت ہے کہ ایک ہی جملے کو مختلف انداز اور مختلف معنوں میں استعمال کیا جائے اور کہیں بھی تفسیر و تشریح میں فرق نہ پڑے ساتھ ہی ساتھ اس کا اندازہ ہو جائے کہ اس سورۃ میں کس قسم کا مضمون بیان کیا گیا ہے۔

(۳) ربطِ آیات ۔ مفسرین عام طور سے یہ کرتے ہیں کہ محض آیتوں کی تشریح بیان کر دیتے ہیں اگر کوئی واقعہ ہوتا ہے تو اُس کا حوالہ دے دیتے ہیں اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ ماقبل و مابعد کی آیتوں میں کوئی مطابقت ہے یا نہیں۔ قرآن مجید مختلف اوقات اور مختلف حالات میں نازل ہوا ہے۔ آیات میں مطابقت پیدا کرنا اور سب کا ایک دوسرے سے تعلق دکھانا بہت مشکل اور بڑی سوجھ بوجھ کا کام ہے۔ علامہ مہائمی نے یہ کام بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا ہے۔ شروع سے لے کر آخر تک سارے کلام پاک کی تفسیر انھوں نے اس انداز سے کی ہے کہ تمام آیات ایک دوسرے سے مربوط و منسلک نظر آتی ہیں۔

(۴) فنی اور لغوی بحثیں ۔ بہت سے مفسرین آیتوں کی تشریح کے ساتھ ساتھ صرف و نحو کے پیچیدہ مسائل سے بھی بحث کرتے ہیں۔ ایک ایک لفظ پر لمبی لمبی بحثیں کی

Marfat.com

ہیں اور دلائل پیش کیے ہیں۔ مہائمی اِن باتوں میں زیادہ نہیں اُلجھتے، اُن کے نزدیک معنی و مفہوم کی اہمیت زبان و بیان سے زیادہ ہے۔ عام طور سے چھوٹے چھوٹے جملوں اور واضح اشاروں سے وہ آیاتِ قرآنی کی تفسیر بیان کر دیتے ہیں اور اپنے پڑھنے والوں کو اُلجھنوں میں نہیں پھنساتے۔ البتہ کہیں کہیں پر عقلی توجیہ اور فلسفیانہ اندازِ بیان بھی ہے۔ اسی انداز کی وجہ سے مجدّد صاحب نے ان پر اپنے خط میں بہت اعتراض کیا ہے اور اُن کی اِس تفسیر کو پڑھنے سے بڑے بڑے نقصانات پیدا ہونے کا اندیشہ ظاہر کیا ہے۔ مجدّد صاحب نے لکھا ہے:۔

"..... مصنّفِ ایں کتاب خیلے میل بہ مذہب فلاسفہ دارد و نزدیک است کہ حکیماں را عدیلِ انبیا سازد علیہم السّلام ....." (۱)

حروفِ مقطعات پر بھی انھوں نے روشنی ڈالی ہے اور ان کی وضاحت کی کوشش کی ہے مگر اس کی حیثیت خیال آرائی سے زیادہ نہیں ہے۔

اُنھوں نے تمام حروف مقطعات کی توجیہیں کی ہیں۔ در اصل یہ حروف کے معنی نہیں ہیں بلکہ ہر حرف سے اندازاً ایک لفظ بنا لیا ہے گویا کہ وہ حرف بہ جائے اِس لفظ کے قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے۔ بہ ہر حال یہ کوئی تحقیقی بات نہیں ہے بس موقع و محل اور سورۃ کی مناسبت سے اِن مبہم الفاظ کی توضیح کر دی ہے۔

---

(۱) بحوالہ آبِ کوثر (شیخ اکرام) ص ۱۱۵

Marfat.com

تفسیر القرآن

شیخ حاجی عبدالوہاب بخاری ولادت ۸۶۹ھ وفات ۹۳۲ھ

شیخ جلال الدین بخاری کی اولاد میں سے تھے پورا خاندان بزرگوں اور علما کا تھا۔ ان کی ولادت ۸۶۹ھ میں فاطمہ بنت قطب الدین بن کبیر الدین بن اسماعیل الحسینی البخاری کے بطن سے اچ (اچھ) میں ہوئی (۱) وہیں پرورش پائی اور تعلیم و تربیت حاصل کی۔ سید صدرالدین بخاری ان کے استاد اور خسر تھے (۲) ایک مدت تک ان کے ساتھ رہے اور استفادہ کرتے رہے۔ حاجی عبدالوہاب بخاری اپنے دور کے بہت ہی اہم بزرگ ہوئے ہیں۔ ان کے علم کا بڑا شہرہ تھا۔ اپنے استاد کی زندگی میں ان کی اجازت سے حج کے لیے گئے واپسی پر ملتان میں قیام کیا اور کچھ عرصے بعد شدائد زمانہ کی وجہ سے سکندر لودی کے عہد میں دہلی آ گئے۔ (۳) یہاں عبداللہ بن یوسف قریشی سے کسب علم کیا اور دوسری بار حج کے لیے گئے۔ واپس آکر پھر دہلی میں قیام کیا اور آخر تک یہیں رہ کر تبلیغ دین و علم کرتے رہے۔ سکندر شاہ لودی ان کا معتقد تھا اور بہت تعظیم و تکریم کرتا تھا (۴)

---

(۱) نزہتہ ۴/۲۲۳ (۲) نزہتہ ۴/۲۲۳

(۳) اخبار الاخیار ص ۹ تذکرہ علمائے ہند ص ۱۳۸

(۴) ایضاً

Marfat.com

انھوں نے قرآن کی ایک عجیب وغریب تفسیر لکھی ہے اِس کی تصنیف انھوں نے اوائل ربیع الثانی ۹۱۵ھ میں شروع کی اور تقریبًا چھ ماہ کی مدت میں ۱۷ ار شوال ۹۱۵ھ میں مکمّل کر لی (۱) اِس میں اُنھوں نے تمام مطالب قرآن اِس انداز سے پیش کیے گئے ہیں گویا کہ سارا کلام اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح منقبت میں ہے۔ نزہتہ الخواطر میں لکھا ہے۔

"تقریباً تمام مطالب قرآنی کو مناقب نبوی کا رنگ دے دیا ہے اور اس میں دقائق و اسرارِ محبت بیان کیے ہیں۔ شاید انھوں نے اسے غلبۂ حال میں لکھا ہے۔ کیوں کہ اکثر امور جو انھوں نے ذکر کیے ہیں صحیح نہیں ہیں۔" (۲)

اِس کتاب کا کوئی نسخہ غالبًا اب کہیں بھی نہیں پایا جاتا ہے۔ البتہ اِس کے بعض اجزا شیخ عبدالحق دہلوی نے اخبار الاخیار میں نقل کیے ہیں۔ اِس کے علاوہ شروع کی دو تین سطریں معارج الولایۃ (قلمی نسخہ) میں بھی موجود ہیں جس میں انھوں نے لکھا ہے :-

ایک رات میں عقل مند مجنونوں کے سردار اپنے مرشد عبداللہ بن یوسف قریشی کی خدمت میں حاضر تھا۔ اللہ نے جو اُنھیں بتایا تھا

---

(۱) نزہتہ ۴/۳۳؛ تذکرہ ص ۳۸۰۔ (۲) نزہتہ ۴/۲۲۳

Marfat.com

وہ مجھے بتا رہے تھے جب وہ مشاہدے کی کیفیت بیان کرنے لگے تو فرمایا
یہ علم احاطۂ تقریر میں نہیں آسکتا ہے لیکن جب تحصیل و طلب رشد کا
جذبہ ہوتا ہے تو اس کی طرف رہنمائی کی جاتی ہے (۱)
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر لگاؤ کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے
کہ ایک روز یہ اپنے استاد شیخ صدر الدین کے پاس تھے انھوں نے استاد کو کہتے
سنا کہ۔

"دنیا میں تمام نعمتوں سے بڑھ کر دو نعمتیں موجود ہیں لیکن لوگ ان کی قدر
نہیں جانتے نہ ان کے لیے جدوجہد کرتے ہیں اور ان کے حصول سے غافل
ہیں ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجودِ مبارک کہ مدینۂ منورہ میں
حالتِ حیات میں موجود ہے۔ دوسری نعمت قرآن مجید ہے کہ جو کلامِ پروردگار
ہے اور اللہ پاک اُس کے ذریعے براہِ راست کلام کر رہا ہے لیکن مخلوق
اس سے غافل ہے" (۲)

استاد سے اتنا سننے کے بعد ان کو زیارتِ مدینہ کا شوق ہوا اور اجازت
لے کر چلے گیے۔ سلطان لودی کے عہد میں واپس ہوئے اور دہلی میں قیام پذیر
ہو گیے۔

شیخ عبد الحق صاحب نے اخبار الاخیار میں سورۂ مریم، سورۂ طٰہٰ، سورۂ
انبیا، سورۂ حج کی تفسیر سے منتخب حصے نقل کیے ہیں۔ سورۂ مریم کی تفسیر میں
کٓھٰیٰعٓصٓ کے ذریعے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا ہے۔

---

(۱) معارج الولایت ۴۰۸ ۴
(۲) اخبار الاخیار ۲۰۹

Marfat.com

اسی طرح سے اُنھوں نے دوسری سورتوں کی بھی تفسیر کی ہے۔ اگر اِس تفسیر کا مکمل نسخہ نظر کے سامنے ہوتا تو اِس بات کا پورا اندازہ ہوسکتا تھا کہ کہاں تک اپنے مقصد میں کامیاب رہے ہیں۔ بہرحال اتنا تو یقین ہے کہ جب اُنھوں نے سارے کے سارے قرآن مجید کو نعت پیغمبر صلعم کہا ہے تو اسے ثابت کرنے میں ضرور یہی انوکھا انداز اختیار کیا ہوگا۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں صحتِ مطالب کا کتنا امکان ہے۔ لیکن اُن کا عشق نبوی اور اِس باب میں اُن کی والہانہ نکتہ سنجی قابلِ داد ہے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب کے ملفوظات میں بھی ان کا اور ان کی تفسیر کا ذکر ہے۔ شاہ صاحب نے ان کا عرف مچھی ردی لکھا ہے (۱)۔ مولانا مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں:-

"میں سمجھتا ہوں کہ عوام میں اُن کے اِس کام نے بڑی اہمیت حاصل کی ہوگی کہ سارا قرآن پیغمبر کی نعت ہے۔ عام مسلمانوں کے لیے بڑا دل کش فقرہ ہے۔ میں نہیں جانتا ہوں کہ ہندوستان کے سوا قرآن کی ایسی تفسیر کہیں اور لکھی گئی ہو۔" (۲)

اپنی نوعیت کا غالباً یہ پہلا کام ہے اور اِس کے اتنے ہی حصے ملتے ہیں جن کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔

---

(۱) لکھا ہے "عبدالوہاب بخاری مشہور بہ مچھی ردی" ملفوظات عزیزیہ ص ۹۷

(۲) نظام تعلیم و تربیت ۲/ ۳۰۹

Marfat.com

تفسیرِ محمدی

حسن محمد بن میا نجیو ولادت ۹۲۳ھ وفات ۹۸۲ھ

یہ نادر تفسیر شیخ ابو صالح حسن محمد بن احمد بن نصیر احمد آبادی گجراتی معروف بہ حسن محمد میانجیو کی تصنیف ہے۔ اُن کی پیدائش ۹۲۳ھ میں احمد آباد میں ہوئی۔ یہ علامہ کمال الدین دہلوی کی اولاد میں سے تھے۔ ان کی تعلیم و تربیت ان کے والد اور احمد آباد کے علماء اور بزرگوں کے زیر سایہ ہوئی۔ ان کو طریقت سے بھی لگاؤ تھا۔ چشتیہ طریقہ اپنے والد اور چچا سے سیکھا۔ قادریہ طریقہ شیخ محمد غیاث سے حاصل کیا اور مداریہ طریقہ کی تعلیم اپنے بھائی شیخ فرید الدین سے حاصل کی۔ (۱)

انھوں نے بہت ہی تھوڑے عرصہ میں تعلیم مکمل کی اور جلد ہی علوم ظاہری و باطنی میں بڑی شہرت حاصل کر لی۔ فقہ و اصول، عربی ادب اور تصوف و تفسیر پر ان کی گہری نظر تھی۔ ان کو دولت و ثروت سے بھی وافر حصہ ملا تھا۔ بزرگوں کے عرس اور درویشوں کے کھلانے پلانے پر دل کھول کے خرچ کرتے تھے۔ احمد آباد میں اُنھوں نے ایک بہت بڑی مسجد بنوائی جس پر ایک لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔ "بنائے شیخ" سے اُس کی تاریخ نکلتی ہے۔ (۹۷۳ھ) (۲)

---

(۱) نزہتہ ۴/۸۷ (۲) تذکرہ علمائے ہند ص ۲۱۴

Marfat.com

اکتالیس سال تک درس و افادہ میں مصروف رہے۔ انیس سال کی عمر میں مسندِ ارشاد پر متمکن ہوئے تھے اور آخر عمر تک لوگوں کو فیض پہنچاتے رہے۔ ان کی علمیت اور بزرگی کے لوگ بہت قائل تھے۔ ۹۸۲ھ میں انسٹھ سال کی عمر میں انتقال کیا (۱)

ان کی تصانیف میں تفسیر محمدی اور حاشیہ تفسیر بیضاوی کا ذکر ملتا ہے۔ حاشیہ کا تو باوجود کوشش کے پتہ نہ چل سکا۔ البتہ تفسیر کے دو نسخوں کا پتہ چلتا ہے ایک تو مکمل ہے جو انڈیا آفس کے کتب خانے میں موجود ہے (۲) دوسرا صرف نصف اوّل ہے جو سالار جنگ لائبریری حیدرآباد میں ہے (۳) اس میں ابتدائے کلام پاک سے لے کر سورۂ کہف تک کی تفسیر ہے۔

ڈاکٹر زبید احمد صاحب کو پتہ نہیں کس وجہ سے دھوکا ہوا ہے کہ تفسیر محمدی اور ایک دوسری تفسیر "کاشف الحقائق و قاموس الدقائق" (۴) ایک ہی ہیں چنانچہ انھوں نے اپنی کتاب میں جہاں ہندوستان کی تفسیروں کا ذکر کیا ہے وہاں تفسیر محمدی پر تبصرہ کرتے ہوئے حاشیے پر لکھ دیا۔ (۵)

کاشف الحقائق و قاموس الدقائق

---

(۱) نزہۃ ۴/۸۷ (۲) فہرست مرتبہ لوتھ (۱۳۸ صلہ) ۱۰۳۔ یہ نسخہ ایک آدھ جگہ پر خراب ہے۔ اسی وجہ سے مرتبہ فہرست (انڈیا آفس) کو مصنف کا پورا نام پڑھنے میں دقت ہوئی ہے، محمد بن احمد بن نصیر تو صاف لکھا ہے لیکن المعروف کے بعد کے الفاظ پڑھے نہیں جا سکے پھر بھی مجموعی صاف ہے۔ ان باتوں کے پیش نظر اور ابتدائی عبارت کے یکساں ہونے کی وجہ سے یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ یہ نسخہ اور سالار جنگ کا نسخہ ایک ہی ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ ایک مکمل ہے دوسرا نصف اول۔

(۳) مخطوطہ نمبر ۳۲ (۴) قلمی نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال نمبر ۱۱۵

(۵) ص ۱۶

Marfat.com

اس کے علاوہ جہاں تفسیروں کی فہرست لکھی ہے وہاں بھی التفسیر المحمدی مسمی بہ کاشف الحقائق وقاموس الدقائق لکھا ہے۔ زبید احمد صاحب کی یہ رائے صحیح نہیں معلوم ہوتی یہ دونوں تفسیریں بالکل مختلف ہیں۔ ان کے مصنف بھی الگ الگ ہیں۔ تفسیر محمدی کے مصنف جیسا کہ اوپر ذکر ہوا حسن محمد بن میاں جیو ہیں (متوفی ۹۸۲ھ) کاشف الحقائق کے مصنف محمد بن احمد الشریحی الکندی التھانیسری (۱) ہیں (متوفی ۱۰۲۰ھ) دونوں تفسیروں کا انداز بیان جدا جدا ہے۔ ربط آیات تفسیر محمدی کی نمایاں خصوصیت ہے اور کاشف الحقائق میں صوفیانہ رنگ جھلکتا ہے۔ تفسیر محمدی میں ۴۸۵ اوراق ہیں کاشف الحقائق میں ۱۳۷۔ کاشف الحقائق کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے۔

"الحمد للہ رب العالمین انزل علی حبیبہ القرآن اما بعد"

تفسیر محمدی کی ابتدا اس طرح سے ہوتی ہے۔

"الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتٰب معجزا تاما علی مر الدھور"

تفسیر محمدی کا پہلا حصہ (ابتدائے کلام اللہ سے سورہ کہف تک) سرسالار جنگ لائبریری حیدرآباد میں موجود ہے اس میں ۳۷۸ اوراق ہیں (۲) کاتب کا نام سید محمد جعفر سرہندی ہے۔ سنہ کتابت نہیں پڑھا جا سکا۔

---

(۱) حالات کے لیے اخبار الاخیار ص ۲۴۲، خزینۃ الاصفیا ص ۳۷۹ ج ۱، سبحۃ المرجان ص ۴۷، تذکرہ ص ۱۸۱۔ نزہۃ ص ۸ ج ۳۔ مآثر الکرام دفتر اول ص ۱۸۶ (۲) مکمل نسخہ انڈیا آفس لائبریری میں ہے جس میں ۴۸۵ اوراق ہیں۔ اس کی کتابت شیخ محمد بن کبیر محمد نے کی ہے اور اس پر سنہ کتابت ۲۸ صفر ۱۰۱۳ھ درج ہے۔ ملاحظہ ہو فہرست مرتبہ لوکھر (ص ۱۸-۲۰) ۱۰۳

Marfat.com

یہ تفسیر شیخ حسن محمد بن میا بجیو نے اپنی عمر کے بالکل آخری حصّہ میں لکھی تھی جس کا پتہ انڈیا آفس والے نسخہ کے خاتمے کی عبارت سے چلتا ہے۔ کتاب کا آغاز شعبان ۹۸۱ھ میں ہوا تھا اور اختتام رمضان ۹۸۲ھ میں ہوا (۱) لیکن اتنی مختصر مدت تصنیف کے باوجود کتاب خاصی ضخیم اور قابلِ قدر ہے۔

تفسیر کے شروع میں ایک مقدمہ ہے جس میں اس تفسیر سے متعلق ضروری باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ تفسیر میں اُنھوں نے سب سے زیادہ زور ربطِ آیات پر دیا ہے لکھتے ہیں کہ میں نے کافی غور و خوض کے بعد اس تفسیر کو لکھا ہے اور اس بات کی کوشش کی ہے کہ آیات کی تفسیر مربوط انداز میں بیان کروں۔ مصنّف کا خیال ہے کہ یوں تو بہت سے لوگوں نے کلام اللہ کی تفسیریں لکھی ہیں لیکن کسی نے بھی قرآن مجید کی تمام آیات کو ایک دوسرے سے متعلق ثابت نہیں کیا ہے۔ ان کا یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ علامہ علاؤالدین علی بن احمد مہائمی (متوفی ۸۳۵ھ) نے اپنی تفسیر "تبصیر الرحمان وتیسیر المنّان" (جو تفسیر رحمانی کے نام سے زیادہ مشہور رہی ہے) اس سے تقریباً ڈیڑھ سو سال قبل اسی نقطۂ نظر سے لکھی تھی۔

تفسیر محمدی میں مصنّف نے الفاظ کے معانی اور آیات کے ترجمے سے زیادہ ان کے مفہوم کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ جن آیتوں سے مسائل مستنبط ہوتے ہیں ان کی توضیح مفصّل کی ہے اور مسئلوں کو پوری تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ائمہ کے اختلافات کا بھی ذکر کیا ہے لیکن بہت زیادہ شرح و بسط اور بلا وجہ کی طوالت اور غیر متعلق باتوں سے گریز کیا ہے۔

آیتوں اور سورتوں کی شانِ نزول بھی بیان کر دیتے ہیں۔

---

(۱) فہرست انڈیا آفس ۱۰۳ ص ۲۲

Marfat.com

مطالب قرآنی آسان زبان میں بیان کرتے ہیں اور مفہوم کو پوری طرح واضح کر دیتے ہیں۔

جو واقعات قرآن مجید میں بیان کیے گیے ہیں اُن کا ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً معراج کے واقعے کو بھی اچھی طرح سے بیان کیا ہے۔ آخری صفحے کی عبارت مٹ گئی ہے صرف اتنی پڑھی جا سکی"

...." انکار وقبحہ فعلی ہذا یکون جمیع الکلام علی نسق احد فانک لقد جئت بہذا الفعل شیئاً نکرا ینکرہ جمیع من یراہ او یسمعہ۔"

Marfat.com

منبع عیون المعانی و مطلع شموس المثانی

شیخ مبارک بن خضر ناگوری ولادت ۹۱۱ھ وفات ۱۰۰۱ھ

ان کے آباء و اجداد یمنی تھے۔ ان کے والد نے ناگورہ میں اقامت اختیار کی۔ شیخ مبارک کی ولادت یہیں ہوئی۔ بچپن کی تعلیم کے بعد شیخ مبارک احمد آباد گئے اور خطیب ابوالفضل کے آگے زانوئے شاگردی تہہ کیے۔ تھوڑے ہی عرصے میں ان کی علمی حیثیت مسلم ہو گئی۔ ۹۵۰ھ میں آگرہ آئے اور درس و تدریس میں لگ گئے۔ لکھنے پڑھنے کا یہ عالم تھا کہ خود اپنے ہاتھ سے پانچ سو سے زیادہ کتابیں لکھ ڈالیں۔ آخر عمر میں باوجودے کہ بصارت کمزور ہو گئی تھی انھوں نے محض اپنی یادداشت سے پانچ جلدوں میں تفسیر "منبع عیون المعانی" تصنیف کی۔ یہ بولتے جاتے تھے اور ان کے شاگرد لکھتے رہتے تھے۔ شیخ مبارک کی شہرت اور عظمت کو ان کے بیٹوں ابوالفضل اور فیضی نے چار چاند لگائے۔ شیخ مبارک اس دور کے علماء کے مقابلے میں جن کا اکبر کے دربار میں بہت زور تھا قدرے آزاد خیال تھے اسی لیے شروع میں ان کو دربار میں اپنی حیثیت بنانے میں خاص دقت ہوئی۔ مگر اکبر جو کٹر مذہبی طبقے سے پریشان تھا ان سے اور ان کے بیٹوں سے بہت متاثر تھا اور ان کی بہت عزت کرتا تھا۔ آگرہ ۱۰۰۱ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ (۱)

(۱) شیخ مبارک کے مفصل حالات کے لیے ملاحظہ ہو (۱) آئین اکبری ۲/۲۶۲ (۲) منتخب اللباب ۲/۳۴۷ (۳) تذکرہ علمائے ہند ۱۷۴ (۴) حدائق الحنفیہ ص ۹۴-۳۹۳ (۵) مآثر الکرام ص ۱۹۷ (۶) قاموس المشاہیر ۲/۳۰

Marfat.com

"منبع عیون المعانی ومطلع شموس المثانی" پانچ ضخیم جلدوں میں سید تقی صاحب مرحوم (لکھنؤ) کے کتب خانے میں موجود ہے۔ ڈاکٹر زبید احمد نے اپنی تصنیف "کنٹری بیوشن آف انڈیا ٹو عربک لٹریچر" میں اسے لاپتہ قرار دیا ہے۔ مجھے بھی اس نسخے کے علاوہ کسی دوسرے نسخے کا پتہ نہیں چل سکا ہے۔ شروع کی تین جلدیں ذرا بوسیدہ ہیں چوتھی اور پانچویں جلدیں مضبوط ہیں۔ پہلی جلد میں شروع کے چند اوراق غائب ہیں اس کے بعد کی عبارت اِن الفاظ سے شروع ہوتی ہے:۔

" للآثار مستکملا للعلوم سیما استماع الحدیث واصول
مضغا مسلسلا متنا واسنادا وضبط رجاله وروایة تحقیقا واتقانا
من السنة لدی المشاهیر العادرین من الحرمین الشریفین
زادهما الله شرفا ... "

اس کے بعد انھوں نے لاہور میں اپنی آمد اور قیام کا ذکر کیا ہے اس دور کے کچھ بزرگوں اور اہل علم کے نام اور ان کی عظمت کو بھی بیان کیا ہے۔ اس کے بعد اپنا ذکر اور اس تفسیر کی تصنیف کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ پھر اپنی تعلیم، اساتذہ اور مذہب کے متعلق لکھتے ہیں اور ان اہل علم وفضل کا ذکر کرتے ہیں جن سے مستفید ہوئے ہیں۔

پھر آگرہ میں رہنے اور وہاں کے بزرگوں سے کسب فیض کا ذکر کرتے ہیں اس سلسلے میں شیخ عطاء الدین مجذوب (۱) اور محدث کامل شیخ رفیع الدین (۲) کا خاص طور سے نام لیا ہے۔ اس کے بعد فنِ تفسیر کی اہمیت، یہ تفسیر عربی میں لکھنے کی وجہ اور اس کے نام کا ذکر کرتے ہیں۔

Marfat.com

اِس تفسیر میں انھوں نے جن خاص امور کو پیش نظر رکھا ہے ان کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اُس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

اِس کتاب میں وجوہ نظم قرآن، قرأت عشرہ، انواع وقوف وفواصل آیات کا ذکر کروں گا، نیز علمائے راسخین، حکما اور صاحب کشف عارفین نے جو معانی ومطالب بیان کیے ہیں انھیں بتاؤں گا۔ جملوں کے ربط اور آیتوں اور سورتوں کے درمیان جو مناسبت ہے اُسے واضح کروں گا۔ انبیاء علیہم السلام کے قصص، اقوام وملل کے واقعات اسباب نزول اور ناسخ منسوخ کو بیان کروں گا اور یہ بتاؤں گا کہ سورتیں جن آیات پر ختم کی گئی ہیں ان کی وجہ کیا ہے۔

اِس کے بعد ایک مبسوط مقدمہ لکھا ہے جس میں تمام علوم قرآنی کا مفصّل ذکر کیا ہے۔ عرب کون تھے سب سے پہلے عربی زبان کس نے استعمال کی۔ اس زبان کی فضیلت کیا ہے۔ نزول قرآن کا بیان، وحی کا تذکرہ، نزول کی مدّت، سورتوں کی تنزیلی ترتیب، مکّی ومدنی سورتوں کا بیان، تعداد اعجاز قرآن کا تذکرہ، قرأۃ قرآن، تعلیم قرآن، تلاوت کے فوائد، معانی کا ذکر، مختلف لوگوں کا مختلف انداز سے پڑھنا بہت سے الفاظ کی کتابت کا بیان، مفسّرین کے اندازِ بیان کا ذکر، اہلِ لغت و فصحا کا تذکرہ، غرض کوئی بھی ایسی بات اور کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جس کا مفصّل ذکر انھوں نے اِس مقدمے میں نہ کیا ہو اِسے پڑھ کر شیخ کے غیر معمولی ذہن اعلیٰ دماغ اور زبردست لیاقت کا پتہ چلتا ہے۔

سورۃ الفاتحہ کے تیس نام انھوں نے بیان کیے ہیں۔ فاتحہ و حمد

---

(۱) نزہتہ ۴/۲۲۔ ابجد (اردو ترجمہ) ص ۹۴۸ (۲) نزہتہ ۴/۱۱۵ تذکرہ رحمان علی ص ۱۹۵

Marfat.com

شکر نعمۃ سبع مثانی، اُمّ الکتاب، اُمّ القرآن۔ نور، کنز، دعا مناجاۃ، وافیہ، اساس، شافیہ وغیرہ، اس میں سے ہر ایک نام کی الگ الگ توجیہ بھی کی ہے اور یہ بیان کیا ہے کہ یہ نام کیوں رکھا گیا۔ اس کے بعد اس سورۃ کی مفصّل تفسیر بیان کی ہے۔

کسی سورۃ کی تفسیر بیان کرنے سے پہلے اس کا نام آیات وکلمات وغیرہ کی تعداد اور اس میں اگر کچھ ناسخ منسوخ ہے تو اس سب کا ذکر تفصیل سے کر دیتے ہیں۔

پہلی جلد پارۂ سیقول کی پہلی آیت کی تشریح پر ختم ہوتی ہے۔ دوسری جلد "قال رب انی لا املک الا نفسی واخی فافرق بیننا وبین القوم الفاسقین"(۱) پر ختم ہوتی ہے۔ تیسری جلد فھل ینتظرون الا مثل ایام الذین خلوا من قبلھم قل فانتظروا انی معکم من المنتظرین (۲) تک ہے۔ چوتھی جلد "فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا" پر ختم ہوتی ہے یعنی سورۂ کہف کے خاتمے تک۔ پانچویں جلد میں شروع کے ایک آدھ صفحات غائب ہیں۔ اس آیت سے شروع ہوتی ہے "وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ (۲)" اور ختم قرآن مجید تک ہے۔ آخر کے اختتامیہ صفحات بھی دو ایک غائب ہیں۔ یہ تفسیر پانچ ضخیم جلدوں میں ہے جن کے صفحات کی مجموعی تعداد تقریباً تین ہزار ہے۔ (۳)

---

(۱) سورۃ المائدہ آیت ۲۵

(۲) سورہ یونس آیت ۱۰۲ (۳) سورۂ یٰسین آیت ۶۹

(۳) غالباً اس کی چھ جلدیں تھیں، اس لیے کہ موجودہ چوتھی جلد سورۂ کہف پر ختم ہوتی ہے اور پانچویں سورۂ یٰسین سے شروع ہوتی ہے یعنی سورۂ مریم سے سورۂ یٰسین تک کی سورتوں کی تفسیر کا پتہ نہیں چلتا ہے ممکن ہے ضائع ہو گئی ہو۔

Marfat.com

انھوں نے ہر ہر آیت پر پوری بحث کی ہے۔ تمام مطالب کو بہ حسن تحقیق و تدقیق بیان کیا ہے۔ شانِ نزول اور واقعات متعلقہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ زبان کی بھی بحثیں کی ہیں۔ قصص قرآنی اور انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ بھی کرتے ہیں۔

تمام سورتوں کی تفسیر بہت عمدہ کی ہے پہلے سورۃ کا نام لکھتے ہیں۔ پھر یہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے اور کتنے نام ہیں پھر یہ کہ سورہ مکی ہے یا مدنی۔ اس میں کتنے حروف کلمات اور آیات ہیں اس میں کن جگہوں پر وقف لازم ہے کتنے رکوع ہیں اور اس کا مضمون کیا ہے اس کی طرف بھی مختصراً اشارہ کر دیتے ہیں۔

جہاں پر روزہ کی فرضیت کا بیان ہے وہاں پوری تفصیل سے روزہ کی فضیلت اور اُس کی اہمیت کا ذکر کیا ہے اور اس کو اچھی طرح ذہن نشین کرانے کے بعد اس سلسلے کے ضروری مسائل کو بیان کیا ہے اور سفر و حضر میں اس کی حیثیت کیا ہوتی ہے اس کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح سے وضو، نماز، حج وغیرہ کے مسائل پر بھی سیر حاصل بحثیں کی ہیں اپنی تفسیر میں انھوں نے کلبی، غسانی، زاہدی وغیرہ کے حوالے دیئے ہیں۔ حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ مفصل لکھا ہے کہ کس طرح انھوں نے لوگوں کے ساتھ کشتی میں سفر کیا۔ سمندر میں طغیانی آئی انھوں نے اپنے آپ کو اس مصیبت کا سبب ٹھہرالیا اور لوگوں سے کہا کہ مجھے سمندر میں ڈال دو، لوگ اس پر تیار نہ ہوئے آخر قرعہ اندازی سے ان کا نام نکلا، پھر ان کو مچھلی نے نگل لیا۔ غرض پورا واقعہ بیان کر دیا ہے۔ اسی طرح سے اور دوسرے نبیوں وغیرہ کے قصوں کا بھی تفصیلی ذکر کر دیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اس بات کو بھی ملحوظ رکھا ہے کہ غلط اور لایعنی روایات سے اجتناب کیا جائے اور صحیح اور سچے واقعات بیان کر دیے جائیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعات بھی پوری تفصیل سے بیان کیے ہیں اور ان تمام واقعات کا ذکر کیا ہے جن کا تعلق حضرت یوسف سے کسی نہ کسی طرح

Marfat.com

بھی ہو سکتا ہے۔ خاص طور سے ان آیات کی تشریح میں بہت تفصیل سے کام لیا ہے جن سے حضرت یوسف کی برأت ثابت ہوتی ہے یعنی امراۃ عزیز کا ان کو پھسلانا، بادشاہ کا خواب دیکھنا، ان کو جیل خانے سے بلانا، اور اُن کا اِس بات پر اصرار کہ پہلے ان کے فردِ جرم کی تحقیق اچھی طرح کر لی جائے۔ وغیرہ وغیرہ تمام باتوں کو ثبوت و دلائل کے ساتھ پیش کیا ہے۔ تشریح و توضیح بہت اچھے انداز میں کی ہے۔ جس سے تمام مسائل حل ہو گئے ہیں اور حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی کے تمام واقعات پوری طرح سے سامنے آ گئے ہیں اور اُن کی برأت ثابت ہو گئی ہے۔

اِس تفسیر کی پہلی جلد بالخصوص بہت اہمیت رکھتی ہے۔ اِس میں مصنف نے اپنے حالات اور اُس دور کی بہت سی باتوں کا ذکر کیا ہے۔ علوم قرآنی سے سے متعلق بھی بہت تفصیل سے لکھا ہے۔ علم تفسیر کی ضرورت اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے۔ شیخ مبارک کا ذوق علمی و ادبی ہونے کے ساتھ ساتھ صوفیانہ بھی تھا جس کی جھلک ان کی اس تفسیر میں بھی ملتی ہے۔ یہ رنگ ان پر صوفیائے کرام اور بزرگانِ دین سے ملاقات اور کسب فیض کا نتیجہ تھا۔ انھوں نے علم کے بیشتر شعبوں میں اُس دور کے ممتاز بزرگوں سے استفادہ کیا تھا اور یہی وجہ ہے کہ اُن کی اِس تفسیر میں عالمانہ اور محققانہ رنگ نظر آتا ہے۔ اُن کا مطالعہ بہت گہرا تھا اور وہ محض کسی ایک فن سے متعلق نہ تھا بلکہ اس دور کے تمام علوم پر حاوی تھا۔ اُن کے علمی شوق کا اندازہ اس سے بخوبی کیا جا سکتا ہے کہ انھوں نے اپنی تصانیف سے قطع نظر محض قدماء کی پانچ سو کتابوں کو اپنے ہاتھ سے نقل کیا تھا۔ اِس کا ذکر بھی انھوں نے اپنی تفسیر کے مقدمے میں کیا ہے۔

کسی سورۃ کو شروع کرتے وقت ابتدا ہی میں اُس کا مضمون بیان کر دیتے ہیں تاکہ سورۃ کے مطالب ذہن نشین ہو جائیں۔

Marfat.com

انھوں نے ربطِ سورہ کی طرف بھی اشارے کیے ہیں۔ کسی سورۃ کو شروع کرنے کے بعد جب اُس کا مضمون بیان کرتے ہیں تو پھر اس کا نظم اور وجہِ نظم بھی بیان کرتے ہیں مثلاً سورہ والضحیٰ کا مضمون اور پچھلی سورۃ سے اس کا ربط یوں بیان کرتے ہیں کہ سورۂ واللیل میں حضرت ابوبکر کی تعریف بیان کی گئی ہے اور سورۂ والضحیٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت بیان کی گئی ہے۔

ہر سورۃ کے خاتمے پر دعا مانگتے ہیں جو مفہوم کے اعتبار سے تو یکساں ہوتی ہے لیکن الفاظ قدرے بدلے رہتے ہیں۔

Marfat.com

سواطع الالہام

ابوالفیض فیضی ولادت ۹۵۴ھ ـ وفات ۱۰۰۴ھ

یوں تو فیضی کی شہرت اور حیثیت فارسی شاعری کی وجہ سے بہت ہے لیکن اُس کی عربی زبان کی صلاحیت بھی غیر معمولی تھی اور اس کا ایک بیّن ثبوت اُس کی تفسیر سواطع الالہام ہے۔ فیضی نے یہ تفسیر غیر منقوط الفاظ میں لکھی ہے جسے ادب کی اصطلاح میں صنعت مہملہ کہتے ہیں۔ عربی زبان میں اس قسم کی تصنیف کرنا ایک غیر معمولی کارنامہ ہے اور بھرپور سے قرآن کریم کی تفسیر وہ بھی مختصر نہیں بلکہ سات سو صفحات میں فیضی نے اس اہم کام کو بہت تھوڑی مدت میں مکمل کرلیا۔ مولانا غلام علی آزاد اس تفسیر کے سلسلے میں لکھتے ہیں۔

"برہانِ فضیلت شیخ فیضی سواطع الالہام تفسیر بے نقاط است کہ دریں ہزار سال پیشتر ہیچ مستعدی را میسّر نہ شد طرفہ این کہ این چنین کار دشوار در عرضِ دو سال از مبدء بہ منتہٰی رسانید" (۱)

علامہ شبلی لکھتے ہیں :-

"سواطع الالہام یعنی تفسیر غیر منقوط ۱۰۰۲ھ میں تمام ہوئی۔ کل

---

(۱) مآثر الکرام ۱۹۹

Marfat.com

مدتِ تصنیف دو ڈھائی برس ہے۔ اِس تفسیر پر فیضی کو بڑا ناز ہے دوستوں کو جو خطوط لکھے ہیں ان میں اکثر فخر سے اس کا تذکرہ کرتا ہے۔ " (۱)

فیضی کی دربارِ اکبری میں بڑی حیثیت تھی۔ شروع میں تو درباری چشمک کی وجہ سے اس کو خاصی پریشانی اُٹھانی پڑی۔ باپ شیخ مبارک اور بھائی ابو الفضل تینوں ہی مختلف جگہوں کی ٹھوکریں کھاتے رہے اور پھر بعد میں بڑی جد وجہد اور مختلف وسیلوں سے دربارِ اکبری میں پناہ ملی۔ اکبر اِن لوگوں کی بہت عزّت کرتا تھا اور دربار میں اِن لوگوں کا خاص مرتبہ تھا۔ چوں کہ فیضی اور ابو الفضل دونوں ہی بھائی انتہائی ذہین تھے اِس لیے تھوڑے ہی عرصے میں اکبر پر اِن لوگوں کا بہت اثر ہو گیا۔ اس اثر کی ایک وجہ اور بھی تھی۔ کٹّر مذہبی طبقہ اکبر کے خلاف تھا اور مختلف فتووں میں اسے الجھائے رکھتا تھا۔ اُس دور کی اِس کش مکش کو ختم کرنے میں بھی ان دونوں بھائیوں کا بہت بڑا ہاتھ تھا۔ شبلی نے لکھا ہے۔

" اکبر مخدوم الملک اور شیخ عبدالنبی کی تنگ خیالیوں سے تنگ آ چکا تھا اور اِن لوگوں کے زور کو گھٹانا چاہتا تھا لیکن خود جاہل تھا اِس لیے مذہبی فتووں کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ فیضی اور ابو الفضل دربار میں پہنچے تو اکبر کو گویا اوزار ہاتھ آ گئے اِن لوگوں نے ہر موقع پر اِن متعصبوں کو شکستیں دیں اور ان کا سارا بھرم کھل گیا (۲)

---

(۱) شعر العجم ج ۳ ص ۵۸ (۲) شعر العجم ج ۳ ص ۵۸

Marfat.com

اکبر تو فیضی اور ابو الفضل سے خوش تھا لیکن دربار کے دوسرے مذہبی لوگ جو خود اکبر کی بے اعتدالیوں سے پریشان تھے اِن دونوں بھائیوں سے بھی برگشتہ ہوگیے اور اِن لوگوں کے ہر کام کو معیوب نظروں سے دیکھنے لگے۔ فیضی شروع میں چوں کہ مذہبی امور میں بہت زیادہ آزاد خیال تھا اِس لیے مولویوں کی نظر میں بے دین لا مذہب سمجھا جاتا تھا جس کا اظہار بھی اس دور کے لوگوں نے جا بہ جا کیا ہے۔ خاص طور سے ملا عبد القادر بدایونی اس میں پیش پیش ہیں۔ اِس لئے جب فیضی نے اپنی تفسیر مکمل کی تو لوگوں نے اس کے خلاف طرح طرح کی باتیں پھیلائیں۔ ملا بدایونی لکھتے ہیں۔

"تفسیر بے نقط برائے شستن بدنامی کہ تا روز جزا بصد آب شستہ نگردد در عین حالت مستی و خباثت می نوشت و سگاں آں را از ہر طرف پامال ساختند" (۱)

اس کے علاوہ بھی طرح طرح کے الزامات عائد کیے ہیں لیکن تفسیر دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سب باتیں بے بنیاد اور محض درباری دشمنی پر مبنی ہیں۔ فیضی اگر چاہتا تو تفسیر میں اپنی آزاد خیالی کو قائم رکھتا اور کلام اللہ کے معانی و مطالب کو الٹ پھیر کر بیان کر دیتا۔ لیکن اس نے ایک جگہ پر بھی ایسا نہیں کیا ہے۔ محمد حسین آزاد نے لکھا ہے :-

"زبانی باتوں میں ملا صاحب جو چاہیں کہیں مگر نفس مطالب میں جب نہ اب کوئی دم نہیں مار سکتا۔ ورنہ ظاہر ہے کہ وہ بے دینی

---

(۱) منتخب التواریخ ج ۳ ص ۲۹۹

Marfat.com

اور بدنفسی پر آجاتے تو جو چاہتے لکھ جاتے اُنھیں ڈر کس کا تھا۔ (۱)

علامہ شبلی لکھتے ہیں :۔

"فیضی نے یہ تفسیر اِن واقعات کے بعد لکھی ہے لیکن ایک ذرہ مسلمات کی شاہ راہ سے نہیں ہٹا حالانکہ تفسیر میں ہر قدم پر اس کو آزاد خیالی دکھانے کا موقع حاصل تھا۔ ملّا صاحب تو فرماتے ہیں کہ وہ تمام عقائدِ اسلام کا منکر تھا لیکن وہ اِن تمام عقائد کا معترف نظر آتا ہے جن کو معتقداتِ عوام کہتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ فیضی کی مذہبی آزادی ہم جو کچھ سنتے ہیں زبانی سنتے ہیں تصنیفات میں تو وہ ملّائے مسجدی نظر آتا ہے۔ (۲)

ملّا بدایونی کا بھی عجیب معاملہ ہے۔ کہاں تو فیضی اور اُس کی تفسیر کی اتنی مخالفت اور اتنی بُرائیاں اور دوسری طرف خود اس کی تاریخیں کہیں اور تقریظیں بھی لکھیں۔ لکھتے ہیں۔

"وفقیر من احسن التفاسیر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم علم القرآن تاریخ یافت و توفیقی نوشت انشاء اللہ تبقریبی در محل خود مذکور گردد" (۳)

علامہ شبلی ایک جگہ پر ملّا صاحب کے تمام خیالات کو بے بنیاد ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"ملّا صاحب اور اُن کے تمام پیروؤں نے متفقاً فیضی کو ملحد۔ بے دین، زندیق اور کافر لکھا ہے۔ ملّا صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ

---

(۱) دربار اکبری ص ۳۰۔۳۴

(۲) شعر العجم ج ۳ ص ۵۔۵۲

(۳) منتخب التواریخ ج ۳ ص ۳۰۳

Marfat.com

فیضی مرنے کے وقت کتوں کی طرح بھونکتا تھا اور اس کے ہونٹ سیاہ ہو گئے تھے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ فیضی کے رتبے کو سمجھ نہیں سکتے تھے۔ وہ جو حکیمانہ خیالات ظاہر کرتا تھا ان لوگوں کو الحاد و زندقہ نظر آتا تھا۔" (۱)

فیضی کے تعلقات شیخ عبدالحق دہلوی سے بھی بہت خوش گوار تھے۔ دونوں بہت بے تکلف تھے اور ایک دوسرے کا خیال رکھتے تھے لیکن جب شیخ صاحب مکہ معظمہ سے واپس ہوئے تو اُن کو معلوم ہوا کہ فیضی کے خیالات میں تبدیلی آچکی ہے اُنھوں نے فیضی سے قطع تعلق کرلیا۔ (۲) فیضی کو شروع میں اس کا اندازہ نہ ہو سکا اس لیے جب شیخ صاحب واپس لوٹے تو فیضی نے ان کو خط لکھا اور ملاقات کے شوق کا اظہار کیا۔

" اگر بال دیرے می داشتم ہر روز بر بام آں حجرہ می نشستم و درانہ چین نگاہ نبت می شدم " (۳)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شیخ صاحب فیضی سے بہت خفا تھے اس لیے انھوں نے فیضی کو اس قسم کا کوئی موقع نہ دیا۔ (۴) صاحب نزہتہ الخواطر نے شیخ عبدالحق کی رائے اس طرح سے پیش کی ہے کہ :-

وہ اپنے زمانے میں فصاحت و بلاغت اور متانت و ہمانت میں منفرد تھا لیکن کفر و ضلالت کے غار میں گر جانے کی وجہ سے اس کی پیشانی پر ردت و انکار و ادبار کے نقوش نمودار ہو گئے تھے۔ اس بنا پر اہلِ دین و ملّت اور محبین نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کا اور اس کے متعلقین کا نام

---

(۱) شعرالعجم ج ۳ ص ۸۴ (۲) حیات عبدالحق پروفیسر (خلیق احمد نظامی) ص ۲۴۲ (۳) حیات عبدالحق بحوالہ لطائف فیضی ص ۳۵۳ (۴) حیات عبدالحق ص ۲۴۱

Marfat.com

لینے میں عار سمجھتے ہیں۔ اگر یہ لوگ مسلمان ہیں تو اللہ انھیں معاف فرمائے۔ (۱)

لیکن ان سب باتوں کا اثر اس کی تفسیر میں کہیں بھی نظر نہیں آتا ہے۔ اپنی تفسیر کی ابتدا یوں کی ہے:

" اللہ لا الہ الا ھو لا اعلم ما ھو وما ادراکہ کما ھو۔ احامد المحامد ومحامد الاحامد للہ مصدر لوامع العلم وملھم سواطع الالھام " ص ۲

پھر آگے چل کر دعا مانگی ہے کہ خدایا اس کام کو آسان فرما۔ اس کے بعد اپنی تعلیم و تربیت کا ذکر کیا ہے۔ آگے چل کر اپنے مولد آگرہ کا ذکر کیا ہے۔ شہر کی بہت تعریف کی ہے۔ علماء کی مجلسوں، مدرسوں، مسجدوں اور دوسرے عبادت خانوں کا ذکر ہے۔ اس کے بعد بادشاہ کی تعریف کی ہے۔ اس کا نام اور مناقب اسی صنعتِ بے نقط میں عجیب معمائی انداز میں لکھے ہیں۔

اسی طرح سے اپنا، اپنے والد اور اپنے بھائیوں کا بھی تعارف کرایا ہے۔ چوں کہ ہر نام میں نقطے آتے ہیں اس لیے اس نے یہ صورت اختیار کی اور معموں سے کام نکالا۔ سب کے ناموں کی طرف اس طرح سے اشارے کیے ہیں۔ مثلاً اپنے والد کا نام اس طرح سے لکھا ہے۔

" وھو اساس العلم واصل الورع ومطلع الالھام وراس الرؤس وامام الکرام " ص ۵

اسی طرح سے اور ناموں کو بھی اشاروں میں پیش کیا ہے۔ اس کی وجہ سے بڑی تعقید پیدا ہو گئی ہے اور آسانی سے نام سمجھ میں نہیں آسکتے۔ البتہ

Marfat.com

اس سے فیضی کی عربی زبان پر قدرت کا اندازہ ضرور ہوتا ہے۔

فیضی نے اس تفسیر کو لکھنے سے پہلے مشق کے طور پر "موارد الکلم" (۱) بھی بے نقط لکھی تھی۔ خود اپنی اس تصنیف کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔

اس کے بعد اپنی تفسیر کے متعلق لکھا ہے کہ کس طرح سے یہ خیال ان کے ذہن میں آیا اور اس کا ان کے والد پر کیا اثر ہوا لکھتے ہیں کہ ان کے والد اس سے بے حد خوش ہوئے اور ان کو دعائیں دیں۔

اس کے بعد اس مقدمہ میں آگے چل کر لکھتے ہیں کہ یہ تفسیر لکھی ہی جا رہی تھی کہ بادشاہ نے اپنے پاس بلا لیا اور کام رک گیا لیکن پھر ایک سال بعد فیضی کو اسے مکمل کرنے کا خیال آیا۔ وہ اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ اس نے اس کا موقع دیا کہ مکمل ہو جائے اور سال بھر بعد پھر میں نے لکھنا شروع کیا اور بہت ہی تھوڑے عرصے میں یہ تفسیر لاہور میں مکمل ہو گئی۔ اس تفسیر میں فیضی نے جو انداز اختیار کیا ہے۔ اس کے متعلق مقدمہ میں تصریح کر دی ہے۔

خدا معلوم لوگوں نے کس طرح سے فیضی کو ملحد و بے دین ثابت کیا ہے اپنی تصانیف میں کسی بھی جگہ وہ ایسا نہیں لگتا ہے۔ اگر اس کو ملحد اور بے دین ہی رہنا ہوتا تو وہ قرآن کریم کی تفسیر کیوں لکھتا اور اگر لکھ ہی رہا تھا تو پھر اپنی من مانی باتیں کہتا اور آیات اللہ کی تاویلیں اپنے حساب سے کرتا اور اس کے رسول کی حمد و ثنا سے بھی گریز کرتا۔ لیکن اس نے کہیں بھی ایسا نہیں کیا ہے بلکہ لکھتا ہے:۔

"اللہ واحد اصل مقصود ہے اس نے اصلاح عالم کے لیے رسول بھیجے ان میں پہلے حضرت آدم اور آخری محمد صلی اللہ علیہ

(۱) یہ رسالہ علم اخلاق سے متعلق ہے۔ اس کے مطبوعہ و غیر مطبوعہ نسخے بہت سے ملتے ہیں۔

Marfat.com

وسلم ہیں سب سے بڑھ کر علم وکمال والے اور نہایت معزز لوائے الحمد انھیں کے ہاتھ میں ہوگا اور صاحب مقام محمود ہیں۔" ترجمان القرآن جلد اول ص ۲

اس کے بعد آگے چل کر کلام اللہ کی وسعت کے بارے میں لکھتا ہے کہ کلام اللہ ایک بحرِ ناپیدا کنار ہے۔

آگے چل کر مختصراً نزولِ قرآن کا ذکر کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کس طرح نازل ہوتی تھی۔ آپؐ کی اُس وقت کیا کیفیت ہوتی تھی۔ اس کے بعد جمع وترتیبِ قرآن کے متعلق بھی لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہی مکمل طریقے سے لکھا گیا تھا۔ پھر کتنی سورتیں ہیں اور ان میں کتنی کتنی آیات ہیں سب کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔ قرآن مجید کے کتنے نام ہیں ان میں سے جو بے نقط ہیں۔ مثلاً صراط، کلام، امام وغیرہ ان کا ذکر کیا ہے۔ قرآن مجید کے حفاظ، راویوں اور ابتدائی مفسرین کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ حروف کے صحیح تلفظ کی طرف بھی اشارہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ تمام حروف کو ادا کرنے کا ایک خاص طریقہ اور خاص انداز ہے۔ اسی طرح سے محکم وغیر محکم آیات والفاظ کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ محکم وہ ہیں جن کا سمجھنا آسان ہے اور غیر محکم وہ ہیں جن کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کو نہیں ہے۔ جیسے سورتوں کے ابتدائی الفاظ آلم۔ آلر۔ طسم وغیرہ۔

اس کے بعد تفسیر سے متعلق اور بھی بعض ضروری باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مقدمہ کے آخر میں اللہ تعالیٰ سے نیک عمل اور نیک نیتی کی دعا مانگی ہے کیونکہ یہی باتیں اسلام کے اصلی اور سچے اصول ہیں۔

مقدمہ خاصا بسیط ہے جس میں مذکورہ بالا تمام باتیں تفصیل سے بیان کی ہیں۔ مقدمہ کے دو حصے ہیں۔ پہلے میں اپنا اور اپنے اعزا کا حال لکھا ہے۔ دوسرے میں علوم قرآنی کا مفصل تذکرہ ہے۔ ان دو حصوں کو بھی الگ

Marfat.com

الگ ابواب میں تقسیم کیا ہے اور ہر باب کا نام ساطعہ رکھا ہے۔ بعض ساطعہ بہت مختصر صرف سطر ڈیڑھ سطر کے ہیں اور بعض خاصے طویل تیس تیس سطروں تک کے۔

مقدمے کے خاتمے پر ایک نظم بھی لکھی ہے۔ اس میں بھی صنعتِ مہملہ کا التزام رکھا ہے۔

اس کے بعد سورۃ الفاتحہ کی تفسیر کی ہے۔ تفسیر سے پہلے اس کی اہمیت و عظمت پر روشنی ڈالی ہے۔ اسی جگہ پر سورۂ الحمد کے جو دوسرے نام ہیں اُن کا تذکرہ بھی کر دیا ہے اور اُن کی وجہ تسمیہ بھی بیان کر دی ہے۔

تمام سورتوں کی شانِ نزول بھی بیان کر دی ہے۔ اس میں انداز یہ ہوتا ہے کہ پورے واقعہ کی طرف مختصراً اشارہ کر دیتا ہے۔ اسی طرح سے مکی و مدنی ہونے کا بھی ذکر کر دیا ہے۔ جب کسی سورۃ کو مدنی کہنا ہوتا ہے تو لکھتے ہیں :-

"موردھا مصر رسول اللہ صلعم"

مکی کہنا ہوتا ہے، تو

"موردھا ام الرحم"

سورۃ الناس کے متعلق لکھتے ہیں :-

"موردھا مصر رسول اللہ صلعم" یعنی مدنی

سورۃ القمر کے بارے میں لکھا ہے :-

"موردھا ام الرحم" یعنی مکی اور ضروری تعارف کرایا ہے۔

اسی طرح سے انھوں نے تمام سورتوں کے شروع میں تعارف کرایا ہے

Marfat.com

اور واقعات کا ذکر کیا ہے۔ مگر عبارت بے نقطہ کا التزام کرنے کی وجہ سے اظہارِ مطلب میں بڑی محنت کرنی پڑتی ہے۔ بایں ہمہ قاری کے لیے اس کا سمجھنا خاصا مشکل ہوتا ہے۔

سورۂ یوسف میں امراۃ عزیز اور حضرت یوسف کے پیچیدہ مسائل کی تفسیر مجمل انداز سے کی ہے اور کہیں بھی نقطہ نہیں آنے دیا ہے۔

اسی انداز سے انھوں نے سارے کلام اللہ کی تفسیر کی ہے۔ عبارت تو ل میں اختصار ہے۔ معانی و مفہوم کو سہل انداز پر بیان کرنے کی کوشش کی ہے لیکن چوں کہ تفسیر سے زیادہ صنعت گری پیشِ نظر ہے اس لیے اس کو سمجھنا خاصا مشکل ہوگیا ہے۔ ملّا بدایونی وغیرہ تو اس تفسیر کی مخالفت محض اس وجہ سے کرتے ہیں کہ ان کو فیضی سے ایک قسم کی جلن اور اُس کے تبحّرِ علمی سے حسد ہے۔ یہ ضرور ہے کہ اگر فیضی نے اس کو صنعتِ مہملہ میں نہ لکھا ہوتا تو اس کے خیالات زیادہ واضح ہوتے اور لوگوں کو جو غیر منقوط عبارت کی بدعت نظر آتی ہے فیضی اِس سے بچ جاتا۔ لیکن فیضی غالباً کلام اللہ کے اِس معجزے کو بھی دکھانا چاہتا تھا کہ اس کو سمجھنے اور سمجھانے کے لیے مختلف انداز اختیار کیے جا سکتے ہیں۔ حتیٰ کہ اِس کی تفسیر غیر منقوط الفاظ میں بھی لکھی جا سکتی ہے۔ اِس کے علاوہ عربی زبان پر اپنی قدرت کا ثبوت بھی دینا چاہتا تھا۔ اِس لیے اُس نے قصداً تفسیر غیر منقوط لکھی۔ ظاہر ہے جب الفاظ کا سرمایہ محدود ہو تو تعقید کا پیدا ہونا قدرتی بات ہے۔ لیکن اِس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ کام ہی فضول ہے اور اِس میں مفہوم بالکل خبط ہوکر رہ گیا ہے۔ ایسا نہیں ہے۔ جہاں سے بھی اس کو پڑھا جائے مطلب سمجھ میں آجاتا ہے۔ فیضی نے جب یہ تفسیر لکھی اُس وقت بھی کسی نے زبان یا مطالب پر اعتراض نہ کیے بلکہ قابلِ

Marfat.com

اعتراض بات صرف یہ تھی کہ آخر بے نقط کیوں لکھا۔

فیضی کی یہ تفسیر سات سو صفحات سے زائد پر مشتمل ہے اس میں کہیں بھی کوئی قابلِ اعتراض بات نظر نہیں آتی ہے۔ اکبری دور میں جب کہ دربار کا رنگ غیر مذہبی تھا فیضی کا اس تفسیر کو لکھنا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ ممکن ہے یہ اس کا مذہبی جذبہ رہا ہو جس نے اُس سے یہ کام کرا ڈالا۔ اگر اس تفسیر سے اس کو دنیاوی فائدہ یا درباری رُتبہ یا بادشاہ کا تقرب حاصل کرنا ہوتا تو اس نے حالات کے پیشِ نظر اسی قسم کی باتیں لکھی ہوتیں۔

اس تفسیر کی مذمت صرف ملا بدایونی کے یہاں ملتی ہیں اور جن لوگوں نے اس کے بارے میں لکھا ہے انھیں کے حوالے سے لکھا ہے۔ فیضی نے تفسیر لکھنے کے بعد اُس کے نسخے مختلف ملکوں کے علما کے پاس بھیجے تھے روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ سب نے اسے پسند کیا۔ کسی نے بھی کوئی اعتراض نہ کیا۔ اُس زمانے کے متعدد بڑے علما نے تقریظیں لکھیں اور تاریخیں کہیں جو اس تفسیر کے آخر میں درج ہیں۔ ان علما میں محمد حسینی المشہور بالشامی، مولانا یعقوب صیرفی کشمیری۔ قاضی نور اللہ شوستری۔ امان اللہ بن غازی سرہندی وغیرہ کے نام ہیں۔

بعض روایتوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مجدد صاحب نے بھی اس تفسیر کی تیاری میں مدد کی تھی اور اس کا ایک مشکل حصہ جو فیضی نہیں لکھ پا رہا تھا لکھ کر دیا تھا (۱) یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ مجدد صاحب کی نظر میں بھی فیضی کی یہ کوشش قابلِ اعتراض نہ تھی۔

---

(۱) زبدۃ المقامات مصنفہ محمد ہاشم کشمی ص ۱۳۲

Marfat.com

مولانا مناظر احسن گیلانی نے اپنی کتاب نظام تعلیم و تربیت میں بہت تفصیل سے فیضی اور اس کی تفسیر کے متعلق لکھا ہے۔ مختلف جگہوں سے اُن کی رائے پیش کی جاتی ہے۔

"میرا خیال ہے کہ یہ ایسا کارنامہ ہے جس کی نظیر شاید دوسرے اسلامی ممالک کے علمی حلقوں میں نہیں مل سکتی"۔۔ ۔۔ ۔۔ مطالعہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ غیر منقوطیت کے اس التزام کے باوجود فیضی نے یہ کمال کیا ہے کہ عام تفسیروں میں قرآنی آیات کے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا ہے اُس شخص نے اُن تمام اُمور کے سمیٹنے کی جہاں تک میرا خیال ہے ایک کامیاب اور ایسی کوشش کی ہے جس کی نظیر اس سے پہلے مشکل ہی سے مل سکتی ہے"۔۔ ۔۔ کسی زبان کا سرمایہ اتنا وسیع ہو کہ وہ سارے معانی و مطالب جو عربی تفسیروں کی ضخیم مجلدات میں بیان کیے گیے ہیں غیر منقوط الفاظ میں ادا کر دئے جائیں کیا یہ کوئی معمولی بات ہے۔۔۔۔۔ گو اس کی تفسیر میں مطالب کے لحاظ سے کوئی جدت نہیں۔ تاہم وہ بہرحال ایک غیر معمولی ذہن و دماغ کا آدمی تھا۔ بیچ بیچ میں بعض نکتے اُس کے قلم سے بے ساختہ نکل گیے ہیں۔ اگر اُن کو ایک جگہ جمع کیا جائے تو اچھی خاصی چیز ایسی جمع ہو سکتی ہے جسے اس کی تفسیر کی معنوی خصوصیت بھی قرار دی جا سکتی ہے۔" (۱)

---

(۱) نظامِ تعلیم و تربیت ص ۲۸۵ تا ۲۹۴ ج ۲

Marfat.com

فیضی کی یہ تفسیر ہر اعتبار سے مکمل اور خاصی اہم ہے۔ اسے کسی بھی دوسری تفسیر کے مقابلے میں آسانی سے رکھا جا سکتا ہے۔ تفسیری خوبیوں کے ساتھ ساتھ یہ ایک قابلِ قدر علمی و ادبی کارنامہ بھی ہے۔ فنِ تفسیر کے نقطۂ نظر سے بھی اس میں کسی قسم کی خامی نظر نہیں آتی۔ جو لوگ اسے عجیب و غریب تصنیف اور انتہائی مشکل کتاب سمجھتے ہیں اُن کا خیال بڑی حد تک صحیح نہیں ہے۔ البتہ کتاب کا مقدمہ خاصا مشکل ہے۔ خاص طور سے وہ عبارتیں جہاں وہ لوگوں کے نام اور اس قسم کی دوسری باتوں کا ذکر کرتا ہے لیکن اصل تفسیری عبارتیں کچھ بہت زیادہ مشکل نہیں ہیں تھوڑی توجہ اور محنت سے مطالب سمجھ میں آجاتے ہیں۔

اس تفسیر سے عربی زبان کی حیرت انگیز سرمایہ داری کا بھی ثبوت ملتا ہے جس میں خدا کا آخری پیغام نازل ہوا اور اُس پر فیضی کی قدرت اور کمالِ انشا پردازی کا بھی۔ ہندوستانی مفسّرین کے کارناموں میں یہ کتاب ایک اہم کارنامہ ہے جس پر بجا طور پر فخر کیا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

انوارالاسرار فی حقائق القرآن

شیخ عیسیٰ بن قاسم سندھی ۹۶۲ھ - ۱۰۳۱ھ

شیخ عیسیٰ بن قاسم سندھی دسویں گیارھویں صدی ہجری کے اہم لوگوں میں سے تھے، انھوں نے اپنا سلسلۂ نسب "عین المعانی" میں اس طرح لکھا ہے:

"عیسیٰ بن قاسم بن یوسف بن رکن الدین بن معروف بن شہاب الدین المعروف بالشہابی الجندی السندی الہندی۔" (۱)

سنہ ۹۵۰ھ میں ہمایوں کے سندھ آنے کی وجہ سے بہت بد امنی پھیلی، علماء و صوفیا گھبرا کر اپنا وطن چھوڑ کر دوسری جگہوں کو کوچ کر گئے۔ انھیں لوگوں میں شیخ عیسیٰ کے والد شیخ قاسم بھی تھے۔ شیخ قاسم اور ان کے بڑے بھائی شیخ طاہر محمد اپنے خاندان کے ساتھ ہجرت کر کے پہلے احمد آباد تشریف لائے۔ حضرت محمد غوث گوالیاری سے بیعت ہوئے اور پھر اپنے مرشد کی اجازت سے برار چلے گئے۔ حاکم برار تفال خاں نے ان لوگوں کا خیر مقدم بہت احترام و عزت کے ساتھ کیا۔ شیخ قاسم اس کے غیر معمولی خلوص و اخلاق سے بہت متاثر ہوئے اور وہیں ایلچ پور میں قیام پزیر ہو گئے۔ (۲)

شیخ عیسیٰ کی ولادت ۹۶۲ھ میں ایلچ پور میں ہوئی۔ جس روز آپ پیدا ہوئے، آپ کے والد گھر پر موجود نہ تھے۔ شیخ طاہر محمد نے آپ کا نام عیسیٰ رکھا۔ بعد میں جب والد واپس لوٹے تو انھوں نے ان کا نام بدل کر سلیمان رکھنا چاہا۔ اس خیال کا بڑا سبب یہ تھا کہ

(۱) تذکرۂ صوفیائے سندھ مصنفہ اعجاز الحق قدوسی ص ۱۵۶ (۲) ایضاً

Marfat.com

شیخ عیسیٰ کی والدہ نے دورانِ حمل میں خواب دیکھا تھا کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام اُن کے گھر آئے ہیں۔ لیکن پھر بھائی کے ادب و احترام کے خیال سے نام نہ بدلا۔ (۱)

کم عمری ہی میں انھوں نے قرآن مجید حفظ کیا اور علوم متداولہ کی طرف توجہ کی۔ ان کے چچا شیخ طاہر بہت بڑے محدث اور فقیہ تھے۔ شیخ عیسیٰ نے ان سے حدیث، فقہ، تجوید اور دوسرے علوم کی تعلیم حاصل کی، انیس سال کی عمر میں ۹۸۱ھ میں آپ کے والد کا انتقال ہو گیا۔ اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد حاکم برار تفال خاں کا بھی انتقال ہو گیا اور برار کا نظم و نسق کافی بگڑ گیا۔ اسی زمانے میں حاکم برہان پور محمد شاہ فاروقی کے بے حد اصرار سے مجبور ہو کر شیخ طاہر مع متعلقین برہان پور آ گئے۔ رفتہ رفتہ جتنے لوگ بھی سندھ چھوڑ کر مختلف جگہوں پر آباد ہو گئے تھے وہ سب برہان پور آ آ کر آباد ہونے لگے اور ان لوگوں کا ایک مستقل محلہ بن گیا جو سندھی پورہ کے نام سے مشہور ہوا۔ (۲)

اگرچہ شیخ عیسیٰ کے چچا شیخ طاہر بہت بڑے عالم تھے اور انھوں نے اپنے بھتیجے کو بڑی لگن اور بڑی محنت سے پڑھایا لیکن اس کے باوجود ان کے ذوقِ علم کی تسکین پوری طرح سے نہ ہوئی تھی۔ آپ مزید حصولِ علم کے لیے آگرہ تشریف لے گئے اور وہاں قاضی جلال الدین ملتانی سے کسبِ فیض کرنے لگے، ابھی اس سلسلے کو تھوڑے ہی دن ہوئے تھے کہ حکیم عثمان بو بکانی بُرہان پور آئے اور لوگوں کو درس دینے لگے۔ شیخ طاہر نے اس کی اطلاع ان کو دی۔ یہ فوراً برہان پور واپس آئے حکیم بو بکانی کے درس میں شریک ہوئے۔ یہیں سے ان کو عرفان، معرفت کے حصول کی فکر پیدا ہوئی۔ اب تک آپ نے کسی سے بیعت نہ کی تھی۔ اب فکر ہوئی کہ کوئی مرشد طریقت ان کی رہنمائی کرے۔ اسی زمانے میں ایک روز آپ بازار

(۱) نزہتہ الخواطر ۵ : ۲۹۵ (۲) تذکرہ صوفیائے سندھ : ص ۱۵۷

Marfat.com

میں تھے۔ ادھر سے حضرت شیخ لشکر محمد عارف (۱) کا گزر ہوا۔ شیخ عارف نے شیخ علیٰ کو دیکھ کر ان کے متعلق لوگوں سے پوچھا، ان کو بتایا کہ یہ شیخ محمد طاہر کے بھتیجے ہیں۔ شیخ عارف نے ان سے مخاطب ہو کر کہا "میاں تم ہمارے ہو، ہمارے پاس کیوں نہیں آتے"۔ شیخ تو اتنا کہہ کر چلے گئے۔ مگر شیخ علیٰ کے دل میں کسک سی رہنے لگی۔ چند روز بعد وہ شیخ عارف کی خدمت میں پہنچے اور ایک یا دو ملاقاتوں میں اتنا متاثر ہوئے کہ اُن کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

بیعت کے بعد ریاضتوں اور مجاہدوں میں لگ گئے اور آخر میں اپنے شیخ سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ ان کے مجاہدات کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے۔ کہ ایک مرتبہ انھوں نے ایک چلہ کھینچا۔ چالیس روز تک یہ کیفیت تھی کہ اگر اتفاق سے کوئی کھانے کا سامان ہو گیا تو ہو گیا ورنہ نیم کے پتوں سے افطار کرتے اور کہا کرتے تھے کہ نیم کے پتے بھی اس وقت میٹھے معلوم ہوتے تھے۔ مجاہدات کی کثرت سے آپ بہت کمزور ہو گئے تھے۔ ایک بار شیخ عارف کا مکان بن رہا تھا۔ زمین کو برابر کرنے کے لیے مریدین مٹی کی ٹوکریاں بھر بھر کر لاتے تھے۔ شیخ علیٰ بھی کام میں شریک تھے۔ ایک مرتبہ ٹوکری لاتے ہوئے راستے میں کمزوری سے گر پڑے۔ شیخ نے بڑھ کر اُٹھایا اور کہا میاں تم "جواہر خمسہ" پڑھو۔ دوسری ریاضتیں اور مجاہدے

---

(۱) ان کا شمار شطاریہ سلسلے کے مشائخ میں ہوتا ہے۔ ان کے آباو اجداد کا تعلق گجرات سے تھا۔ یہ بھی وہیں پیدا ہوئے۔ عمر کا ایک حصہ فنون جنگ میں مہارت پیدا کرنے اور بادشاہوں اور امرا کے ساتھ رہنے میں گزرا۔ پھر دل ان سب سے بیزار ہوا۔ قاضی محمود بیر پوری، قطب الدین ذاکر اور آخر میں شیخ غوث گوالیری کی صحبت اختیار کی اور تھوڑے ہی عرصے میں تلقین وارشاد کی مسند پر متمکن ہو گئے۔ ۹۸۲ھ میں برہان پور گئے اور وہیں اقامت اختیار کی۔ ان سے بہت سے لوگوں نے فیض حاصل کیا۔ جن میں شیخ علیٰ بن قاسم کی شخصیت قابل ذکر ہے۔ ۹۹۳ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ (نزہتہ ۱ ۴ — ۲۷۶)

Marfat.com

کرو۔ تمہارا کام یہ نہیں ہے۔ پھر آہستہ سے فرمایا: آفرین باد، کارِ طالبانِ حق چنین است!

آپ اللہ پر بہت بھروسہ رکھتے تھے۔ اپنی ضروریات کے لیے کسی سے کسی چیز کے طالب نہیں ہوتے تھے۔ آگرہ جاتے ہوئے جب اجین میں قیام ہوا تو لوگوں نے بہت کہا کہ حاکم مالوہ اس وقت اُجین ہی میں ہیں آپ اُن سے مل لیں کہ کچھ دنیاوی فائدہ ہو مگر آپ نے اسے پسند نہ کیا۔ بہت سے لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بیعت کرنے سے پہلے آپ اُس شخص کے متعلق پوری طرح سے اطمینان کر لیتے تھے کہ وہ ہدایات پر عمل کرنے کی صلاحیت رکھتا بھی ہے یا نہیں۔ شرعِ اسلام کی پابندی کرانے، روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ، حرام و حلال وغیرہ پر پوری طرح کاربند رہنے کی تلقین کرتے۔ عورتوں کو بھی مرید کرتے تھے۔ مریدوں سے خاص شفقت و محبت سے پیش آتے تھے۔ اُن کو بیش بہا نصیحتیں کرتے اور ہمیشہ اس بات کی کوشش کرتے کہ وہ لوگ نیکی اور تقویٰ کی راہ پر چلیں اور باعمل رہیں۔ اپنے مریدوں کو پہلے فنا فی الشیخ کی تعلیم دیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ مرشد مرید اور خدا کے درمیان ایک واسطہ ہے جس کی وجہ سے جمالِ الٰہی کی تجلی نظر آتی ہے۔ سماع کے قائل تھے اور خاص دلچسپی رکھتے تھے۔ محفل سماع میں شرکت کرتے اور اُس کے آداب کا احترام کرتے تھے۔ (۱)

شیخ عیسیٰ کو درس و تدریس سے خاص رغبت تھی۔ دور دور سے لوگ ان سے استفادہ کے لیے آتے اور اپنے ذوق کی تسکین کرتے۔ درس میں بڑی جاذبیت اور کشش تھی۔ مشہور ہے کہ لوگ میلوں پیدل چل کر اُن کا درس سننے آتے تھے۔ اپنے درس میں معانی و مفہوم بہت سادے آسان اور دل نشین انداز سے بیان کرتے جس سے لوگوں کو خاص لطف محسوس ہوتا تھا۔

ان کو تصنیف و تالیف کا بھی اچھا ذوق تھا۔ عربی و فارسی دونوں زبانوں میں لکھتے تھے۔ مختلف تذکروں میں ان کی بہت سی تصانیف کا ذکر ملتا ہے مثلاً روضۃ الحسنیٰ

---

(۱) تذکرہ صوفیائے سندھ: ۱۶۱

Marfat.com

فی شرح اسماء اللہ الحسنیٰ، عین المعانی، الخواص الخمسۃ، شرح قصیدہ بردۃ بالفارسی۔ تبلۃ المذاہب الأربعۃ، الفتح المحمدی، ترجمۃ اسرار الوحی، انوار الاسرار فی حقائق القرآن وغیرہ (۱) ان میں سے موخر الذکر تین کتابیں قرآن کریم سے متعلق ہیں۔ الفتح المحمدی انھوں نے اپنے صاحب زادے فتح محمد کے لیے لکھی تھی اس میں انھوں نے متعلقات تفسیر سے بحث کی ہے اور مسائل کو آسان طور پر پیش کیا ہے۔ لیکن یہ کتاب کہیں بھی نہیں ملتی ہے اور نہ ہی اس کے متعلق تفصیلی معلومات حاصل ہو سکی ہیں۔ "اسرار الوحی" کا بھی کچھ پتا نہیں چلتا۔ "انوار الاسرار" کا بھی مکمل یا نامکمل نسخہ الگ سے نہیں مل سکا ہے، البتہ اس کے بعض اجزاء "نزہتہ الخواطر" اور "معارج الولایۃ" میں نقل کیے گئے ہیں۔ معارج الولایۃ (۲) میں اعوذ باللہ، بسم اللہ اور سورۃ الحمد کی تفسیر کی عبارتیں ہیں۔ اس کے بعض اجزاء نزہتہ الخواطر میں بھی موجود ہیں۔ چونکہ معارج الولایۃ بذات خود ایک نادر کتاب ہے اور جو کچھ اس میں موجود ہے اس کا بہت کم لوگوں کو علم ہے۔ اس لیے انوار الاسرار کے یہ اجزاء بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ بھی موجود ہے اسے بہ جنسہ نقل کر دیا جائے۔ نزہتہ الخواطر میں لکھا ہے کہ اس کی ابتدا یوں ہے:

"لک الحمد یا من دعوۃ الطالبیہ الی جمال عزتہ فاتحۃ الابواب"

---

(۱) نزہتہ الخواطر ۵: ۲۹۵

(۲) معارج الولایۃ کا ایک نادر قلمی نسخہ پروفیسر خلیق احمد نظامی، علی گڑھ کے پاس موجود ہے۔ شیخ عیسیٰ کے متعلق اس میں تحریر ہے:

"خلیفہ و مرید شیخ لشکر محمد عارف است۔ جامع علوم ظاہر و باطن بودہ۔ اصل او از سندہ است واز آنجا آمدہ در برہان پور سکونت گرفتہ و سندی پورہ در برہان پور بہ نام او است و شیخ لشکر محمد عارف کہ خلیفہ شیخ محمد غوث است بہ صحبت او از گجرات آمدہ در برہان پور رخت اقامت انداخت و در آنجا پورہ بہ نام بی بی راستی منکوحہ او است۔ و شیخ عیسیٰ مردے بزرگ و شخصے متبرک بود در مسلک او توحید غالب بود و اتباع شیخ محی الدین عربی بر کمال داشت و توحید را آشکارا گفتی و کتب شیخ محی الدین را درس و تدریس نمودی و مواضع مشکلات را توجیہات فرمودی۔" ص ۵۸۴

Marfat.com

زبدۃ التفاسیر

شیخ معین الدین بن خاوند محمود کشمیری متوفی ۱۰۸۵ھ

معین الدین بن خاوند محمود (۱) مشائخ نقش بندیہ اور فقہائے حنفیہ میں سے تھے۔ کشمیر میں پیدا ہوئے اور اپنے والد سے کسب علم کیا۔ اس کے بعد دہلی گئے اور شیخ عبدالحق دہلوی کے شاگرد ہوئے۔ ایک عرصے تک ان سے فقہ اور حدیث کا درس لیتے رہے۔ تحصیل علم کے بعد کشمیر واپس لوٹے اور گدی نشین ہوئے۔ مذہبی امور اور افتاء میں لوگ ان سے رجوع کرتے تھے۔ بڑے بڑے علماء ان سے مشورہ کرتے تھے۔ امرا بھی ان کی قدر کرتے تھے۔ ہزاروں آدمی آپ سے بیعت تھے۔

ان کی کئی تصانیف کا ذکر ملتا ہے۔ فتاوی نقش بندیہ، کنز السعادت، فقہی مسائل میں رسالہ رضوانی جس میں اپنے والد کے حالات وکرامات وغیرہ بیان کیے ہیں۔ شرح القرآن فارسی میں اور زبدۃ التفاسیر عربی میں۔ اس کے علاوہ انھوں نے صحیح البخاری کی بھی کتابت کی تھی۔ ان کا انتقال ۱۰۸۵ھ میں کشمیر میں ہوا۔ زبدۃ التفاسیر قرآن کی مکمل تفسیر ہے۔ اس کے تین نسخوں کا پتہ چلتا ہے۔

---

(۱) ان کے مفصل حالات کے لیے ملاحظہ ہو (۱) نزہۃ الخواطر ۵/۲۰۶ (۲) خزینۃ الاصفیاء (۳) حدائق الحنفیہ ص ۴۲۱

Marfat.com

دو ہندوستان میں اور ایک کیمبرج یونی ورسٹی لائبریری میں (۱) ہندوستان میں اس کا ایک نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال (۲) میں ہے۔ دوسرا خدابخش لائبریری پٹنہ (۳) میں۔ کیمبرج والے نسخے میں اس کا نام تفسیر اورنگ زیبی لکھا ہے۔ چوں کہ یہ تفسیر اورنگ زیب کے نام سے معنون ہے اس لیے ممکن ہے کسی نے اس نسبت سے اس کا نام یہی لکھ دیا ہو۔ فہرست میں اور جو تفصیل لکھی ہے وہ بھی ہندوستان کے نسخوں سے ملتی ہے۔ مصنف کا نام لکھنے میں بھی غالباً فہرست کے مصنف کو دھوکا ہوا ہے انھوں نے معین الدین بن صدر لکھ کر انھیں خواجہ خاوند محمود نقش بندی کا شاگرد قرار دیا ہے۔ پٹنہ والے نسخے کی عبارت سے مطلب پوری طرح واضح ہوجاتا ہے۔ اس میں ان کا نام اس طرح سے لکھا ہے:" معین الدین بن صدر مسند الارشاد و الهدایۃ جامع نعوت الخصائص والولایۃ زبدۃ العارفین، قدوۃ المحققین، وارث الانبیاء والمرسلین خواجہ خاوند محمود النقش بندی العلوی الحسنی۔"

سیدھے سادے انداز کی تفسیر ہے۔ اس بات کی کوشش کی ہے کہ مختصر طور پر آیات کے معانی و مطالب ذہن نشین کردیے جائیں۔ اس کی ابتدا یوں ہوتی ہے:۔

" الحمد للہ الذی نزل کتابہ الذی ھو ناسخ الادیان والباقی فی عدلہ الی انقراض الدوران"

اس کے بعد انھوں نے اپنا اور اپنے والد کا نام اور ان کی بزرگانہ عظمت کا ذکر کیا ہے۔ پھر کفر و الحاد کی تاریکیوں کو بیان کیا ہے اور اورنگ زیب کی حکومت کو

(1) Hand List of Mohammadan Manuscripts by Brown No. 319 (a)
(2) Catalogue of Arabic MSS Asiatic Society by Ivane No. 186
(3) No 281

Marfat.com

سراہا ہے اسے محافظ دین و ملت سلطان اعظم معظم و مغنم کفار و روافض کا قاتل دین حنفی کو زندہ کرنے والا، اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنے والا اور شریعت کا پابند بتایا ہے۔ اس تعریف و توصیف کے بعد اپنی اس تفسیر کو اُن کے نام سے معنون کیا ہے۔ پھر اس تفسیر کا نام بتایا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اس نام سے اس کی تاریخ بھی نکلتی ہے۔

یہ پوری تفسیر محفوظ اور اچھے حال میں ہے۔ لکھائی بہت صاف ہے۔ ہر صفحہ پر چوطرفہ سنہرا حاشیہ ہے۔ عام طور سے کتاب متن کی عبارت سرخ روشنائی سے لکھتے ہیں اور شرح و مطالب سیاہ سے مگر اس کتاب میں اس روایت کے خلاف سیاہ روشنائی سے متن اور سرخ سے مطالب لکھے ہیں۔(۱)

انھوں نے اپنی تفسیر میں دوسرے مفسرین کے حوالے اور اقوال نہیں درج کیے بلکہ خود ہی مختصر انداز میں مطالب بیان کر دیے ہیں۔ لمبی اور بے جا بحثیں کہیں نہیں ہیں۔ تمام مسائل کو بغیر کسی اُلجھن اور طوالت کے بیان کرتے ہیں۔

اس تفسیر کے دو نسخے جو ایشیاٹک سوسائٹی بنگال اور خدا بخش لائبریری پٹنہ میں پائے جاتے ہیں تھوڑے سے اختلاف کو چھوڑ کر یکساں ہیں۔ ابتدا دونوں کی ایک ہے۔ لیکن خدا بخش والے نسخے میں شروع کی سطروں کے بعد عالمگیر کی مدح ہے اور کتاب کو اس کے نام سے معنون کیا ہے۔ ایشیاٹک سوسائٹی کے نسخے میں عالمگیر کا ذکر نہیں ملتا ہے۔ خاتمے میں بھی اختلاف ہے۔ خدا بخش کے نسخے میں خاتمے کی عبارت یہ ہے:-

"الحمد للہ المعین المحمود الذی وفقنی لاتمام تحریر نبذۃ

---

(۱) یہی انداز کیمبرج والے نسخے میں بھی ہے۔

Marfat.com

تفاسیر من جمد العین فی یوم عشرین من رجب المرجب
سنۃ الف و احدی و سبعین ان جوا من قرا ھذ التفسیر
الشریف ان لاینسوا فی دعائھم المستجاب ...."

ایشیاٹک سوسائٹی کے نسخے میں خاتمے کی عبارت اس سے مختلف ہے۔
اس کے بعد کتابت کی تاریخ یہ لکھی ہے۔

"تمام شد زبدۃ التفاسیر بعون اللہ تعالیٰ بروز یوم الرابع
بوقت ظہر صورت سرانجام یافت ۱۰۵۰ھ"۔

مندرجہ بالا اختلاف کے علاوہ دونوں نسخے ایک ہی انداز کے ہیں۔ کیمبرج
کی فہرست میں اس تفسیر کے متعلق یہ لکھا ہے۔

"A Commentary on the Quran entitled Tafsir Awrangzibi by Muinuddin b. Sadr, one of the disciples of Khwaja Khwand Mahmud an-Naqshbandi-al-Alwi al-Husayni, Fine large Naskh, text in black, Commentary in red, headings in Gold and blue. The running Commentary is brief. Dated 1075/1664-5" (1)

مندرجہ بالا حوالہ میں اس کی تاریخ کتابت ۱۰۷۵ھ ہے۔ ایشیاٹک سوسائٹی

---

(1) Hand list of Muhammaden Manuscripts by Brown No.319 (a).

Marfat.com

اس کا ایک اور قلمی نسخہ ٹونک میں جناب حکیم محمد عرفان خان صاحب مرحوم کے کتب خانے میں بھی ہے۔ اس میں ۱۰۷ صفحات ہیں۔ ۲۵ر شوال ۱۲۹۴ھ کی کتابت ہے۔ اس کے کاتب عبدالکریم خوش نویس ہیں۔ یہ نسخہ بھی مکمل ہے۔ اس کی ابتدا اور اختتام ایشیاٹک سوسائٹی والے نسخے کے مطابق ہے۔ اورنگ زیب کے نام معنون ہے۔

(معارف مارچ ۶۷ء معین کشمیری اور ان کی تصانیف

از قاضی محمد عمران خان)

Marfat.com

زبدۃ التفاسیر للقدماء المشاہیر

شیخ الاسلام بن قاضی عبد الوہاب گجراتی متوفی ۱۱۰۹ھ

شیخ الاسلام کے والد قاضی عبد الوہاب فوج میں قاضی تھے۔ جب ان کا انتقال ہوا تو عالم گیر نے ان کو اسی عہدے پر فائز کیا۔ یہ بڑے زبردست عالم اور مشہور حنفی فقیہ تھے۔ ایمان داری۔ دیانت۔ ذکاوت، حسنِ عمل، صدق داخلاص ورع و تقویٰ اور امر بالمعروف والنہی عن المنکر ان کے کردار کے نمایاں پہلو تھے۔ اپنے عہدے کا کام نہایت ایمان داری سے کرتے تھے۔ بادشاہ کے سامنے بھی سچائی پر قائم رہتے تھے۔ عالم گیر ان سے بہت متاثر تھا اور ان کی بہت عزت کرتا تھا۔ ۱۰۹۵ھ میں بادشاہ سے اجازت لے کر حج کے لیے گیے۔ وہاں سے واپس آکر احمد آباد میں قیام کیا۔ جب عالم گیر کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے ان کو دوبارہ اپنا عہدہ قبول کرنے کی پیش کش کی مگر انھوں نے عبادت و ریاضت کی زندگی کو ترجیح دی اور اس عہدے کو قبول نہ کیا۔ ورع و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ ان کو اپنے والد سے ورثے میں دو لاکھ اشرفی، پانچ لاکھ روپیہ قیمتی جواہرات اور بہت سا دوسرا سامان ملا تھا۔ مگر انھوں نے سب غربا اور فقرا پر تقسیم کر دیا محض یہ سوچ کر کہ ان کے والد نے خدا معلوم اس دولت کو

Marfat.com

کس طرح جمع کیا ہو۔ (۱)

رام پور کے کتب خانے میں اس تفسیر کا قلمی نسخہ موجود ہے۔ اس میں ۷۴۳ صفحات ہیں ۱۰۹۳ھ کی تصنیف ہے۔ اس کی ابتدا یوں ہوتی ہے۔

"الحمد للہ الذی انزل الفرقان شفاء لما فی الصدور ورحمۃ للمومنین ومصدقا لما بین یدیہ وھدی وموعظۃ للمتقین۔"

خود اس کی تصنیف کے متعلق لکھتے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ:۔

"دورانِ تلاوت میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ متقدمین کی تفسیروں سے ایک مختصر سی تفسیر مرتب کروں جو تلاوت کے وقت قاری کو مفہوم سمجھنے میں مدد دے۔ عبارت حفص بن سلیمان کی روایت کے مطابق اور احکام کا بیان امام ابوحنیفہ کے مسلک کے مطابق ہو۔ ۱۰۹۳ھ میں یہ ارادہ پورا ہوا۔ میں نے اس کا نام زبدۃ التفاسیر للقدماء المشاہیر رکھا ہے۔"

یہ نسخہ بہت ہی خوب صورت خط میں ہے۔ شروع کے دو صفحے سنہری سطروں کے درمیان لکھے گیے ہیں۔ قرآن مجید کی آیات سُرخ روشنائی سے اور تفسیر سیاہ سے ہے۔ سورتوں کی ابتدا بھی سنہری سطروں کے درمیان ہے۔ علامات سجدہ، ربع، نصف، ثلث وغیرہ بھی حاشیہ پر سنہرے دائروں میں ہیں۔ پہلے قرآن مجید کی آیت لکھی ہے۔ اس کے بعد تفسیر ہے۔ تفسیر میں اختصار کو ملحوظ رکھا ہے۔ کہیں کہیں پر شانِ نزول بھی بیان کی ہے۔ چھوٹے چھوٹے جملوں میں تفسیر

(۱) نزہۃ ۶/۱۱۱ مزید حالات کے لیے (۱) مآثر الامراء مصنفہ شاہ نواز خاں (۲) مآثر عالمگیری مصنفہ مستعد خان (۳) منتخب اللباب خافی خان۔

Marfat.com

بیان کی ہے اور آیتوں کے مطالب بہت آسان زبان میں لکھے ہیں۔ مختلف سورتوں سے متعلق جو قصے ہیں اُن کا بھی تذکرہ کر دیا ہے۔

چوں کہ اِس تفسیر کو یہ سوچ کر ہی لکھا گیا تھا کہ پڑھنے والوں کی سمجھ میں زیادہ سے زیادہ مطالب آ سکیں۔ اِس لیے اِس میں اشکال کسی بھی جگہ نہیں رہ گیا ہے۔ انتہائی سادگی اور اختصار کے ساتھ مطالب بیان کر دیئے ہیں جہاں پر تشریح کی ضرورت نہیں ہے وہ جگہ ایسی ہی چھوڑ دی ہے۔ بعض جگہوں پر ربطِ آیت کے لیے ایک آدھ لفظ بڑھا دیا ہے۔ اختتام اِن الفاظ پر ہوتا ہے۔

"تمت هذه الكتاب بعون الله الملك الوهاب"

Marfat.com

ثواقب التنزیل فی انارة التاویل

ملا علی اصغر بن عبد الصمد قنوجی متوفی ۱۱۴۰ھ

مصنف کا سلسلۂ نسب حضرت ابو بکر صدیقؓ تک پہنچتا ہے۔ قنوج میں ۱۰۵۱ھ میں پیدا ہوئے اور وہیں پلے بڑھے۔ سید محمد حسین قنوجی، مولانا عصمت اللہ سہارن پوری، محمد زماں کاکوروی اور دیانت خان سے کسبِ علم کیا۔ آخر میں مولانا لطف اللہ کی شاگردی اختیار کی اور علم کے انتہائی مدارج طے کیے۔ شیخ پیر محمد لکھنوی سے طریقۂ چشتیہ اختیار کیا اور دستارِ خلافت پائی۔ قنوج واپس آئے اور لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر تدریسِ علم و فن میں لگ گئے۔ نواب صدیق حسن خان نے "تقصار جیود الاحرار من تذکار جنود الابرار" میں لکھا ہے جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:-

"شریعت و طریقت کے جامع تھے۔ سلوک و تصوف میں ان کی کتابیں ہیں نثر میں بھی نظم میں بھی ثواقب التنزیل نام کی ایک نہایت عمدہ مختصر تفسیر بھی لکھی ہے۔ (۱)

لطائف العلیہ فی معارف الالہیہ، تبصرة المدارج، ریاض المعارف اور

---

(۱) تذکار ص ۱۸۹

Marfat.com

ثواقب التنزیل وغیرہ اُن کی اہم تصانیف ہیں ۔ ثواقب التنزیل جلالین کے انداز پر ہے ۔

ایک عرصے تک لوگوں کو تعلیم و تربیت دینے کے بعد ۱۱۴۰ھ میں انھوں نے اِس دارِ فانی کو خیرباد کہا ۔ آزاد بلگرامی نے مصرع تاریخ وفات لکھا ہے ۔

ع (۲)

شد نہاں آفتاب صبح علوم ۱۱۴۰ھ

رام پور کے کتب خانے میں اِس کا قلمی نسخہ موجود ہے ۔ اِس میں نوّے صفحات ہیں ۔ ابتدا یہ ہے :۔

" الحمد للہ العلیم الحکیم الذی انزل علی عبدہ کتابا فاتحتہ السبع المثانی والقرآن العظیم

شروع کے چار صفحوں میں اپنی تصنیف کی ضرورت، اہمیت اور انداز کا ذکر کیا ہے ۔ اس کے بعد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تفسیر لکھی ہے ۔ یہ بحث بھی کی ہے کہ یہ سورۃ الفاتحہ میں داخل ہے یا نہیں ۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ محض حصول برکت اور فصل کے لیے ہے ۔ اِس سلسلے میں روایتوں اور علماء کے اقوال سے ہر ایک کی بات کا ثبوت پیش کیا ہے ۔ نبی صلعم سے روایت نقل کی ہے کہ بسم اللہ فصل سورۃ کے لیے ہے ۔

اِس قسم کی اور بھی بہت سی روایات نقل کرنے کے بعد اپنا اتفاق اسی رائے سے ظاہر کیا ہے ۔ اِس کے بعد اِس کی مفصّل تشریح کی ہے ۔ الرحمٰن الرحیم

---

(۲) مآثر الکرام ۲۵۱ ۔ مزید حالات کے لیے ۔ نزہتہ ۶/۱۸۷ (۲) مآثر الکرام ص ۲۵۰

(۳) حدائق الحنفیہ ص ۴۳۸

Marfat.com

کی تشریح میں زجاج، سیبویہ، صراح اور تاج وغیرہ کے اقوال نقل کیے ہیں۔ اس تفسیر کو دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ملا علی اصغر علمی و فنی اعتبار سے معمولی قابلیت کے آدمی نہ تھے بلکہ تحقیق و تدقیق میں دلچسپی رکھتے تھے اور بہت محنت و ذہانت سے کام کرتے تھے۔

انھوں نے اپنی تفسیر کا انداز یہ رکھا تھا کہ سارے قرآن مجید کی تفسیر سات ثاقبوں میں بیان کریں گے۔ پہلا "ثاقبہ" سورۃ الحمد کی تفسیر پر مشتمل ہے جو مکمل ہو گیا تھا "الثاقبۃ الثانیۃ"، جس میں سورۂ بقرہ اور آلِ عمران کی تفسیر بیان کرنے والے تھے غالباً مکمل نہ ہو سکا یا یہ کہ انھوں نے مکمل کیا اور بعد میں ضائع ہو گیا۔ بہر حال اس وقت جو نسخہ موجود ہے وہ ذالک الکتاب کے بعد اس عبارت پر ختم ہوتا ہے۔

"ذالک اشارۃ الی الم المذکور قبلہ .... بالمولف من ہذہ الحروف"

ان کا کیا ارادہ تھا، اس کے متعلق خود لکھتے ہیں:۔

"آیات سبع مثانی کے عدد کے مطابق اور سبع طوال اور حوامیم سے برکت حاصل کرتے ہوئے میں نے اس کو سات ثواقب پر تقسیم کیا ہے۔ احباب جلد چاہتے تھے اس لیے سورۂ فاتحہ کی تفسیر علیحدہ کر دی ہے۔ (ورق ۲)

بسم اللہ کی تفسیر کے بعد سورۃ الحمد کی تشریح کی ہے۔ یہ پندرہ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کا انداز بھی اچھا ہے اور پوری وضاحت کے ساتھ الفاظ کی تشریح کی ہے اور معانی و مطالب کو بیان کیا ہے۔ حدیثوں سے بھی مثالیں اور اقوال پیش کیے ہیں اور دوسری تفسیروں کے بھی حوالے ہیں۔ تفسیر بیان کرنے کے بعد اس سورۃ کی اہمیت اور اس کے مفہوم کو سمجھنے کی ضرورت پر زور

Marfat.com

سورۂ الحمد کی تفسیر کے بعد انھوں نے "اعجاز القرآن" سے متعلق سات مسائل پر بحث کی ہے۔

پہلا مسئلہ جس کی طرف انھوں نے توجہ کی ہے وہ "نزول قرآن" کا ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ کہ حضرت جبرئیل کتنی مقدار لے کر آتے تھے۔ اس سلسلے میں لکھتے ہیں کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ قرآن کریم حسب ضرورت نازل ہوتا تھا۔ آیات کی تعداد متعیّن نہ تھی البتہ بعض لوگ اس میں اختلاف کرتے ہیں اور آیتوں کی تعداد متعیّن کرتے ہیں مگر وہ صحیح نہیں ہے۔

تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ نزولِ وحی کی کیفیت کیا ہوتی تھی یعنی کس طرح سے وہ آنحضور صلعم تک پہنچتی تھی۔ اس میں بھی لوگوں کو اختلاف ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت جبریل کو الہام کرتا تھا اور وہ آنحضور صلعم کے پاس لاتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ فرشتہ انسانی شکل میں آکر پیغام الٰہی آپ کو سنا جاتا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ گھنٹی کی سی آواز آتی تھی۔ بعضوں کا یہ خیال بھی ہے کہ خواب میں آیات آپؐ پر نازل ہوتی تھیں۔

چوتھا مسئلہ یہ کہ کون کون سی آیات مکّی ہیں اور کون کون سی مدنی۔ پانچواں مسئلہ ترتیبِ نزول کا ہے۔ چھٹا مسئلہ جمع قرآن اور ترتیب قرآن کا ہے۔ ساتواں مسئلہ اُن سات حروف سے متعلق ہے جس کی بنیاد نبی صلعم کی روایت "نزل القرآن علی سبعۃ احرف" ہے۔

اس کے بعد انھوں نے الحمٓ کی تفسیر بیان کی ہے۔ اس سلسلے میں اس کی اور اس قسم کے دوسرے حروف مقطعات کی تفصیل لکھی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ سب آیات متشابہات میں سے ہیں۔ ان کے معنی کا علم سوائے اللہ کے کسی کو نہیں۔ پھر یہ قول نقل کرتے ہیں۔

Marfat.com

"ان لکل کتاب سر و سر القرآن فواتح السور"

(ورق ۴۳ - ۴۴)

یعنی ہر کتاب کا ایک پوشیدہ راز ہوتا ہے اور قرآن کا راز سورتوں کے آغاز کے حروف ہیں۔

اس میں مصنف نے بہت سی اہم باتوں اور مسائل پر بحث کی ہے۔ قرآن مجید اور اُس سے متعلق موضوعات پر احادیث و اقوال کی روشنی میں مفصّل طور پر لکھا ہے اور اپنی اس تصنیف کو زیادہ سے زیادہ مفید بنانے کی کوشش کی ہے۔

Marfat.com

قرآن القرآن بالبیان

شیخ کلیم اللہ جہان آبادی ولادت ۱۰۶۰ھ وفات ۱۱۴۲ھ

یہ مشائخِ چشت میں بڑی اہمیت رکھتے تھے۔ ۱۰۶۰ھ میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ سلسلۂ نسب کلیم اللہ بن نور اللہ بن محمد صالح المہندس الصدیقی ہے۔ اپنے زمانے کے اساتذہ سے کسبِ علم کیا۔ پھر حجاز گئے۔ حج و زیارت سے شرف یاب ہوئے۔ اور ایک مدت تک وہاں رہے۔ طریقۂ چشتیہ شیخ یحییٰ بن محمود گجراتی سے حاصل کیا۔ نقش بندی طریقے کو بھی اچھی طرح سے سمجھتے تھے اور اس کا علم انھوں نے خواجہ میر محترم سے حاصل کیا تھا جن کا سلسلہ عبداللہ احرار تک پہنچتا ہے۔ طریقۂ قادریہ سے بھی واقف تھے اور اس میں ان کے شیخ حضرت محمد غیاث سندھی تھے۔ علوم و فنون اور مشیخت و طریقت کی باتیں سیکھنے کے بعد ہندوستان لوٹے اور درس و تدریس کے کاموں میں لگ گئے۔ ان کے بزرگوں کو فنِ تعمیر میں بڑی مہارت تھی۔ ان کے دادا محمد صالح اپنے دور کے بڑے اہم انجینئر سمجھے جاتے تھے۔ جامع مسجد، لال قلعہ اور تاج محل کی تعمیر میں اُن کا بڑا حصہ ہے۔

شیخ کلیم اللہ کی بہت سی تصانیف ہیں جن میں قرآن مجید کی تفسیر "قرآن القرآن بالبیان" کشکول، المرقع، فی الرقی، التکبیر، سواء السبیل، العشرۃ الکاملۃ، الرد علی الشیعۃ، شرح قانون اور مکاتیب کافی اہمیت رکھتے ہیں۔ مکاتیب سے

Marfat.com

اُن کی زندگی اور سماجی حالات نیز عقائد وغیرہ پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ ۱۱۴۱ھ میں اِن کا انتقال ہوا اور دہلی میں خاتم کے بازار میں دفن ہوئے۔ مآثرالکرام میں سنہ وفات ۱۱۴۲ھ ہے۔ (۱)

قرآن کریم کی یہ تفسیر شیخ کلیم اللہ نے ۱۱۲۵ھ میں لکھی۔ اِس تفسیر کے متعدد قلمی نسخے موجود ہیں۔ دو نسخے حیدرآباد میں میری نظر سے گزرے۔ ایک آصفیہ لائبریری میں (۲) دوسرا عثمانیہ یونی ورسٹی لائبریری میں (۳) عثمانیہ یونی ورسٹی والے نسخے میں کاتب کا نام نور محمد ولد ملا عمر بن محمد لکھا ہے۔ کتابت رجب ۱۲۵۰ھ کی ہے۔ پہلے صفحے پر جمال الدین قطبی کے نام کی دو مہریں لگی ہیں۔ حاشیے پر جا بجا نوٹس بھی ہیں۔ آصفیہ کے نسخے کے کاتب اور سنِ کتابت کا پتہ نہیں چلتا۔ یہ تفسیر الگ سے کتابی شکل میں شائع نہیں ہوئی ہے۔ البتہ شاہ رفیع الدین صاحب کے اردو ترجمہ قرآن کے حاشیے پر ۱۲۹۰ھ میں مطبع احباب نے اسے شائع کیا ہے۔

اس کی ابتدا اِن الفاظ سے ہوتی ہے۔

"الحمد للہ الذی نزل الفرقان علی عبدہ فھو نور علی نور ھدی بنورہ من شاء من عبادہ"

شیخ صاحب حمد و ثنا کے بعد تفسیر شروع کرنے سے قبل اپنا مذہب اور تفسیر کی تاریخ تحریر اور نام یوں بیان کرتے ہیں:۔

"یہ علمائے ملت حنفیہ بیضاوی کی تفسیروں سے ماخوذ ہے۔ میں نے اِس کا نام قرآن القرآن بالبیان رکھا ہے۔ میں کلیم اللہ جہان آبادی

---

(۱) حالات کے لیے نزہتہ ۲۴۰/۶ مآثرالکرام ص ۲۴۲ تاریخ مشائخ چشت ص ۳۶۶ (۲) نمبر ۹۸
(۳) نمبر ک ق / ۲۹۷

Marfat.com

مذہبًا حنفی اور مشربًا صوفی ہوں۔ یہ تصنیف ۱۱۲۵ھ میں مکمل ہوئی۔

اِن کی تفسیر اپنے سلجھے ہوئے انداز اور اختصار کی وجہ سے خاصی اہم سمجھی جاتی ہے اور اسے اُن کا بڑا کارنامہ قرار دیا جاتا ہے۔ چوں کہ یہ حنفی تھے اس لیے تفسیر میں بھی انھوں نے حنفی نقطۂ نظر کو ملحوظ رکھا ہے۔ مسائل کی توضیح میں اس کا انداز جلالین کا سا ہے۔ اِس میں جس قدر اختصار کے ساتھ عبارتوں کی تشریح کی گئی ہے مشکل ہی سے کہیں اور ملے گی۔ بعض جگہوں پر تو محض دو تین لفظوں ہی سے پورے مطلب کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں۔ یہ اختصار ایجازی انداز کا ہے۔ جس سے مفہوم کی وضاحت پوری طرح ہو جاتی ہے۔

بہت سی آیتیں اور مختلف سورتیں، حالات اور واقعات کے پیشِ نظر نازل ہوئی ہیں۔ ہر ایک کی شانِ نزول کچھ نہ کچھ ضرور ہے۔ مصنف نے بہت سی جگہوں پر سببِ نزول کی طرف اشارہ کیا ہے اور واقعہ بھی نقل کر دیا ہے۔ مثلاً۔

"الذين ينفقون اموالهم بالليل والنهار سرا وعلانية فلهم اجرهم عند ربهم ولا خوف عليهم ولا هم يحزنون" (۱) (بقرہ)

میں اِس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہزار دینار، رات میں، دس ہزار دن میں، دس ہزار پوشیدہ اور دس ہزار علانیہ راہِ خدا میں خرچ کیے۔ حضرت علی کی شان میں یہ قول بھی منقول ہے کہ اُن کے پاس صرف چار تھے۔ چاروں راہِ خدا میں صرف کر دیے۔

اسی طرح سورۂ اخلاص کی شانِ نزول یہ بیان کی ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ

---

(۱) سورۂ بقرہ آیت ۲۷۴

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم سے اوصافِ الٰہی دریافت کیے تھے جن سے وہ اسے پکاریں۔ اس پر قل ھو اللہ کی سورت نازل ہوئی۔

قرآن کریم نے بہت سے طویل واقعات کی طرف محض اشارے کر دیے ہیں تاکہ لوگوں کے ذہن اُس طرف منتقل ہوں اور وہ اس کے انجام اور جو کچھ پیش آیا اُس پر غور کریں۔ مثلاً سورۂ فیل میں ابرہہ کے واقعے کی طرف اشارہ ہے کہ اُس نے صنعاء میں ایک معبد تعمیر کیا تھا۔ اُس کو جواہرات اور دوسرے قیمتی پتھروں سے مزیّن کیا تھا تاکہ لوگ کعبہ سے ہٹ کر اُس کی طرف متوجّہ ہو جائیں۔ مگر جب ایسا نہ ہوا تو پھر اُس نے کعبہ پر حملہ کیا مگر اس کا انجام جو کچھ ہوا خود کلام پاک میں اس کا ذکر موجود ہے۔ اس واقعے کا ذکر مکمل طور پر مصنف نے کر دیا ہے۔ اسی طرح سے اصحاب اخدود کا واقعہ بھی بیان کیا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے واقعات کا ذکر کیا ہے۔

غرض یوں تو اختصار کو پیش نظر رکھا ہے۔ لیکن کسی ایسی بات کو نہیں چھوڑا ہے جس سے واقعات کی کڑیاں ملانے میں دقت پیش آئے اور باتیں گنجلک ہو جائیں۔ اسی طرح سے بہت سی جگہوں پر حدیثیں بھی اپنی بات کے ثبوت میں پیش کی ہیں۔ الفاظ اور لغت کی بحثیں بہت کم ہیں۔

اگرچہ یہ خود بہت بڑے صوفی بزرگ تھے۔ لیکن ان کی تفسیر میں اس رنگ کی جھلک بہت کم نظر آتی ہے۔ اُن کی یہ تصنیف سیدھے سادے انداز میں کلام پاک کی توضیح ہے۔ اختصار اس کی مخصوص شان ہے۔

اس تفسیر کا اختتام اس عبارت پر ہوتا ہے: "سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون. وسلام علی المرسلین. والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی سید الکونین محمد و آلہ و اصحابہ برحمتک یا ارحم الراحمین لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔"

Marfat.com

تفسیر صغیر

امیر عبداللہ محمد بن علی اصغر قنوجی ۱۱۷۸ھ

بہت ہی مختصر اور سادہ انداز میں قرآن مجید کی تفسیر ہے۔ ڈاکٹر زبید احمد نے اس تفسیر کو لاپتہ قرار دیا ہے مگر کاکوری کی کاظمیہ لائبریری میں اس تفسیر کے ساڑھے چار پارے موجود ہیں۔ کتاب کے شروع میں ایک چھوٹا سا مقدمہ لکھا ہے جس میں اپنا نام ابو عبداللہ محمد بن علی اصغر بتایا ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں۔

"چوں کہ علم تفسیر اپنے موضوع کے شرف کی وجہ سے تمام علوم سے بڑھ کر ہے اور اس میں مشغولیت دنیا و آخرت کے لیے بہتر ہے اس لیے اپنی کم زوری اور بے بضاعتی کے باوجود میں نے ایک چھوٹی سی تفسیر لکھنے کا ارادہ کیا ہے تاکہ تلاوت کے وقت میری ضرورت پوری ہو اور دنیا و آخرت میں رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہو۔ اے میرے رب میری شرح صدر فرما۔ میرے معاملے کو میرے لیے آسان فرما، اور راہِ حق کی طرف میری ہدایت کر۔"

مقدمہ کے بعد انھوں نے تفسیر شروع کی ہے۔ انداز بہت ہی مختصر اور سلجھا ہوا ہے۔ سورۃ فاتحہ کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"ھی السبع مثانی کیوں کہ وہ ہر نماز میں دہرائی جاتی ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ سورۂ فاتحہ کا جزو نہیں ہے بلکہ سورتوں کے درمیان فصل کرنے کے لیے آیۃ نازل ہوئی ہے۔

مسائل والی آیتوں کی تشریح کرتے وقت شافعی اور حنفی مسلک کا بھی ذکر کر دیتے ہیں۔ اگر کوئی آیت کسی دوسری سے منسوخ ہوئی ہے تو وہ بھی لکھ دیتے ہیں مثلاً "الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی (۱) کے بارے میں امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کا اختلاف ہے۔ لکھتے ہیں:۔

اس آیت کے مطابق امام شافعی غلام کے بدلے میں آزاد کو قتل نہیں کراتے ہیں لیکن امام ابو حنیفہ اس کے قتل کا حکم دیتے ہیں اور اس آیت کو النفس بالنفس (جان کے بدلے جان) سے منسوخ مانتے ہیں۔

قرآن کریم میں جو واقعات بیان کیے گئے ہیں ان کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں۔ اس بات کا بہت خیال رکھا ہے کہ عبارت مشکل اور طویل نہ ہونے پائے۔ اختصار کا یہ عالم ہے کہ بڑی سے بڑی آیت کی تشریح میں بھی بیکار باتوں سے اجتناب کر کے ضروری باتوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

مقام ابراہیم کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"یہ وہ پتھر ہے جس پر پتھروں کو بلندی تک پہنچانے کے لیے تعمیر کعبہ کے وقت حضرت ابراہیمؑ کھڑے ہوتے تھے۔ اس پر ان کے قدموں کے نشان پڑ گیے ہیں۔"

اس تفسیر کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے:۔

الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب شفاء ورحمۃ بشیراً ونذیراً وصلی اللہ علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ

---

(۱) سورہ بقرہ آیت ۱۷۳

Marfat.com

وصحبہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً۔"

آخری آیت جس کی تفسیر اس کتاب میں ہے وہ یہ ہے۔

"ستجدون آخرین یریدون ان یامنوکم و یامنوا قومھم

(سورۃ نساء رکوع ۹)

عبارت بے ربط طریقے سے ان الفاظ پر ختم ہوتی ہے۔

کلما ردوا الی الفتنۃ دعوا الی الشرک ارکسوا فیھا

ء

Marfat.com

تفسیر مظہری

قاضی ثناء اللہ پانی پتی متوفی ۱۲۲۵ھ

قاضی ثناء اللہ شیخ جلال الدین عثمانی کی اولاد میں سے تھے۔ اپنے دور کے بہت ہم عالم، متقی اور پرہیزگار تھے۔ سلسلۂ نسب حضرت عثمان بن عفان تک پہنچتا ہے۔ ان کی پیدائش پانی پت میں ہوئی۔ قرآن مجید حفظ کیا اور اپنے شہر کے علما سے تھوڑے عرصے تک عربی کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اس کے بعد دہلی گیے اور شاہ ولی اللہ سے کسب علم کیا۔ حدیث کی سند لی۔ اٹھارہ سال کی عمر میں فراغت حاصل کی پھر شیخ عابد سنامی کے حلقۂ درس میں شامل ہوئے ان سے طریقت کی تعلیم لی اور فنائے قلب کی منزلیں طے کیں۔ اس کے بعد مرزا مظہر جانِ جاناں کی خدمت میں حاضر ہوئے اور طریقۂ مجددیہ کے آخری مراحل طے کیے۔ مرزا مظہر جان جاناں کو اُن سے بہت تعلق تھا۔ انھوں نے آپ کو علم الہدیٰ کے لقب سے نوازا تھا وہ کہا کرتے تھے کہ ان کی عظمت و ہیبت میرے دل پر چھا گئی ہے ان میں ملکوتی صفات موجود ہیں۔ ان کی دیانت داری اور تقویٰ قابلِ ذکر ہے۔ یہ بھی کہتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ مجھ سے ہدیہ طلب کرے گا تو میں اِن کو اُس کی خدمت میں پیش کردوں گا۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی نے آپ کو بیہقیِ وقت کا لقب دیا تھا جو آپ کے علم و فضل کے عین مطابق تھا۔

Marfat.com

اپنے دور میں تقویٰ اور دیانت داری میں منفرد تھے۔ عبادت و ریاضت میں اُن کی مثال مشکل سے ملے گی روزانہ قرآن کریم کی ایک منزل اور سو رکعتیں نماز، مراقبہ اور ذکر و فکر کی مشغولیتوں کے ساتھ ساتھ پڑھتے تھے۔ اس کے علاوہ درس و تدریس، مقدمات کے فیصلے اور لکھنے پڑھنے کا کام بھی کرتے رہتے تھے۔ ان کی تصانیف میں تفسیر مظہری، مالابُدّ منہ، السیف المسلول، ارشاد الطالبین تذکرۃ المعاد حقیقۃ الاسلام وغیرہ ہیں (۱)

قاضی ثناء اللہ صاحب کو ایک ایسی مکمل تفسیر کی ضرورت محسوس ہوئی جس میں الفاظ کی تشریح اور معانی و مطالب کی وضاحت کے علاوہ احکام و عقائد کے بارے میں زیادہ وضاحت سے لکھا جائے۔ عام طور سے اُن کے زمانے تک عربی زبان میں جو تفسیریں رائج تھیں وہ زیادہ تر شوافع کی لکھی ہوئی تھی۔ بیضاوی اپنے دقیق اسلوب اور علمی نکات کی وجہ سے درس میں داخل تھی۔ لیکن بیضاوی میں عبارت کا اختصار رمز و اشارے کی حد تک پہنچ جاتا ہے مصنف چونکہ مذہباً شافعی ہیں اس لیے فقہی مباحث میں حنفیوں کے نقطۂ نظر کی وضاحت نہیں ہوتی۔ ہندوستان کے باشندے زیادہ تر حنفی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے طلبا کو اس کے مطالعے میں بڑی اُلجھنیں ہوتی ہیں۔ قاضی صاحب نے انھیں حالات کے پیشِ نظر قرآن مجید کی مفصل تفسیر دس جلدوں میں لکھی۔ اور اپنے پیر و مرشد حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے نام پر تفسیر مظہری اس کا نام رکھا اس کتاب میں اُنھوں نے ضروری تفسیر کے ساتھ مسائل کی تشریح میں حنفیوں کے نقطۂ نظر کو مدلّل طور پر پیش کیا ہے۔

---

(۱) نزہتہ ج ۷ ص ۱۱۳

Marfat.com

پہلی جلد سورۂ الحمد سے سورۂ بقرہ تک ہے۔ دوسری آل عمران سے سورۃ النساء تک، تیسری سورۃ المائدہ سے سورۃ الاعراف تک۔ چوتھی سورۃ الانفال سے سورۃ التوبہ تک۔ پانچویں سورۂ یونس سے سورۃ الاسراء تک۔ چھٹی سورۃ الکہف سے سورۃ النور تک، ساتویں سورۃ الفرقان سے سورۃ الاحزاب تک، آٹھویں سورۃ السباء سے سورۂ محمد تک۔ نویں سورۃ الفتح سے سورۃ التحریم تک، دسویں سورۃ الملک سے سورۃ الناس تک، ہر جلد کے شروع میں اُس حصے سے متعلقہ مضامین اور مسائل کی تفصیلی فہرست ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تفسیر سے کتاب شروع ہوتی ہے۔ پہلے یہ بیان کیا ہے کہ سورۂ فاتحہ اور اُس کے دوسرے نام کیا ہیں اور کس وجہ سے ہیں۔

پھر یہ بحث کی ہے کہ بسم اللہ سورۂ فاتحہ کی آیت ہے یا علیحدہ ہے۔ پھر اس سے جو فقہی مسائل پیدا ہوتے ہیں اُن کا ذکر کیا ہے اور حنفیوں کے مسلک کی تائید میں احادیث نقل کی ہیں۔ اختلافِ قرأت سے بھی بحث کی ہے اور مختلف قاریوں کے طرزِ قرأت کا ذکر کیا ہے۔

کہیں کہیں صوفیانہ اصطلاحات کی جانب بھی اشارہ [illegible] میں مثلاً "ھدی للمتقین" کی تشریح میں مشہور حدیث نقل کی ہے جس میں مشتبہ چیزوں سے بچنے کو پرہیزگاری کی نشانی قرار دیا ہے۔ اس سلسلے میں دل کا ذکر ہے کہ اگر وہ صالح ہے تو سارا جسم درست ہے اور اگر وہ خراب ہے تو سارا جسم فاسد ہے۔ اس سلسلے میں صوفیانہ اصطلاحات کا ذکر کر دیا ہے۔ فرماتے ہیں:

> حدیث میں جو صلاحِ قلب ذکر کی گئی ہے وہ صوفیا کی اصطلاح میں فنائے قلب کہلاتی ہے اور یہ ولایت کا پہلا درجہ ہے۔

(جلد اول ص ۱۸)

Marfat.com

تفسیروں میں بہت سی اسرائیلی روایات داخل ہوگئی ہیں جنھیں قرآن مجید کے قصص کی تشریح میں پیش کیا جاتا ہے۔ قاضی صاحب نے اِن روایات کی تردید کی ہے اور ان کی کمزوری واضح کی ہے۔ مثلاً ہاروت و ماروت اور چاہِ بابل کے سلسلے میں جو قصے تفسیروں میں درج ہیں کہ فرشتوں نے انسانی معاصی پر اعتراض کیا اس پر ہاروت ماروت دو فرشتے انسانی جذبات و خواہشات کے ساتھ دُنیا میں بھیجے گئے۔ انھوں نے یہاں شراب، زنا، قتل اور شرک کا ارتکاب کیا اور اس کی سزا میں سخت عذاب میں مبتلا ہوئے۔ اِس کو نقل کر کے قاضی صاحب لکھتے ہیں۔

"یہ بہت ہی کمزور اور شاذ روایات پر مبنی ہے۔ قرآن مجید میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ بعض روایات تو ایسی ہیں کہ عقل و نقل دونوں اِس سے انکار کرتی ہیں۔ صحیح کیا ذکر ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تو کوئی ضعیف روایت بھی اِس بارے میں منقول نہیں ہے۔ یہ ساری باتیں یہودیوں کی افترا کردہ ہیں (جلد اوّل ص ۱۰۹)

موقع کی مناسبت سے بعض صوفیانہ اصطلاحات بھی بیان کی ہیں۔

حنفی نقطۂ نظر کی وضاحت کا اندازہ کرنے کے لیے مندرجہ ذیل اقتباس کافی ہوگا۔

امام شافعی اور امام احمد بخاری کی روایت کے مطابق ذمی کافر کے بدلے میں مسلمان کے قتل کے قائل نہیں ہیں لیکن احناف کافر ذمی کے قتل پر مسلمان کو قصاص میں قتل کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ حدیث مذکور میں کافر سے وہ کافر حربی مُراد لیتے ہیں۔ صاحب ہدایہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے استدلال کیا ہے۔

(خلاصہ بحث ص ۱۸۱ جلد اوّل)

اِس طرح کی متعدد روایات نقل کرنے کے بعد حنفیوں کے مسلک کا ذکر کرتے

Marfat.com

ہیں کہ کافر ذمی کو اگر کوئی مسلم قتل کر دے تو اس کے قصاص میں اسے بھی قتل کیا جائے گا۔

" واحل اللہ البیع وحرم الربوا (۱) کی تشریح میں بیع کے بارے میں ضروری مباحث کے بیان کے بعد ربوا کی تشریح کی ہے۔ اس کے بعد اپنی رائے بیان کی ہے۔

اس سلسلے میں ربوا کے تمام مسائل مختلف مذہبوں کے اس بارے میں نظریات اور اس سے متعلق باتوں پر بڑی لمبی تحقیقی بحث کی ہے۔ علماء کے اقوال اور احادیث کے حوالے سب باتوں پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔

اسی طرح سے " ولیطوفوا بالبیت العتیق " (۲) کے سلسلے میں لفظ عتیق کی تشریح خاصی تفصیل سے کی ہے۔

اس کے بعد طواف کے بارے میں تفصیل سے مسائل بیان کیے ہیں۔ غرض اسی انداز پر جتنے بھی مسائل قرآن کریم میں ہیں مولانا ثناء اللہ نے ان پر بحث کی ہے اور ائمہ کے اختلافات کو بیان کیا ہے۔ اپنے نقطۂ نظر یعنی حنفی مسلک کو ہر جگہ پیش نظر رکھا ہے۔ مسائل کی توجیہ اور مطالب کی توضیح اس مسلک کو ملحوظ رکھتے ہوئے کی ہے۔

سورتوں اور آیتوں سے جو مسائل نکلتے ہیں اُن کا بھی ذکر کرتے ہیں۔

شانِ نزول اور اس سلسلے میں احادیث واقوال نقل کیے ہیں۔

تفسیر کے خاتمے پر فضائل قرآن کے عنوان سے روایات واقوال سے اس کی فضیلت کا ذکر کیا ہے۔ اُس کا اختتام اِن الفاظ پر ہوتا ہے۔

" والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

---

(۱) سورۂ بقرہ آیت ۲۷۵ (۲) سورۂ حج آیت ۲۹

Marfat.com

فتح البیان فی مقاصد القرآن

نواب صدیق حسن خان قنوجی

نواب صاحب بڑے ذی علم اور صاحب نظر مصنّف تھے۔ قرآن مجید کی تمام اہم تفسیریں قدیم و جدید ان کی نظر کے سامنے تھیں۔ ان کی خواہش ہوئی کہ قدما کی طویل تفسیریں پڑھنی لوگوں کے لیے دشوار ہیں۔ اس لیے ایسی تفسیر لکھی جائے کہ جس میں گزشتہ مفسرین کے خیالات اختصار کے ساتھ آجائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ سلف کی تشریحات مناسب ترتیب اور حسن سلیقہ کے ساتھ پیش کردی جائیں۔ مقدمہ میں نواب صاحب نے عہد صحابہ سے لے کر اپنے زمانے تک کے مفسرین کے نقطۂ نظر اور اصول تفسیر سے متعارف کرایا ہے۔ روایت اور درایت کا مطلب سمجھایا ہے۔ اس کے ساتھ تفسیر بالرائے کی حقیقت واضح کی ہے اور صحیح طریقہ کار پیش کیا ہے۔ فرماتے ہیں :۔

> اکثر میرے دل میں یہ خیال گذشت کرتا رہا کہ میں تفسیر کی ایک ایسی کتاب لکھوں جو معتبر طور پر روایت و درایت دونوں پر حاوی ہو اور تفسیر بالرائے سے پاک ہو۔ (ص ۱ ج ۱)

اس کے بعد اپنے مقصد اور تفسیری نقطۂ نظر کو وضاحت کے ساتھ پیش کیا ہے

Marfat.com

امام جلال الدّین سیوطی کی تفسیر درّ منثور روایتی نقطۂ نظر سے خاص طور پر صاحب موصوف کے پیشِ نظر رہی ہے۔ اس کے ضروری مطالب کے ساتھ دوسری تفسیروں سے مناسب معلومات جمع کر دی ہیں۔ ضعیف روایتوں کے ضعف کی طرف اشارہ کر دیا ہے اور متضاد روایتوں میں ترجیح کی صورتیں بیان کر دی ہیں۔ اعراب کی مشکلات دور کی ہیں۔ قرأت کے اختلافات کا ذکر کیا ہے۔ الغرض روایتی اور درایتی دونوں قسم کی تفسیروں کے بہترین اقتباسات اس کتاب میں اکٹھا کر دئے ہیں۔

اپنے تفسیری نقطۂ نظر کی وضاحت کے بعد قرآن مجید کے فضائل کے متعلق روایتیں نقل کی ہیں۔ اس کے بعد سورۂ فاتحہ کی تفسیر سے کتاب کا آغاز کیا ہے الفاظ کے معانی، بیان قرأت، اسباب نزول، مسائل فقہ، فقہا کے اجتہادات غرض تمام پہلوؤں کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

حروفِ مقطعات کے سلسلے میں دوسرے مفسرین کی طرح مختلف اقوال نقل کیے ہیں۔ لیکن آخر میں یہی کہا ہے کہ اگر کسی کو سلامتی رائے مطلوب ہے اور ائمۂ سلف کی اقتدا کرنا چاہتا ہے تو اسے اس بارے میں کوئی رائے نہیں دینی چاہیے بلکہ صرف اس اعتراف پر اکتفا کرنا چاہیئے کہ ان حروف کے نازل کرنے میں اللہ تعالیٰ کی کوئی حکمت پوشیدہ ہے جس تک ہماری عقلیں نہیں پہنچ سکتیں۔

"وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ (۱)" کی تفسیر میں قرآن مجید کے اعجاز کے بارے میں اختصار و جامعیت کے ساتھ ضروری باتیں بیان کر دی ہیں۔ اس سلسلے میں قرآن کریم کے لفظ ولن تفعلوا (۲) کے تحت لکھا ہے کہ یہ قرآن مجید کی پیشین گوئی ہے۔ ایام نبوت اور اس کے بعد آج تک مخالفینِ قرآن کے مقابلے میں کچھ پیش نہ کر سکے۔

---

(۱) سورۂ بقرہ آیت ۲۳ (۲) ایضاً آیت ۲۴

Marfat.com

بعض آیات کی تشریح میں یہودیوں کی پھیلائی ہوئی غلط روایات تفسیروں میں نقل ہوگئی ہیں۔ اِس قسم کی آیتوں کی تفسیر میں نواب صاحب نے غلط بیانیوں کی تردید کی ہے اور معاملے کی صحیح صورتِ حال واضح کی ہے۔ جنت ارم یا بہشت شدّاد اسی قسم کی غلط روایات میں سے ہے۔ موصوف نے " الم تر کیف فعل ربك بعاد ارم ذات العماد التی لم یخلق مثلها فی البلاد (۱)" کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ یہاں ارم سے مُراد بہشتِ شداد نہیں ہے بلکہ ارم عاد کے دادا کا نام ہے۔ عاد کی وضاحت کے لیے ارم کا ذکر کر دیا ہے تاکہ یہ پتہ چل جائے کہ عاد سے مُراد وہ قوم عاد ہے جو ارم کی اُولاد ہے " ذات العماد " سے کسی مخصوص عمارت کی طرف اشارہ نہیں ہے بلکہ اُن کی قوت وقدرت کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی وہ لوگ ایسے صاحبِ قوت تھے کہ اُن کی مانند کوئی قبیلہ نہیں ہوا ہے۔ اِس سلسلے میں ائمۂ لغت وتفسیر کے بیانات نقل کیئے ہیں۔ " عمید القوم " سے مُراد سردارِ قوم ہوتا ہے۔ یہ بھی مفہوم ہوسکتا ہے کہ وہ بڑی بڑی عالی شان عمارتیں بناتے تھے۔ بہشت شدّاد کا قصّہ سرتاپا غلط ہے۔ فرماتے ہیں۔

"یہ جھوٹ در جھوٹ اور افتراء در افتراء ہے۔"

اِس کے بعد اپنی تائید میں محدث شوکانی، حافظ ابن کثیر، شیخ الاسلام نجم الدین محمد القبیطی اور ابن خلدون وغیرہ محققین کے بیانات نقل کیے ہیں۔ لکھا ہے کہ :۔

"یہ سب کی سب اسرائیلی خرافات اور زنادقہ کی گھڑی ہوئی باتیں ہیں۔"

ص ۲۶۵ ج ۱۰ (سورۃ والفجر)

---

(۱) سورۃ الفجر آیۃ ۶، ۷، ۸

Marfat.com

تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن

مولانا ثناء اللہ امرتسری

قرآن مجید کی بہت سی تفسیریں علماء نے مختلف انداز پر لکھی ہیں ۔ بعض لوگوں نے شرح میں اپنی عقل اور اپنے علم کا استعمال کیا ہے ۔ بعض لوگوں نے دوسروں کی رائے اور خیالات سے فائدہ اُٹھایا ہے اور کچھ ایسے بھی ہیں جو کلام اللہ کی تفسیر خود آیاتِ ربانی سے کرگئے ہیں ۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری دورِ جدید کے اہم علماء میں سے تھے ۔ اپنے خیالات کے اعتبار سے زبردست اہلِ حدیث تھے ۔ بہت بڑے مناظر تھے ۔ بڑے بڑے مباحثوں میں حصّہ لیا اور کامیاب ہوئے ۔ اُن کے بہت سے علمی کارناموں میں اُن کی یہ تفسیر ایک خاص اہمیت رکھتی ہے ۔ اُنھوں نے پوری کوشش کی ہے کہ قرآن کریم کی آیتوں کی تفسیر اسی سے کریں ۔ اس سلسلے میں انھوں نے قرآن مجید کا گہرا مطالعہ کیا اور یکساں مفہوم والی آیتوں سے مطلب بیان کیا ہے ۔

یہ کام ویسے تو بہت آسان معلوم ہوتا ہے لیکن در حقیقت کافی مشکل ہے ۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ سارے قرآن مجید کو پورے غور وخوض سے پڑھا گیا ہو اور آیتوں کا ربط ایک دوسرے سے اچھی طرح سمجھ لیا گیا ہو کیونکہ

Marfat.com

اِس کے بغیر ادائیگی مفہوم ممکن نہیں۔ ویسے تو قرآن کی تفسیر قرآن ہی کے ذریعے کرنا بہت اچھا اور کارِ ثواب ہے۔ لیکن اِس طرز کو اختیار کر کے مکمل تفسیر اور تشریح ذرا مشکل ہے۔ خصوصًا احکام اور مسائل کی آیتوں کو اِس طرح واضح کرنا کہ اِن سے پڑھنے والوں کے ذہن میں پوری بات آ جائے اور مسئلہ سمجھ لے یہ کام بغیر احادیث اور عقلی دلائل کے تقریبًا ناممکن ہے۔

جب یہ تفسیر شائع ہوئی تو کچھ علماء نے اِس پر بہت سے اعتراضات کیے اور اس کی رد میں ایک رسالہ "اربعین" کے نام سے شائع ہوا۔ جس میں اِس تفسیر میں چالیس جگہوں پر سخت قسم کے اعتراضات تھے۔ جب ۱۳۴۴ھ میں مولانا ثناء اللہ صاحب حج کرنے گیے تو اِن مخالفین نے وہاں بھی اپنی کتاب کی اشاعت کی اور اُن کو بدعتی قرار دیا۔ بالآخر عبدالعزیز بن سعود شاہ عرب کو اِس مسئلے کے حل کرنے کے لیے علما کی ایک مجلس قائم کرنی پڑی۔ (۱)

جیسا کہ اُوپر لکھا جا چکا ہے کہ اِس قسم کی تفسیریں بہت سی باتوں کی وضاحت پوری طرح سے نہیں ہو پاتی ہے۔ اِس میں بھی بعض ایسے مسائل ہیں جو واضح نہیں ہو سکے ہیں: مصنّف نے اِن کی مزید تشریح و توضیح کے لیے حاشیے پر احادیث لکھی ہیں یا بعض جگہوں پر دوسری کتابوں کا حوالہ دیا ہے۔ اسی طرح سے اختلافی مسائل کو بھی حاشیے پر بیان کر دیا ہے۔ کہیں کہیں پر اپنی رائے لکھی ہے اور کہیں پڑھنے والے پر فیصلہ چھوڑ دیا ہے۔

بعض مسائل پر بحثیں کافی لمبی ہیں "استوی علی العرش" کی توضیح میں کافی تفصیل سے کام لیا ہے۔ یہی وہ مسئلہ ہے جس پر ممالک عربیہ میں لوگوں

---

(۱) ملاحظہ ہو اس تفسیر کا مقدمہ

Marfat.com

نے ان سے اختلاف کیا تھا۔

حروفِ مقطعات کے سلسلے میں بعض مفسرین تو صاف یہ کہہ دیتے ہیں کہ ان کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں۔ لیکن بعض اپنے اندازے سے کچھ معنی بیان کرتے ہیں۔ مولانا نے بھی ان حروف سے مطالب اخذ کیے ہیں" آلمد" کی تشریح یوں کی ہے :-

"میں اللہ ہوں، زیادہ جاننے والا ہوں" کا مختصر ہے۔"

کھیعص سے یہ مفہوم نکلتا ہے

"میں الکافی، الہادی، الامین، العالم اور الصادق ہوں۔"

آیتوں کی تفسیر اس انداز پر کی ہے۔ کہ اس مفہوم کی یا اس سے مشابہ دوسری آیتیں نقل کردی ہیں لیکن تشریح و وضاحت کے نہ ہونے کی وجہ سے بعض جگہ مطلب اچھی طرح واضح نہیں ہو پایا ہے۔

Marfat.com

دوسرا باب

الفتح القدسی فی تفسیر آیۃ الکرسی

ابو بکر محی الدین عبدالقادر ولادت ۹۷۸ھ وفات ۱۰۳۸ھ

شیخ عبدالقادر بن شیخ بن عبداللہ العیدروس احمد آباد میں ۹۷۸ھ میں پیدا ہوئے۔ اِن کے والد نے اِن کی پیدائش سے پہلے خواب میں اولیاء اللہ کی ایک جماعت کو دیکھا تھا جن میں شیخ عبدالقادر جیلانی (۱) اور شیخ ابو بکر عیدروس (۲) بھی تھے۔ اِس وجہ سے اُنھوں نے اپنے لڑکے کا نام عبدالقادر رکھا اور کنیت ابوبکر اور لقب محی الدّین۔ قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد تحصیلِ علوم میں لگ گئے اور بہت سے علوم و فنون حاصل کیے۔ اپنے دور کے علماء سے طریقت کی تعلیم حاصل کی اور خود بہت سے لوگوں کو خرقہ پہنایا۔ عمدہ عمدہ کتابیں جمع کیں اور لوگوں کو اپنے علم سے بہت فائدہ پہنچایا۔ علما و امرا دونوں ہی طبقوں میں ان کی بڑی عزّت تھی۔

ان کی تصانیف میں الفتوحات القدسیہ فی الخرقۃ العیدروسیہ، الحدائق الخضرۃ فی سیرۃ النبی صلعم و اصحابہ العشرۃ جسے اُنھوں نے تقریباً بیس سال کی

---

(۱) متوفی ۵۶۱ھ الاعلام ص ۱۷۱ ج ۴ (۲) متوفی ۹۱۴ھ الاعلام ص ۱۱۴ ج ۲

Marfat.com

عمر میں لکھا۔ یہ اُن کی پہلی تصنیف تھی۔) کتاب المنہاج الی معرفۃ المعراج، اسباب النجاۃ، منح الباری بختم صحیح البخاری، النور السافر فی اخبار القرن العاشر، اشعار کا ایک دیوان اور آیۃ الکرسی کی تفسیر الفتح القدسی کے نام سے ہیں۔ ان کی وفات ۱۰۳۸ھ میں احمد آباد میں ہوئی۔ (۱)

یہ تفسیر کلکتہ میں بہار لائبریری میں موجود ہے (۲) فہرست میں یہ مجموعۃ الرسائل کے نام سے ہے۔ مجموعۃ الرسائل چار مختصر رسالوں پر مشتمل ہے۔ شروع کے تین رسالے تصوف سے متعلق ہیں چوتھا رسالہ آیۃ الکرسی (۳) کی تفسیر ہے۔ ابو بکر محی الدین عبد القادر بڑے صوفی بزرگ تھے۔ اس آیت کی تفسیر انھوں نے خاصی تفصیل سے تقریباً دس صفحوں میں کی ہے۔ ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے۔

"الحمد للملک الذی تفرد فی نعوت جلالہ واظہر دین الاسلام علی الدین کلہ"

اس کے بعد انھوں نے خود اپنی اس تصنیف کا مقصد یہ بیان کیا ہے کہ احادیث صحیحہ اور دلائل صریحہ کے ذریعہ آیۃ الکرسی کے فضائل بیان کرنا پیش نظر ہے ساتھ ساتھ معتبر تفسیروں کی روشنی اور بلند مجالس و محافل کی سنی ہوئی روایات کی بنیاد پر معانی و مطالب بھی بیان کیے ہیں۔

مصنف نے اس کتاب کو وزیر نواب مرزا شمس الدین کے نام معنون کیا ہے۔ اس کے بعد وزیر موصوف کی مدح میں ۹ اشعار لکھے ہیں۔ پھر استحکام سلطنت کی دعائیں مانگنے کے بعد تفسیر شروع کی ہے۔ آیۃ الکرسی کی اہمیت اور اس کی

---

(۱) نزہۃ ۲۳۵/۵ حدائق الحنفیہ ص ۴۰۲ (۲) نمبر ۴۵۷

(۳) سورۂ بقرہ آیت ۲۵۵

Marfat.com

عظمت بیان کی ہے۔

اس سلسلے میں بھی بہت سی احادیث نقل کی ہیں اور اس کی فضیلت و

اہمیت کو ثابت کیا ہے۔

تفسیر کرتے ہوئے لفظی بحثوں کو بھی بیان کرتے ہیں۔ اس کے وہ معنی بھی بیان

کیے ہیں جو صوفیائے کرام نکالتے ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کی بحث کی ہے اور اسے ثابت

کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ اللہ کو تمام صفات سے متصف اور ہر اعتبار سے کامل ہونا

چاہیے اس میں کسی قسم کی کمی نہ ہونی چاہیے۔ اب اگر دو خدا تسلیم کر لیے جائیں تو

ان کے کاموں میں اختلاف پیدا ہوگا۔ جب ایک ہی کامل خدا موجود ہے جو

ایجادِ عالم اور تدبیر عالم کرتا رہتا ہے تو پھر دوسرے کا وجود بے کار محض ہے

اس سلسلے میں اور بھی دلائل دئے ہیں اور لکھا ہے کہ توحید مسلم ہے۔ اسی طرح سے

پوری آیت کی تفسیر کی ہے اور ہر جگہ لغوی بحثوں کے ساتھ ساتھ صوفیانہ انداز

بھی باقی رکھا ہے اور اس نقطۂ نظر سے بھی توضیح کی ہے۔

یہ نسخہ خط نسخ میں ہے۔ قرآن کریم کی آیات سرخ روشنائی سے لکھی گئی ہیں اس

کوئی تاریخ وغیرہ درج نہیں ہے جس سے اندازہ ہو سکے کہ کس دور میں اس کی کتابت

ہوئی اور کس نے کی۔ اس کا بس یہی نسخہ ملتا ہے کسی دوسرے کا پتہ نہیں چل سکا

اس رسالے کا خاتمہ ان الفاظ پر ہوتا ہے:

"ان شرح هذه الآية العظيمة يضيق عنه المجلدات والله

سبحانه اعلم بما ينزل نا نهم متهلك الله عنه بلا واسطة بمنة وكرمة

آمین"

Marfat.com

تیسیر التفسیر

ابن امیر قاسم الجیلانی محمد ہاشم الحسینی ۱۰۶۱ ھ

محمد ہاشم حسینی نے مرزا ابراہیم ہمدانی اور نصیر الدین شیرازی سے کسب فیض کیا۔ فقہ، حدیث اور عربی زبان کی تعلیم میں شیخ محمد عربی۔ شیخ عبدالرحیم حسائی اور علامہ عصام الدین اسفرائنی سے حاصل کی۔ بارہ سال تک حرمین شریفین میں رہے پھر ہندوستان آئے۔ ریاضی اور طب شیخ علی گیلانی سے سیکھا اور احمد آباد میں مقیم ہوئے۔ تھوڑے ہی عرصے بعد ان کی شہرت دور دور تک پھیل گئی تو شاہ جہاں کے دور میں احمد آباد میں صدارت کا عہدہ ان کے سپرد ہوا۔ شاہ جہاں نے اپنے لڑکے اورنگ زیب کا معلم بھی مقرر کیا۔ حاشیہ علی تحریر اقلیدس اور تعلیقات بیضاوی ان کی مشہور کتابیں ہیں۔ اسی سال کی عمر میں احمد آباد میں انتقال ہوا (۱)

ایشیاٹک سوسائٹی بنگال میں ان کی تصنیف تیسیر التفسیر کا قلمی نسخہ موجود ہے (۲) اس میں ۱۷۳ اوراق ہیں۔ کتاب کے پہلے صفحے پر بہت سی مہریں ہیں جن میں سے نصرت جنگ اور محمد شاہ بادشاہ غازی کی مہریں پڑھی جاتی ہیں۔ محمد شاہ کی مہر ۱۱۳۶ ھ کی ہے۔ شروع کے دو صفحے خوب صورت سنہرے

---

(۱) نزہۃ ج ۵ ص ۳۹۵

(۲) نمبر ۲۶۶

Marfat.com

حواشی کے بیچ میں لکھے ہیں۔ شروع میں دیباچہ کے انداز پر ایک کافی طویل مضمون لکھا ہے جس میں تفسیروں مثلاً بیضاوی، کشاف، تفسیر کبیر، تفسیر نیشاپوری وغیرہ کا ذکر ہے۔ اُنھوں نے اپنے پیش نظر یہ رکھا ہے کہ بیضاوی کی مشکل عبارتوں کی توضیح اور کشاف کے مسائل کی تفصیل و تشریح کریں گے۔ اُنھوں نے اس پر عمل بھی کیا ہے۔ اور بہت ہی تفصیلی انداز اختیار کیا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ تقریباً ساڑھے تین سو صفحات محض سورۃ الفاتحہ کی توضیح میں لکھے گئے۔ اس کے بعد اُنھوں نے اُس کو مکمل کیا یا نہیں اس کا پتہ نہیں چلتا ہے۔

اُنھوں نے اپنی اِس تصنیف کو شاہ جہاں کے نام سے منسوب کیا ہے اور بادشاہ کو فخرِ خلائق، حسامِ قاطع، شہابِ ساطع، عالی منزلت و رفیع الشان کہا ہے۔

اِس کتاب کی ابتدا اِن الفاظ سے ہوتی ہے:

"الحمد للہ کشاف ظلم الغوایۃ بانوار تنزیل الھدایۃ"

مصنف نے اپنے طویل مقدمے میں بہت سی باتوں کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً یہ کہ قرآن مجید کو لوگ کتنی طرح سے پڑھتے ہیں۔ اِس سلسلے میں مشہور قراۃ کون کون سی ہیں۔ قاریوں کے نام اور اِس سلسلے کے ائمہ اور مشہور لوگوں کا ذکر بھی کر دیا ہے۔ استعاذہ کی اہمیت کیا ہے اور اِس کے لیے سب سے بہتر الفاظ کون سے ہیں، احادیث و اقوال سے ثابت کیا ہے۔ اِس سلسلے میں چودہ روایتیں ہیں اور اِن میں سب سے بہتر اِس کو کہا جاتا ہے۔

"اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم"

قرآن کے جمع و ترتیب کی ضرورت کیوں پیش آئی اِس کو بھی بالتفصیل بیان کیا ہے۔ جنگ یمامہ میں حفاظ کی شہادت اِس کا سبب بنی۔ قرآن مجید کی سورتوں

Marfat.com

کی تعداد میں بہت سے لوگوں کو اختلاف ہے ویسے تو اِس میں ایک سو چودہ سورتیں ہیں مگر بعض لوگ کچھ سورتوں کو دُعا قرار دیتے ہیں اور بعض کچھ دعاؤں کو سورہ کا درجہ دیتے ہیں نیز بعض لوگ دو سورتوں کو ایک ہی تسلیم کرتے ہیں اور بعض الگ الگ ۔ اِس طرح سے جو اختلافات پیدا ہو گئے ہیں اُن کو بیان کیا ہے ۔ قرآن کریم کے بہت سے نام خود کلام اللہ میں استعمال ہوئے ہیں اُن کی تعداد چھیاسٹھ ہے ۔ بہت سے نام بھی اُنھوں نے مثال میں لکھے ہیں مکی و مدنی آیتوں کی توضیح کی ہے ۔ ناسخ و منسوخ کا ذکر کیا ہے تفسیر و تاویل کی لفظی تشریح کی ہے اور اعجاز قرآن کا ذکر کیا ہے ۔ اس کے بعد سورۃ الفاتحہ کی تفسیر بیان کی ہے جو بہت مفصل ہے ۔ اِس میں اُنھوں نے یہ طرز اختیار کیا ہے کہ لفظی تشریح و تحقیق بیان کرتے ہیں ۔ اِس کے بعد اُس کے مفہوم سے بحث کرتے ہیں ۔ اِس میں زیادہ تر فلسفیانہ رنگ ہے دوسرے مفسرین بالخصوص کشاف اور بیضاوی کی بیان کی ہوئی باتوں کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں ۔

ایسا لگتا ہے کہ اِس کو لکھتے وقت محض بہت زیادہ پڑھا لکھا طبقہ مصنف کے سامنے رہا ہے ۔ بحثیں اتنی لمبی ہیں کہ طوالت کے خوف سے مثال کے طور پر بھی نقل نہیں کی جا سکتی ہیں ۔ کتاب کا خاتمہ اِن الفاظ پر ہوتا ہے :

"الحمد للہ رب العالمین علی اختتام فاتحۃ الکتاب ونستعین ابتناہ علی الاتمام ببرکۃ سید الانام والہ الکرام العظام علیہ وعلیہم افضل الصلوٰۃ والسلام"

Marfat.com

تفسیر القرآن

ملا شاہ محمد بدخشی وفات ۱۰۷۲ھ

شاہ محمد بن ملا عبدی حنفی صوفی جن کی شہرت ملا شاہ کے نام سے ہوئی بدخشاں کی ایک بستی ارکسال میں پیدا ہوئے پھر ہندوستان آئے اور شیخ محمد میر لاہوری سے کسب فیض کیا۔ شیخ کی وفات کے بعد کشمیر گیے اور جبل سلیمان پر ایک مسجد اور خانقاہ بنوائی (۱) اور وہیں رہنے لگے۔ عمل صالح (۲) میں لکھا ہے کہ وہ ۱۰۲۳ھ میں ہندوستان آئے۔ شیخ محمد میر کے ساتھ مدت تک رہے۔ پھر شیخ کی زندگی ہی میں کشمیر چلے گیے۔ پھر اُن کی عادت ہوگئی کہ وہ گرمی کا موسم کشمیر میں گزارتے اور سردی میں لاہور میں رہتے۔ ریاض الشعراء میں ہے کہ شاہ جہاں ان سے ملتا تھا اور ان کی گفتگو سے محظوظ ہوتا تھا۔ شاہ جہاں کا بیٹا دارا شکوہ اور بیٹی جہاں آرا ان کے مرید تھے۔ بڑے عارف و متقی بزرگ تھے۔ حقائق و معارف سے متعلق ان کی چند تصانیف ہیں۔ انھوں نے قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھی جو مکمل نہ ہوسکی اور وہ تفسیر عجیب و غریب ہے۔ اس میں اُنھوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول "ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم الخ (۳) اولیاء اللہ کے بارے میں ہے

---

(۱) نزہتہ ج ۵ ص ۱۶۴ (۲) ج ۳ ص ۳۷۰

(۳) سورۂ بقرہ آیت ۷

Marfat.com

مطلب یہ ہے کہ اللہ نے اولیاء کے دلوں پر مہر لگادی ہے تاکہ اس میں شیطانی خیالات اور نفسانی وسوسے داخل نہ ہو سکیں۔

اس کی اتنی ہی عبارت صرف نزہتہ الخواطر ص ۱۶۴ جلد ۵ میں ملتی ہے۔ کہیں اور اگر یہ تفسیر مل جاتی تو اندازہ ہوتا کہ اور کون سی انوکھی اور نئی باتیں پیش کی ہیں۔ اس آیت کی یہ تفسیر محض ان کے یہاں ملتی ہے کسی اور مفسر نے یہ معنی نہیں بیان کیے ہیں اور نہ ہی اس قسم کی توجیہ کی ہے۔ اگر یہ تفسیر مکمل ہوگئی ہوتی تو واقعی عجیب وغریب ہوتی اور بہت سے نئے اندازِ بیان اور طرزِ فکر سامنے آتے۔ ۱۰۷۲ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ (۱)

(۱) نزہتہ ج ۵ ص ۱۶۴

Marfat.com

تفسیر سورۃ الفاتحہ

محمد نور الحق بن انوار الحق دہلوی

ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کی لائبریری میں موجود ہے (۱) اس میں ۶۵
اوراق ہیں۔ کتاب کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے:

"الحمد للہ الذی نزّل القرآن ھدی ورحمۃ للعالمین
وجعلہ شفاء ومنجیا للمؤمنین"

اس کے بعد انھوں نے اپنی تصنیف کی وجہ یہ لکھی ہے:-

"میں نے معقولات میں کمال حاصل کرنے کے بعد قرآن مجید کے اسرار اور تفسیری باریکیوں پر نظر ڈالی اور خدا کی مدد سے ان دقائق کے بیان میں کامیابی حاصل ہوئی جو اصحاب نظر اور ارباب دقائق سے پوشیدہ رہے تھے۔ پس اس میں سے سورۂ فاتحہ کے اسرار جمع کیے ہیں۔"

اس کے بعد انھوں نے مسائل سے بحث کی ہے مثلاً استعاذہ کی مذہبی حیثیت کیا ہے یعنی یہ کہ اُسے کس وقت پڑھنا لازمی ہے اور کس وقت نہیں۔ نماز میں اس کو

(۱) نمبر ۱۰۷

Marfat.com

پڑھا جاسکتا ہے یا نہیں۔ ائمہ کے اقوال اس سلسلے میں نقل کیے ہیں۔ احادیث کے حوالے بھی دیے ہیں۔ انھوں نے اپنی اس کتاب میں الفاظ کی تشریح وتفسیر اچھی طرح سے بیان کی ہے اور مطالب ومفہوم سے بحث کی ہے۔ الحمد کے زمانۂ نزول میں بھی اختلاف ہے بعض لوگ اسے مکی قرار دیتے ہیں اور بعض مدنی اس سلسلے کی بھی جو روایات واختلافات ہیں اُن کو پیش کیا ہے۔ اس کے بعد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی فضیلتوں کا ذکر کیا ہے اور اس کی اہمیت اور برکتوں کو بیان کیا ہے۔ یہاں بھی روایات واقوال سے کام لیا ہے۔

اس کتاب میں انھوں نے مفصل طریقے پر ہر ہر لفظ کی تشریح کی ہے۔ ساتھ ہی گرامر اور فنی اختلافات کی بھی توضیح کرتے گیے ہیں۔ کسی لفظ کو اگر مختلف لوگ مختلف طرح سے پڑھتے ہیں تو اس کو بھی ظاہر کردیا ہے۔ ان کا انداز یہ ہے کہ پہلے آیت لکھتے ہیں پھر اس کی تلاوت کس طرح کی جاتی ہے یہ بیان کرتے ہیں۔ اس کے بعد الفاظ کی لغوی تشریح کرتے ہیں اور آخر میں مطلب بیان کرتے ہیں اور جتنے مسائل بھی اس سے متعلق ہوسکتے ہیں سب کو بیان کردیتے ہیں۔ ان کا انداز بیان کچھ فلسفیانہ ہوگیا ہے جس کو سیدھے سادے معانی ومطالب کی ضرورت ہے اس کے لیے اس کتاب میں بڑی الجھن ہوگی۔

سورۃ الحمد کے بعد انھوں نے سورۃ البقرۃ کو بھی شروع کیا تھا مگر پھر دو آیتوں سے آگے نہیں بڑھ سکے۔ یہ نسخہ اگرچہ کرم خوردہ ہے لیکن آسانی سے پڑھا جاسکتا ہے۔

خاتمے کی عبارت یہ ہے۔

والمراد من الکامل الکامل فی الهدایۃ بدلیل قولہ هدی للمتقین لاریب فیہ ،،

Marfat.com

تفسیر سورۃ الفاتحہ

عبداللہ بن عبدالحکیم سیالکوٹی ۱۰۹۳ھ

ملا عبداللہ (۱) بن عبدالحکیم نے سورۃ الفاتحہ کی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کی تفسیر الگ سے کی ہے۔ رام پور کے کتب خانے میں اس تفسیر کا نسخہ موجود ہے (۲) اس میں ایک سو دو صفحے ہیں۔ اس کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے :-

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ الذی نزل الکتاب بالحق هدی وذکری لاولی الالباب ...."

سورۂ فاتحہ قرآن مجید کی تمام سورتوں میں سب سے اہم ہے اسے ام الکتاب کہا گیا ہے اس پر قرآن کریم کی بنیاد ہے۔ اس سورۃ کے بے شمار فوائد بیان کیے گیے ہیں۔ اس کی اہمیت وعظمت کا ثبوت یہ ہے کہ ہر رکعت نماز میں اس کا پڑھا جانا ضروری قرار دیا گیا ہے بہت سے مفسرین نے اپنی اپنی تفسیروں میں اس کا ذکر کیا ہے اور پورے طور پر اس کی توضیح کی ہے۔ عبداللہ بن عبدالحکیم نے بھی اس کی اہمیت کی وجہ سے یہ ضروری سمجھا کہ اس کی تفسیر اس انداز سے کریں کہ نہ بہت مختصر ہو نہ زیادہ طویل (ورق ۲ ب)

آگے چل کر اس سلسلے میں بہت سے اقوال نقل کیے ہیں اسی میں حسن بصری ؒ

---

(۱) حالات کے لئے ملاحظہ ہو نزہۃ ج ۵ ص ۳۵۴ (۲) نمبر ۲۲۸

Marfat.com

کا یہ قول بھی نقل کرتے ہیں کہ جس نے اس سورت کی تفسیر سمجھ لی اس نے تمام کتب سماوی کو سمجھ لیا۔

سورۃ کی تفسیر بیان کرنے سے پہلے ایک مقدمہ لکھا ہے جس میں علم تفسیر سے بحث کی ہے (ملاحظہ ہو ورق ٦)

عبداللہ بن عبدالحکیم نے ان اصولوں کو بڑی حد تک اپنی تفسیر میں برقرار رکھا ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تفسیر خاصی مفصل کی ہے۔ ہر لفظ کی الگ الگ تشریح کی ہے۔ اس کے بعد اس کی فضیلت و اہمیت احادیث و اقوال سے ثابت کی ہے۔ اس کے بعد سورۃ الحمد کی تفسیر شروع کی ہے۔ اس میں بھی تمام آیات کی الگ الگ توضیح و تشریح کی ہے اور وہی انداز رکھا ہے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے

اس سورۃ سے متعلق تمام ضروری باتوں پر تفصیل سے بحث کی ہے۔ بعض باتوں کو حاشیہ پر بھی بیان کر دیا ہے۔ کتاب اس عبارت پر ختم ہوتی ہے۔

"تمت الکتاب بعون الملک الوھاب"

Marfat.com

انوار الفرقان واز ہار القرآن

شیخ غلام نقش بند لکھنوی ولادت ۱۰۵۱ھ وفات ۱۱۲۶ھ

لکھنؤ کے رہنے والے تھے۔ میر محمد شفیع دہلوی (۱) اور پیر محمد لکھنوی کے شاگرد تھے۔ شیخ پیر محمد کے انتقال پر آپ اُن کے خلیفہ ہوئے۔ شاہ عالم ابن عالم گیر نے اِن سے لکھنؤ میں ملاقات کی تھی اور ان کی بہت تعظیم و تکریم کرتا تھا۔ اُن کے دادا حبیب اللہ "گھوسی" (اعظم گڑھ کے قریب ایک قصبہ ہے) میں قاضی تھے۔ شیخ غلام نقش بند اپنے دور کے بڑے علما میں سے تھے۔ نحو، لغت اور ایامِ عرب اور اُن سے متعلقات نیز اشعار کی پرکھ رکھنے والا اُن کے زمانے میں اُن سے بڑھ کر کوئی اور نہ تھا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں میر محمد شفیع سے کسبِ فیض کرنے کے بعد مولانا پیر محمد کی مجلس میں جا بیٹھے تھے۔ اکیس سال کی عمر میں تمام علوم سیکھ لیے تھے۔ مولانا پیر محمد کے خلیفہ ہونے کے بعد مستقل اپنے فرائض کی ادائیگی میں لگے رہے اور لوگوں کو تعلیم و تربیت دیتے رہے۔ اشعار کی پرکھ کے ساتھ ساتھ خود بھی بڑے اچھے اشعار کہتے تھے۔ انھوں نے انوار الفرقان کے علاوہ سورۂ اعراف، سورۂ مریم، سورۂ طٰہٰ، سورۂ محمد، سورۂ یوسف، سورۂ

(۱) متوفی ۱۱۰۹ھ نزہتہ ۶/۲۱۸

Marfat.com

بناء، سورۂ الکوثر، سورۂ اخلاص وغیرہ کی بھی تفسیریں لکھیں اور اُن کی شرحیں بھی کی ہیں۔ افسوس ہے کہ اُن میں سے کسی کا بھی پتہ نہیں چلتا ہے۔ ان کے علاوہ "فرقان الانوار" اللامعۃ العرشیۃ۔ شرح قصیدۃ الخزرجیہ وغیرہ بھی اُن کی تصانیف ہیں۔ (۱)

اِس تفسیر کے چار نسخوں کا پتہ چلتا ہے۔ دو رام پور کی رضا لائبریری میں ہیں۔ ایک پٹنہ کی خدا بخش لائبریری میں اور ایک مدراس کے مکتبۂ رحمانیہ میں۔ رام پور اور پٹنہ کے نسخوں پر سنہ کتابت درج نہیں ہے۔ البتہ مدراس والا نسخہ مصنف کے قلم کا ہے۔ اِس پر مصنف علامہ نقش ہند کی مہر بھی ہے۔ جو ۱۱۲۱ھ کی ہے۔ رام پور کے دونوں نسخے صاف ستھرے ہیں اِن میں سے ایک مکمل ہے (۲) جس میں آٹھ سو ستر صفحات ہیں دوسرا نامکمل ہے (۳) جس میں چار سو بارہ صفحات ہیں۔ یہ سورۂ بقرہ تک ہے۔ ابتدا کا بھی کچھ حصہ غائب ہے۔ پٹنے والا نسخہ (۴) بڑے سائز پر ہے اِس میں تین سو چہتر اوراق ہیں۔ قرآن کریم کی آیات سُرخ روشنائی سے لکھی ہیں۔ کتابت صاف ہے۔ حاشیے پر کہیں کہیں نوٹس ہیں۔ شروع کے چند صفحے کٹے پھٹے ہیں۔ یہ نسخہ بھی مکمل ہے۔

اِس تفسیر کی ابتدا اِن الفاظ سے ہوتی ہے۔

"الحمد للّٰہ الذی جعل الفرقان ذکرا للھدی وانزلہ رداء للاسدی"

یہ تفسیر شروع قرآن مجید سے سورۂ انعام کے آخر تک کی ہے ۱۱۱۰ھ کی تصنیف

---

(۱) مزید حالات کے لیے نزہتہ ۶/۲۱۲، مآثر الکرام دفتر اول ۲۱۳، حدائق الحنفیہ ص ۴۳۵ (۲) مخطوطہ نمبر ۵۴۴ (۳) مخطوطہ نمبر ۵۴۵ (۴) مخطوطہ نمبر ۳۷۷

Marfat.com

ہے۔ وہ کس قسم کی تفسیر لکھنا چاہتے تھے پہلے اس کے متعلق لکھا ہے۔

اِس کے بعد تفسیر کی اہمیت اور اُس کی ضرورت کا ذکر کیا ہے پھر سورۂ الحمد کی تفسیر بیان کی ہے۔ اِس سورۃ کے تمام نام الگ الگ لکھے ہیں اور ان کی وجہِ تسمیہ بھی بتائی ہے۔ بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم کی تفسیر خاصی تفصیل سے کی ہے اور حسن بصری، امام شعبی وغیرہ کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ، حضرت ابن عباسؓ حضرت ام سلمہ، حضرت ابن مسعود وغیرہ کی روایتیں بسم اللہ کی فضیلت کے سلسلے میں بیان کی ہیں۔

قرآن مجید میں کہیں کہیں پر واقعات سلسلہ وار نہیں بیان کیے گئے ہیں، اُنھوں نے اس کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ مثلاً سورۂ بقرہ میں حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور اُن کی قوم میں گائے کے ذبیحے پر جو گفتگو ہوئی ہے وہ اصل میں ایک مقتول کی شناخت سے متعلق ہے لیکن اس میں ثبوت کے طور پر گائے کے گوشت کے ٹکڑوں کا بولنا ہے جس کا ذکر مقتول کے ذکر سے پہلے آگیا ہے۔ جب موسیٰ علیہ السّلام اپنی قوم سے گائے ذبح کرنے کو کہتے ہیں تو اُن کی قوم کو تعجّب ہوتا ہے۔ مصنّف کا کہنا ہے کہ واقعات آگے پیچھے ہیں۔

اِس کے بعد حضرت ابنِ عباس کی روایت سے پورا واقعہ لکھا ہے۔ تفسیر کے بیچ بیچ میں آیات کی شانِ نزول بھی بیان کرتے ہیں۔

"وماکان لنبی ان یغل (۱)" کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ

یہ احکامِ جہاد میں سے ایک حکم ہے۔"

"غلالہ" کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ وہ ایک قسم کا لباس ہے جو زرہ کے نیچے

---

(۱) سورۂ آلِ عمران آیت ۱۶۱

Marfat.com

پہنا جاتا ہے۔ درخت کی جڑ میں جو پانی دیا جاتا ہے اُسے بھی کہتے ہیں۔ روزہ، نماز اور وضو کے مسائل مفصل طور پر لکھے ہیں اور سب پر مکمل بحث کی ہے۔ اپنی باتوں کا ثبوت احادیثِ نبوی اور اقوالِ ائمہ سے پیش کرتے ہیں۔ کسی کسی جگہ پر الفاظ اور گرامر کی بحثیں بھی کی ہیں۔ مگر حتی الامکان اس میں اختصار کو ملحوظ رکھا ہے۔ اصل مقصد قرآن مجید کی تفسیر ہے نہ کہ فنی باریکیوں کا بیان۔ قرآن کریم میں بہت سے واقعات کا ذکر بھی ہے۔ ان کی تفصیل بیان کی ہے۔ ہاروت وماروت کون تھے طالوت وجالوت کا کیا قصہ ہے۔ یہ سب بھی مفصل طور پر لکھا ہے۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود کوئی ایسی اہم اور نئی بات پیش نہیں کی جو دوسرے اہم مفسرین سے ان کو ممتاز کر سکے۔

پٹنہ والے نسخہ کا اختتام اس عبارت پر ہوتا ہے۔

"تم الربع الاول من تفسیر انوار الفرقان وازهار القرآن
الاربعاء لثمانی لیالی خلون من شهر رمضان المنسلک فی شهور ...
... علی صاحبها افضل التحیة صلی الله علیه وسلم۔"

رام پور کے مکمل نسخہ کے اختتام کی عبارت یہ ہے۔

"تم الربع الاول من تفسیر انوار الفرقان وازهار القرآن۔ کتبه محمد
التفات مبارز خانی تحریر فی التاریخ ۱۵ شهر ربیع الثانی روز یکشنبه ...
... پهر روز برآمده در قصبه لاهرپور در حویلی متبرکه مولویصاحب
قبله علی عظیم الدین خان باتمام رسید"

Marfat.com

شجرۃ الطور فی شرح آیۃ النّور

محمد علی بن ابی طالب بن عبد اللہ(۱) بن علی نزاہر محا

یہ آٹھ صفحات کا رسالہ ہے جس میں آیت (اللہ نور السموات والارض ... ... واللہ بکل شیئ علیم (سورۂ نور ۲۴ آیت ۳۵) کی تفسیر ہے۔ زبید احمد صاحب نے اسے لا پتہ قرار دیا ہے (۲) لیکن اس کے دو قلمی نسخوں کا پتہ چلتا ہے۔ ایک نسخہ رام پور میں ہے جو ایک مجموعہ میں نمبر ۳۵۹ کے تحت شامل ہے۔ دوسرا انڈیا آفس میں ہے (۳)

رام پور والے نسخے کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے۔

"نحمدك یا نور النور ونور ما فوق نور ونصلی علی نبیك المحبور محمد وآله فی البطون والظهور ......

انڈیا آفس والا نسخہ " اللہ نور السموات والارض " کی تفسیر ہی سے شروع ہوتا ہے۔

" قال اللہ سبحانہ وتعالی اللہ نور السموات والارض ... واللہ بکل شیئ علیم اللہ نور السموات والارض ای اللہ ظاهر فی السموات والارض وما فیهما وما بینهما بذاته ووجوده

(۱) حالات کے لیے الاعلام ج ۷ ص ۱۸۹ ماٰثر الکرام دفتر دوم ص ۲۲۵

(۲) زبید صاحب نے اس کا نام کتاب شجرات النور فی شرح آیۃ النور لکھا ہے۔ ص ۲۴۷

(۳) Catalogue of Arabic MSS V.II by C. A. Storey No. 1165

Marfat.com

خاتمے کی عبارت دونوں نسخوں کی یکساں ہے جس سے مصنف کا پورا نام، سن تصنیف اور مکانِ تصنیف کا پتہ چلتا ہے۔

محمد المشتہر بجلی ابن ابی طالب بن عبداللہ بن علی الزاھدی الجیلانی فی عام الاربعین بعد المائۃ والالف من الھجرۃ المبارکۃ حین اقامتی بمشہد طوس مولائی الرضا علیہ التحیۃ والثناء حامداللہ وحدہ "

Marfat.com

تفسیر سورۃ الفاتحہ

شیخ محمد عاشق بن عبید اللہ پھلتی وفات ۱۱۸۷ھ

ان کا سلسلۂ نسب اکیس واسطوں سے حضرت ابوبکر صدیقؓ تک پہنچتا ہے بچپن ہی سے ان کو علم سے لگاؤ تھا۔ انھوں نے شاہ ولی اللہ کی صحبت اختیار کی۔ رشتے میں بھی یہ شاہ صاحب کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ انھوں نے شاہ صاحب سے علم و معرفت حاصل کی اور انھیں کے ساتھ ۱۱۴۳ھ میں حرمین شریفین بھی گئے۔ وہاں کے بزرگوں، علما اور اساتذہ سے کسب علم کیا اور وہ مرتبہ حاصل کیا جو شاہ صاحب کے ساتھیوں میں سے کسی کو حاصل نہ تھا۔ ان سے شیخ عبدالعزیز شاہ رفیع الدین، سید ابوسعید بریلوی اور بہت سے دوسرے لوگوں نے فیض حاصل کیا۔ ان کی تصانیف میں "سبیل الرشاد" فارسی میں، سلوک میں "القول الجلی فی مناقب الولی" جس میں اُنھوں نے اپنے استاد شاہ ولی اللہ کے مفصل حالات لکھے ہیں "شرح دعاء الاعتصام للشیخ ولی اللہ" شرح مؤطا وغیرہ اہم ہیں۔ سورہ الفاتحہ کی تفسیر بھی اُن کے کاموں میں اہم درجہ رکھتی ہے۔ (۱)

بارہ صفحات کا یہ رسالہ (۲) رام پور کی لائبریری میں موجود ہے۔ کتاب کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے:

---

(۱) نزہتہ ص ۳۲۸ ج ۶ (۲) بنمبر ۴۳۵

Marfat.com

"الحمد لمن احاط جمیع المحامد اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً"

انھوں نے بھی سورۂ الحمد کی فضیلت اور اہمیت کے پیش نظر یہ تفسیر لکھی ہے۔ سیدھے سادے انداز کی مختصر سی تفسیر ہے۔ الفاظ کی تقدیم و تاخیر اور سیاق و سباق سے متعلق بھی اشارے کیے ہیں۔ ہر آیت کی تفسیر پوری طرح سے کی ہے۔ بلا وجہ کی بحثیں نہیں کی ہیں۔ بس ضروری باتوں کو بیان کر دیا ہے۔

"صراط الذین انعمت علیہم" کی تفسیر یوں بیان کی ہے

"یہ انبیا، صدیقین، شہدا اور صالحین کی راہ ہدایت ہے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے۔" (ص ۹)

کتاب کا خاتمہ ان الفاظ پر ہوتا ہے:

الحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ واصحابہ ظاہراً و باطناً ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا آمین رب العالمین۔

Marfat.com

ینابیع الانوار فی تفسیر کلام اللہ الجبار

سید محمد تقی ولادت ۱۲۳۴ھ وفات ۱۲۸۹ھ

سید محمد تقی بن حسین بن دلدار علی حسینی لکھنوی مذہب شیعہ کے اہم مجتہد علماء میں سے تھے۔ جمادی الاول ۱۲۳۴ھ میں لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ اپنی تعلیم کی ابتدا اور تکمیل اپنے والد سید حسین اور چچا سید محمد سے کی۔ نواب امجد علی شاہ نے ان کو ممتاز العلماء کا لقب دیا اور مدرسہ سلطانیہ کی تدریس ان کے سپرد کی۔

اِن کو کتابیں جمع کرنے کا بہت شوق تھا۔ انھوں نے اپنے اس شوق کے پیش نظر ایک بڑی عمارت تعمیر کرائی جس میں ایک مسجد اور حسینیہ بھی بنوایا۔ یہ عمارت اور مسجد آج بھی موجود ہے مگر مناسب دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے خراب حالت میں ہے۔ اِن کا ذاتی کتب خانہ بے شمار نادر علمی کتابوں سے بھرا ہوا ہے۔

اِن کی بہت سی تصانیف ہیں جن میں "نخبۃ الدعوات" (ادعیۂ ماثورہ) "العباب" (نحو) "کتاب الارشاد" (جو لوگ دُعا اور اُس کے اثر سے انکار کرتے ہیں اُن کے رد میں) "حدیقۃ الواعظین" "نزہۃ الواعظین" "لمعۃ الواعظین" (موعظت میں) "ینابیع الانوار" (تفسیر میں) خاص مشہور ہیں اور ان کے مذہبی مرتبہ کے علاوہ علمی مرتبہ کو بھی بلند کرتی ہیں۔ اِن کی وفات ۱۲۸۹ھ میں ہوئی۔ اسماعیل شکوہ آبادی نے " افتاد ستون کعبۂ فقہ" سے تاریخ وفات نکالی۔(۱)

(۱) نزہۃ ج ۷ ص ۱۳۴

Marfat.com

سلطان المدارس اور خود مصنّف کے ذاتی کتب خانوں (لکھنؤ) میں اس کے کئی نسخے موجود ہیں۔ اس تفسیر کے چار حصّے ہیں جو شروع کے چار پاروں پر مشتمل ہیں۔ پہلے حصّے میں سورۂ الحمد اور پارہ الٓمٓ کی تفسیر ہے۔ ہر آیت کی تفسیر مفصّل بیان کی گئی ہے۔ دوسرے حصّے میں پارۂ سیقول کی تفسیر ہے۔ اس میں بھی علمی نقطۂ نظر اور اہم باتوں کی مکمّل توضیح کی ہے۔ تیسرا حصّہ تلک الرّسل کی تفسیر میں ہے اور چوتھا لن تنالوا کی۔ چاروں ہی حصّے مفصّل اور مدلّل طور پر آیات قرآنی کی تفسیر و تشریح میں ہیں۔ غالباً مصنّف کی نیّت یہ تھی کہ اسی انداز پر پورے قرآن مجید کی تفسیر لکھیں گے مگر پھر مکمّل نہیں کر سکے۔ بہرحال یہ چار جلدیں موجود ہیں۔

اپنے انداز اور علمی مباحث کے انداز سے یہ ایک خاص اہم تفسیر ہے۔ ہر مسئلے کی پوری توضیح و تشریح کی ہے۔ فنّی باتوں اور نحوی باریکیوں پر بھی بحث کی ہے۔ دوسروں کے اقوال اور روایات سے بھی مدد لی ہے۔ مسائل کی بحثوں میں تفصیلات کو پوری طرح مدّنظر رکھتے ہیں۔ بڑی لمبی لمبی بحثیں کی ہیں اور اپنے شیعی نقطۂ نظر کو واضح طور پر ثابت کیا ہے مگر اس طرح نہیں کہ اہلِ سنّت کو وہ باتیں ناگوار گزریں۔ الزام تراشی، بہتان بازی اور فضولیات سے گریز کیا ہے۔ اس بات کی کوشش کی ہے کہ ہر پڑھنے والے کو نفع پہنچے اور ہر سمجھ دار ان کے علمی انداز کو سراہے۔ اس کو پڑھ کر مصنّف کی اچھی ذہنیت اور اعلیٰ علمی و ادبی لیاقت کا پتہ چلتا ہے۔ مسائل کی توضیح اس طرح سے کر دیتے ہیں کہ ہر قسم کی اُلجھن دور ہو جائے۔ اس کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے۔

"بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم الحمدللہ الذی نزل الفرقان علٰی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا ورحمۃ للناس کافۃ هادیا ومنذرا وبشیرا"

Marfat.com

اِس تفسیر کے سلسلے میں لکھتے ہیں:

"اے شیعان طٰہٰ ولیسین مومن بھائیو! جوں کہ قرآن مجید بہت ہی بلیغ طور پر عبرت و نصیحت ہے اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ اس کے مطالب و معانی بیان کر دوں۔ اس کا نام ینابیع الانوار فی تفسیر کلام اللہ الجبار رکھا ہے۔ (ورق ۲)"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تفسیر بہت اچھے انداز پر اور کافی تفصیل سے کی ہے۔ تمام کاموں کو شروع کرنے سے پہلے اس کا پڑھنا ضروری ہے۔ اس کی برکتوں اور فضائل کا ذکر کیا ہے اور اس سلسلے میں احادیث نبوی سے حوالے دئے ہیں۔ اس کی عظمت و اہمیت کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ بہت سے لوگ اسے نمازوں میں بھی پڑھتے ہیں۔

بسم اللہ کی تفسیر مکمل کرنے کے بعد سورۂ الحمد کی توضیح بھی مفصّل کی ہے۔ اس کی اہمیّت و فضیلت اور اس کے متعدّد ناموں کا ذکر کیا ہے۔ اماموں کے اقوال اور روایات کی یہاں بھی کثرت ہے۔ اس سورۃ کی تفسیر بھی اچھے انداز پر کی ہے۔

اِس تفسیر میں مصنّف نے اپنے پیش رووں کی کتابوں کو سامنے رکھا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کو لکھنے سے قبل انھوں نے علوم قرآنی کے ساتھ ساتھ لغت اور معانی و بیان پر بھی اچھی نظر ڈال لی تھی۔ جس کا ثبوت ان کے یہاں بہت سی جگہوں پر ملتا ہے۔ امام رازی، ابن حجر، قاضی عیاض، ابن جریر اور نیشاپوری وغیرہ کے حوالے بہ کثرت موجود ہیں۔

پہلی جلد کے خاتمے کی عبارت یہ ہے:۔

"تم تفسیر الجزو الاول من الکتاب العزیز وبتمامہ تم المجلد الاول من هذا التفسیر الموسوم ینابیع الانوار ویتلوه المجلد الثانی فی تفسیر الجزو الثانی انشاء اللہ تعالیٰ"

Marfat.com

پہلی جلد ۳۳۷ اوراق ہیں۔
دوسری جلد کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے۔

" الحمد للہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ "

اس میں دوسرے پارے کی تفسیر بیان کی ہے۔ بہت تفصیل سے تفسیر بیان کی ہے۔ حدیثیں، اقوال، اور دوسرے مفسرین کے حوالے بھی دیے ہیں۔

دوسری جلد میں ۳۳۹ اوراق ہیں۔ آخر کی عبارت یہ ہے۔

" وقد فرغ من تالیفہ وتسمیتہ بتائید اللہ سبحانہ وحسن توفیقہ احوج المربوبین الی رحمۃ ربہ الکریم محمد التقی ابن الحسین بن علی جعلھم اللہ من ورثۃ جنۃ النعیم یوم الثلثاء اربعین من شعبان عام اربع وثمانین بعد الف ومائتین من الھجرۃ المبارکۃ ویتلوہ انشاء اللہ الجزو الثالث من ھذا التفسیر المسمی بینابیع الانوار فی تفسیر الجزو الثالث من کلام اللہ العزیز الغفار "

تیسری جلد میں ۲۲۷ اوراق ہیں۔ تیسرے پارے کی تفسیر ہے۔ ابتدا اس طرح ہوتی ہے :-

" الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین وصلی اللہ علی محمد خاتم النبیین وعلی اوصیائہ المرضیین۔ "

اس حصے کا اختتام ان الفاظ پر ہوتا ہے :-

" قد فرغ مولفہ الفقیر الی رحمۃ ربہ الکریم محمد التقی بن الحسین بن دلدار علی جعلھم اللہ من ورثۃ جنۃ النعیم ضحوۃ یوم الثلثاء الرابع والعشرین

Marfat.com

من شهر اللہ الاصب رجب المرجب عام الف ومأتین وثمان وثمانین

من الھجرۃ المقدسۃ حامد اللہ سبحانہ مصلیا عن رسولہ واھل بیتہ"

چوتھی جلد میں ۱۶۳ اوراق ہیں۔ ابتدا کے الفاظ یہ ہیں۔

"الحمد للہ استتمامًا لنعمتہ ولا الہ الا اللہ اخلاصا لوحدانیۃ و

صلی اللہ علی محمد سید بریتہ وعلی الاصفیاء من عترتہ"

یہ جلد سورۂ آل عمران پر ختم ہوتی ہے۔ اسے ختم کرنے کے بعد مصنف نے پانچواں حصہ یعنی سورۂ نساء کی تفسیر شروع کی تھی۔ چند آیتوں کی تفسیر لکھی تھی کہ ان کا انتقال ۱۲۸۹ھ میں ہوگیا۔

ان کے اپنے کتب خانے میں اس تفسیر کے کئی نسخے ہیں۔ ان میں سب سے عمدہ وہ نسخہ ہے جو دو پاروں کی تفسیر پر دو جلدوں میں ہے۔ اس کا کاغذ اور کتابت بہت عمدہ اور صاف ہے۔ اس میں وہ چند آیتیں اور ان کی تفسیر ہے جو ان کی تفسیر کا آخری حصہ ہیں۔ آخری آیت جس کی تفسیر اس میں ہے وہ یہ ہے:۔

"وابتلوا الیتامی حتی اذا بلغوا النکاح ..... وکفی باللہ حسیبا (۱)"

اس آیت کی تفسیر بھی مکمل نہیں ہو سکی ہے صرف بلوغ تک کی تشریح کر سکے ہیں۔

آخری الفاظ یہ ہیں:۔

"اذا لمراد من الامر بالابتلاء الی بلوغ النکاح حضور قلبیہ لا

استمرار الیہ لان الابتلاء التی تحقق وتبین بہ الحال

لم یتکرر ..."

---

(۱) سورۂ نساء آیت ۶

Marfat.com

مرأة القرآن

محمد قطب الدین چشتی امروہوی

یہ کتاب ۱۲۹۳ھ میں عمدۃ المطابع امروہہ سے شائع ہوئی۔ رام پور کے کتب خانے میں موجود ہے (۱) اس میں ۱۶۹ صفحات ہیں۔ یہ قرآن مجید کے آخری پارے کی تفسیر ہے۔ اس کے مصنف کا سلسلۂ نسب یہ ہے۔ محمد قطب الدین بن شاہ محمد بخش بن شاہ رحمٰن بخش بن شاہ عبدالباری بن شیخ ظہور اللہ بن عبدالہادی الچشتی الامروہوی۔

اس میں انھوں نے مطالب قرآنی کے ساتھ ساتھ اعراب و ترکیب سے بھی بحث کی ہے۔ ان کا تفسیر بیان کرنے کا انداز بہت اچھا ہے۔ پہلے آیت لکھ دیتے ہیں پھر اس کے الفاظ کی الگ الگ تشریح کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے مرتبط کرتے ہیں۔ اس کے بعد آخر میں " والمعنی " کہہ کر مطلب بیان کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تفسیر خاصی مفصل کی ہے۔ ہر لفظ کی الگ الگ تشریح کرنے کے بعد کہتے ہیں۔

" اے لوگو! تلاوت و قرأت کے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہو۔۔۔"

---

(۱) ۱۶۹

Marfat.com

انھوں نے تشریح و تفسیر کے ساتھ ساتھ لغوی باتوں سے بھی بحث کی ہے۔
عبارتوں کی ترکیب اور گرامر کا ذکر بھی کرتے ہیں۔ ضرورت کی جگہوں پر احادیث
نقل کی ہیں۔ طرزِ بیان چوں کہ سادہ ہے اس لیے مطلب آسانی سے سمجھ میں آجاتا
ہے۔ کسی کسی سورۃ کی شانِ نزول بھی بیان کر دیتے ہیں۔ اگر کسی سورۃ سے
کوئی واقعہ متعلق ہے تو اس کا بھی مختصراً تذکرہ کر دیتے ہیں۔

مصنف نے اس کو رمضان المبارک ۱۲۹۳ھ میں لکھا تھا۔ کتاب کے
خاتمے پر مختلف علما کی تقریظیں بھی ہیں۔ کچھ قطعاتِ تاریخ بھی ہیں۔

Marfat.com

تفسیر سورۂ یوسف

صاحب زادہ علی عباس خان وفات ۱۲۹۸ھ

رام پور میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی۔ اِن کا سلسلۂ نسب یہ ہے۔ علی عباس خان بن صاحب زادہ علی حسین خان بن عظیم اللہ خان بن مصطفیٰ خان بن صاحب زادہ اللہ یار خان بن نواب سید علی محمد خان۔

انھوں نے مولوی حافظ محمد رضا خان، مولوی ارشاد حسین اور مفتی سعد اللہ صاحب سے کسبِ علم کیا۔ علمِ طب سے بھی ان کو دلچسپی تھی اور یہ علم انھوں نے حکیم ابراہیم خان لکھنوی سے حاصل کیا۔ ۱۲۹۸ھ میں حجِ بیت اللہ کو گیے۔ مدینہ منورہ میں اُن کا انتقال ہوگیا اور حضرت حمزہ کے مزار کے متصل دفن ہوئے۔ (۱)

رام پور کے کتب خانے میں یہ تفسیر موجود ہے (۲) اس میں ۹۴ صفحات ہیں۔ یہ نواب کلب علی خان کے زمانے میں لکھی گئی تھی۔ مقدمہ میں اِن کی بہت تعریف کی گئی ہے۔ ابتدا اِن الفاظ سے ہوتی ہے۔

" الحمد للہ الملک السلام الواحد لہ ملک السموٰت والسطوح

پوری تفسیر میں کوئی خاص بات قابلِ ذکر نہیں بس اُس کی جو کچھ بھی اہمیت

---

(۱) تذکرۂ کاملانِ رام پور ص ۲۶۱ مصنفہ حافظ احمد علی خان شوق

(۲) اس کے دو نسخے ہیں نمبر ۵۵۸ اور نمبر ۵۵۹

Marfat.com

ہو سکتی ہے وہ یہ ہے کہ انھوں نے اسے "بے نقط" لکھا ہے۔ یعنی جس طرح فیضی نے سواطع الالہام میں اپنی قادر البیانی کا ثبوت دیا ہے انھوں نے بھی اِس صنعت کو اپنا کر ایسے الفاظ استعمال کیے ہیں جن میں نقطے نہیں ہوتے۔ فیضی کے یہاں اِس صنعت کی وجہ سے کافی اشکال ہوگیا ہے مگر ان کے یہاں ایسا نہیں ہے اُن کی عبارتیں آسان ہیں۔ اِس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اُنھوں نے اطناب کی بجائے ایجاز کو مدِنظر رکھا ہے۔ بہرحال اِس صنعت کے اعتبار سے اِس تفسیر کو بھی اہم سمجھا جا سکتا ہے ورنہ تفسیری نقطۂ نگاہ سے اِس میں کوئی بھی بات قابلِ ذکر نہیں ہے۔ بس آسان قسم کی مختصر سی تفسیر ہے۔ کسی مسئلے پر کوئی بھی بحث نہیں کی ہے۔ آیت کا مطلب مختصر طریقے پر بیان کر دیتے ہیں۔

اگرچہ سورۂ یوسف کی تفسیر میں بڑی پیچیدگیاں ہیں اور مفسّرین بعض جگہوں پر بہت اُلجھتے ہیں لیکن اُنھوں نے کسی بھی مسئلے کو نہیں چھیڑا ہے اور صرف مختصر مطلب بیان کر دینے پر اکتفا کی ہے۔

حضرت یوسف علیہ السّلام کے بھائی جب قحط کے زمانے میں مصر آئے تو حضرت یوسف اُنھیں پہچان لیتے ہیں لیکن اُن کے بھائی اُن کو نہ پہچان سکے۔ اللّٰہ تعالیٰ نے اِس موقع پر "وھم لہ منکرون (۱) کہا ہے۔ اِس کی تفسیر بھی بے نقط بیان کی ہے۔

اِس کے دو نسخے رام پور کی رضا لائبریری میں موجود ہیں ۵۵۸ اور ۵۵۹ مخطوطہ ۵۵۹ کو نواب سیّد حامد علی خاں کے حکم سے مرزا محمد باقر کشمیری نے ۱۹ر فروری ۱۹۱۶ء میں نقل کیا تھا۔ جیساکہ خود کاتب نے آخر میں

---

(۱) سورۂ یوسف آیت ۵۸

Marfat.com

لکھ دیا ہے۔ دوسرے نسخے کے کاتب حافظ حبیب اللہ خان ہیں۔ دونوں ہی نسخے صاف ستھرے لکھے ہوئے ہیں اور اچھے حال میں ہیں۔

خاتمے کی عبارت یہ ہے۔

"لِلّٰہ درسلہ والموعود علی الدوام لمکمل الامر والکلام"

Marfat.com

تتمہ ینابیع الانوار

سید محمد ابراہیم بن سید محمد تقی

سید تقی صاحب مرحوم ینابیع الانوار کے چار حصے لکھ سکے تھے کہ اُن کا انتقال ہوگیا۔ اُن کے بعد اُن کے صاحب زادے سید محمد ابراہیم نے اُن کے اِس علمی کارنامے کو مکمل کرنے کا ارادہ کیا مگر اُن کو بھی موقع نہ مل سکا اور تھوڑا ہی اضافہ کر کے یہ بھی انتقال کر گیے۔

یہ کتاب بہت ہی خراب حال میں ہے کچھ غیر مرتب سی بھی لگتی ہے۔ جا بہ جا صفحات سادے رہ گیے ہیں لگتا ہے یہ خیال تھا کہ اِن کو بعد میں لکھا جائے گا۔ مگر موقع نہ مل سکا یہی وجہ ہے کہ عبارتیں بھی بہت سی جگہوں پر مبہم اور بے ربط ہوگئی ہیں۔ اُنھوں نے بھی وہی باتیں پیشِ نظر رکھی ہیں جو اُن کے والد نے تفسیر لکھتے وقت اپنے سامنے رکھی تھیں اور تفسیر کا انداز بھی تقریباً وہی لیا ہی ہے۔ اُنھوں نے اِس آیت کی تفسیر سے ابتدا کی ہے۔

" للرجال نصیب مما ترک الوالدان " (۱)

یعنی جہاں سے اُن کے والد نے چھوڑا تھا اُنھوں نے اُس کے بعد والی آیت سے تفسیر شروع کی ہے۔ اِن کا انداز یہ ہے کہ پہلے پوری آیت کا مطلب بیان

---

(۱) سورہ النساء آیت ۷

Marfat.com

کرتے ہیں۔ اس کے بعد الفائدہ کے تحت اُس کی مکمل تفسیر و توضیح کرتے ہیں۔ اگر کسی آیت میں کئی باتیں قابلِ ذکر ہوتی ہیں تو الفائدۃ الاولیٰ، الفائدۃ الثانیہ کی ترتیب اختیار کرتے ہیں۔ جتنے بھی مطالب و نکات بیان کرنے ہوتے ہیں اسی طرح کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہ نسخہ غالباً خود مصنف کے ہاتھ کا ہے۔ اس میں جا بجا ترمیم و تنسیخ کی ہے اور حاشیے پر بھی بہت سی جگہوں پر نوٹس لکھے ہیں۔ اس کی ابتداء ان الفاظ سے ہوتی ہے۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ محمد وآلہ الطاہرین"

وراثت کی آیات کی تفسیر بہت تفصیل سے بیان کی ہے۔ مرنے والے کے جتنے بھی وارث ہو سکتے ہیں اور جن لوگوں کو وراثت مل سکتی ہے ان سب کی پوری تفصیل لکھی ہے۔ یہ بھی بیان کیا ہے کہ اگر مختلف قسم کے بہت سے وارث موجود ہوں تو کس طرح سے تقسیم کرنا چاہیے۔

میراث کے سلسلے میں انھوں نے الگ الگ عنوان قائم کیے ہیں مثلاً "فی میراث الاخوۃ ذکوراً کانوا ام اناثاً" (بھائی بہنوں کی وراثت کے بیان میں) "اذا انفرد الاخ للابوین (جب اکیلا بھائی ہو) فی میراث الاخوال (ماموں کی وراثت میں) فی میراث الاعمام (چچا کی وراثت)۔ اس طرح سے انھوں نے تمام لوگوں کی وراثت اُس کے حق دار اور اُس سے متعلق باتوں کو بیان کیا ہے۔ یہ کتاب مکمل نہیں ہے جیسا کہ خاتمہ کی عبارت سے اندازہ ہوتا ہے۔

"بسبب یحجب احدھما خارج عنھما کزوج وھو ابن عم وللزوجۃ اخ او ولد"

اس کتاب کے دو نسخے سید محمد تقی صاحب کے کتب خانے میں موجود ہیں۔ دونوں ہی اسی عبارت پر ختم ہوتے ہیں۔ دونوں یکساں کٹے پھٹے اور غیر مرتب سے ہیں۔

Marfat.com

آیات للسائلین

حافظ عنایت اللہ اثری وزیرآبادی (پنجاب)

اس میں ابتدا سے لے کر سورۂ نساء کے خاتمے تک آیات الٰہی کی تفسیر بیان کی ہے۔ یہ کتاب مطبع کریمی لاہور سے ۱۳۴۳ھ میں شائع ہوئی۔ اس میں ۲۱۶ صفحات ہیں۔ اندازِ بیان انتہائی سادہ ہے۔ عام طور سے آیت کا مطلب اسی مضمون کی کسی دوسری آیت سے بیان کرتے ہیں۔ اگر ضرورت ہوتی ہے تو چند الفاظ اپنی طرف سے بھی لکھ دیتے ہیں۔ حاشیے پر نوٹ کافی لمبے لمبے لکھے ہیں اور بہت سے واقعات جن کا تعلق اس آیت یا سورۃ سے ہے وہ بھی بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً "اھدنا الصراط المستقیم" پر جو نوٹ لکھا ہے جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:-

"صراطِ مستقیم توحید ربانی اور جلی و خفی ہر قسم کے شرک کی نفی، عملِ نیک اور ترکِ افراط و تفریط کا نام ہے جیسا کہ آیت کے سیاق و سباق سے ظاہر ہوتا ہے۔"

عام طور سے آیتوں کے مطالب پوری طرح سے بیان کیے ہیں اور حتی الامکان مقابلے کی آیات بھی پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ واقعات جو قرآن مجید میں بیان کیے گئے ہیں اُن پر مفصل معلومات حاشیے پر لکھ دی ہیں۔ مثلاً حضرت موسیٰؑ کے تمام واقعات بہت

Marfat.com

تفصیلی طور پر ص ۲۵ سے ص ۵۴ تک بیان کیے ہیں۔ اگر کسی جگہ یا کسی شخص کا نام درمیان میں آگیا ہے تو اُس کے متعلق بھی لکھ دیا ہے۔

انبیا جس ترتیب سے آئے تھے اُن کا ذکر اسی ترتیب سے کیا ہے۔ ان کی تعداد لکھی ہے اور اُن سب کی خصوصیات کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ کن نبیوں کا ذکر کن سورتوں میں ہے اُس کو بھی بیان کر دیا ہے۔ اِس طرح اللہ تعالیٰ کے جتنے نام ہیں اُن کو بھی لکھ دیا ہے اور لکھا ہے کہ جتنی بھی اچھی صفات ہو سکتی ہیں وہ سب اللہ کے نام ہیں اور صفاتِ الٰہیہ بے گنتی و بے شمار رہیں۔

اِس تفسیر کے بعد حاشیے پر ایک نوٹ لکھا ہے جس میں مدرسوں کے قیام اور اُن میں تعلیم کے مسائل بیان کیے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ :-

"مسلمانوں پر واجب ہے کہ ایک خالص عورتوں کا مدرسہ بنائیں تاکہ وہ اس میں اپنے دین کی تعلیم حاصل کریں پھر وہ عورتوں میں تبلیغِ دین کریں اس لیے کہ عورتوں میں تعلیم و تبلیغ کے لیے عورتیں زیادہ مناسب ہیں۔"

الفاظ اور لغت کی بحث اِس میں نہیں ہے۔ دوسری کتابوں کے حوالے یا دوسرے لوگوں کے اقوال بھی درج نہیں ہیں۔ بس سیدھے سادے انداز پر مطالب کی توضیح کی گئی ہے اور ضروری جگہوں پر نوٹ لکھ کر مفہوم کو مزید واضح اور کارآمد بنایا ہے۔

Marfat.com

نظام القرآن وتاویل الفرقان

مولانا حمید الدین الفراہی

مولانا حمید الدین فراہی "نظام القرآن وتاویل الفرقان" کے نام سے ایک مکمل اور جامع تفسیر لکھ رہے تھے مگر بدقسمتی سے اُن کا یہ کام مکمل نہ ہوسکا۔ اُن کی تفسیر کا کچھ حصّہ الگ الگ سورتوں کی شکل میں شائع ہوچکا ہے اور اس کا بڑا حصّہ سرائے میر میں غیر مطبوعہ موجود ہے۔ اُنھوں نے اپنی اس تفسیر میں یہ بات خاص طور سے ملحوظ رکھی تھی کہ قرآن کریم بیان اور خیالات کے اعتبار سے باترتیب ہے۔ اِس کی آیات میں ایک مخصوص نظم وترتیب ہے اور یہ خیال کہ اس میں ربطِ باہمی نہیں ہے غلط ہے۔ جن سورتوں یا آیتوں میں تقدیم و تاخیر ہوئی ہے وہ کسی حکمت، بلاغت اور مقتضائے حال کے پیشِ نظر ہے۔ اگر مقدم کو مؤخر اور مؤخر کو مقدم بغیر کسی اصول کے کیا گیا ہوتا تو سارا نظامِ قرآنی درہم وبرہم ہوجاتا۔ انھوں نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ قرآن مجید خود اپنی آیتوں کی تفسیر کرتا ہے اس لیے انھوں نے مفسرین کے بیان کیے ہوئے عجیب وغریب قصّوں اور کہانیوں سے احتراز کیا ہے۔

جس سورۃ کی تفسیر بیان کرتے ہیں اُس سے پہلے اُن تمام مسائل کی ایک فہرست لکھتے ہیں جو اس سورۃ سے نکلتے ہیں۔ مسائل کی توجیہات، شانِ نزول

Marfat.com

اور ربطِ قرآنی کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں۔ میں اس وقت ان کی بیان کی ہوئی تین سورتوں، سورۃ المرسلٰت، والعصر، اور الکافرون کا ذکر کروں گا۔

تفسیر سورۃ المرسلٰت :۔

قرآن کریم یوں تو ایک مکمل اور مسلسل دعوت ہے لیکن آخری پارہ کی بیشتر سورتیں دعوت کی بنیادی باتیں ہیں۔ قیامت کا ذکر، اللہ تعالیٰ کا خوف اور بندوں کے ساتھ احسان کی جتنی تعلیم اِن سورتوں میں ہے، کہیں اور نہیں ملتی۔ اِس سے قبل کی سورۃ میں جن باتوں کا ذکر اختصار کے ساتھ ہے اِس سورۃ میں وہی باتیں قدرے شرح و بسط کے ساتھ بیان ہوئی ہیں۔

مولانا حمید الدّین صاحب نظمِ قرآنی کے قائل اور اُس کی موجودہ ترتیب سے متفق ہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ قرآن کریم کی اِس سے بہتر ترتیب ممکن ہی نہیں۔ اُنھوں نے قرآن کریم کا گہرا مطالعہ محض اِس غرض سے کیا تھا کہ ترتیب میں ربط اور آیات میں نظم کے رشتے کو زیادہ مستحکم کرسکیں۔ اِس سورۃ کی تفسیر اُنھوں نے گیارہ عنوانوں کے تحت کی ہے۔

۱۔ اِس سورہ کا تعلق ماقبل سے یہ بیان کیا ہے کہ جو کچھ "سورۂ دہر" میں بیان ہوچکا ہے یہ اُس اجمال کی تفصیل ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اُس میں ترغیب تھی اور اِس میں ترہیب ہے "وما نرسل المرسلین الا مبشرین منذرین۔"

۲۔ یہ سورۃ اُن سورتوں میں سے ہے جن میں کسی ایک مخصوص آیت کو بار بار دُہرایا گیا ہے اِس میں "ویل یومئذ للمکذبین" دس بار استعمال ہوا ہے۔ اِس آیت

حوالات کے لیے : مقدمہ تفسیر نظام القرآن (اردو ترجمہ) امین احسن اصلاحی

Marfat.com

کے بار بار دہرانے میں موقع ومحل کا پورا خیال رکھا گیا ہے اور بلاغت میں بھی کسی قسم کی کمی نہیں آنے پائی ہے ماقبل سے تعلق اور مناسبت بھی ہر جگہ موجود ہے۔ قرآن مجید میں کئی جگہوں پر "ترجیع" کا استعمال ہوا ہے اور ان تمام جگہوں پر معنی اور زور بیان سب میں کسی قسم کا فرق نہیں پڑنے پایا ہے۔ بلکہ ایک خاص قسم کی خوب صورتی اور طرز ادا کا ایک نیا اور زیادہ موثر انداز پیدا ہو گیا ہے۔ الفاظ کی تاویل بھی حسب موقع ہے اور یہی بلاغت کا اصول اور کلام مجید کی عظمت کا ثبوت ہے۔

۳۔ تیسرے عنوان کے تحت آیتوں کی تفسیر کی ہے۔ ایک تا پندرہ آیتوں کی تفسیر اس جگہ پر کی ہے۔ اس موقع پر تفسیر کے ساتھ ساتھ خود قرآن مجید کی آیتوں سے بھی معنوں کی توضیح کرتے ہیں اور ہر آیت کے لیے تقریباً اسی جیسی آیت پیش کی ہے۔

"ویل یومئذ للمکذبین" کی تفسیر میں سیاق وسباق کے حوالے سے مطالب کی تشریح کرتے ہیں اور یہ دکھاتے ہیں کہ اس کا استعمال پوری سورۃ میں جتنی بار بھی ہوا ہے موقع ومحل کے اعتبار سے بالکل صحیح اور مفہوم کو زیادہ واضح کرتا ہے۔

۴۔ ہوائیں جس طرح رحمتِ الٰہی بن کر زرخیزی وشادابی لا سکتی ہیں اسی طرح عذاب بن کر لوگوں کو تباہ وبرباد بھی کر سکتی ہیں اس کی قسم کھا کر اس دلیل کی شہادت دی گئی ہے۔ خدا اپنے بندوں سے کسی وقت بھی غافل نہیں ہوتا بلکہ اپنی رحمت کی بارش اور عذاب کے حملوں سے ان کو جزا وسزا دیتا رہتا ہے۔ اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ایک دن ایسا ضرور آئے گا جب ہمارے اعمال کی جانچ ہوگی اور فیصلہ سنایا جائے گا۔

اس سلسلے میں مولانا نے یہ دکھایا ہے کہ کفار "یوم الدین" کا رد

Marfat.com

وجہوں سے انکار کرتے تھے۔ ایک تو یہ کہ وہ اُن کو عجیب سا لگتا تھا۔ دوسرے اِس کی تاخیر بھی ان کے لیے معمہ تھی۔ پس اللہ میاں نے اُن کے پہلے شبہ کو تو ایسی مثالوں سے دور کیا ہے جو اُن کی سمجھ میں آسانی سے آجائیں اور جن کو وہ روز مرہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہتے ہیں۔ دوسرے شبہ کو یوں مٹایا ہے کہ اللہ کا عذاب کسی پر اچانک نہیں آتا بلکہ اس سے پہلے وہ انھیں آگاہ کرتا ہے۔ بار بار موقع دیتا ہے کہ وہ سنبھل جائیں اور پھر آخر میں تو عذاب آتا ہی ہے۔

۵۔ یہاں پر پھر جملوں اور الفاظ کی تشریح کی ہے اور اسی اپنے انداز کو یعنی تفسیر قرآن بالقرآن کو ملحوظ رکھا ہے " الم نخلقکم من ماء مھین" میں لفظ مھین" (حقیر) کی تشریح پہلے لغت سے کی ہے اور کلام عرب سے مثالیں پیش کی ہیں۔ پھر قرآن مجید کی دوسری آیات سے مفہوم واضح کیا ہے۔

اسی انداز میں تمام مشکل الفاظ کی پوری طرح سے وضاحت کی ہے اور مطالب کو آسان انداز میں بیان کیا ہے۔

۶۔ چھٹے عنوان کے تحت گزشتہ آیات کی جامع تفسیر کی ہے۔ مطالب کو پوری طرح سے واضح کیا ہے اور اس کی کئی مثالیں دی ہیں، کہ اللہ تعالیٰ مطلق ہے مگر جبار و قہار نہیں ہے بلکہ رحیم و کریم ہے۔ پچھلی قوموں پر عذاب اُن کی نافرمانی کی وجہ سے آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے پیدائش سے لے کر آخر تک کے معاملات سے واقف ہوتا ہے۔ اِس دُنیا میں جو بھی ہے اُسے فنا لازم ہے۔ اور ایک دن یہ سب چیزیں اس کی بارگاہ میں حاضر ہوں گی۔ نیکوں کو اُن کے عمل کا فائدہ اور بُروں کو اُن کی بد اعمالیوں کی سزا دی جائے گی اور اِن کے سامنے وہ حقائق روشن

Marfat.com

ہوجائیں گے جن کا وہ انکار کرتے ہیں۔

۷۔ یہاں اُن آیتوں اور الفاظ کی تشریح کی ہے جن کا سمجھنا کسی وجہ سے مشکل ہے اور اُس میں اُسی پچھلے انداز کو برقرار رکھا ہے

اسی طرح سے "انہا ترمی بشرر کالقصر کانہ جملت صفرہ" کی مکمل تفسیر بھی بیان کی ہے اور یہ دکھایا ہے کہ "قصر" کے معنی کیا ہیں۔ کس مفہوم میں استعمال ہوا ہے اور اس سے تشبیہ کیوں دی گئی ہے۔ "القصرۃ" کے معنی اونٹ کی گردن کے ہوتے ہیں۔ بڑے درختوں کے لیے بھی مستعمل ہے لیکن اس جگہ پر اونچے اونچے شعلوں کو بلند و بالا عمارتوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ محلات اونچی جگہوں پر تعمیر کیے جاتے ہیں اور چوں کہ شعلے بھی اوپر اُٹھتے ہیں اس لیے یہ تشبیہ زیادہ مناسب ہے اور یہی مختلف لوگوں سے مروی بھی ہے۔"

۸۔ "ذی ثلث شعب (تین شاخوں والے) سے، یہ نکتہ بھی نکالا ہے کہ اس سے مُراد لوگوں کی اُن تین قسموں سے ہے جنھیں عذاب میں مبتلا ہونا پڑے گا۔ ایک تو وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اُس کی مخلوق سے لاپرواہی کا اظہار کرتے ہیں، دوسرے وہ جو آخرت کے منکر ہیں اور اُس کو کوئی اہمیّت نہیں دیتے۔ تیسرے وہ ہیں جو خدا سے غفلت برتتے ہیں اور کفر و شرک کی تاریکیوں میں بھٹکتے رہتے ہیں۔ اِس سلسلے میں احادیث سے بھی کام لیا ہے تاکہ ایسے لوگوں کو پوری طرح پہچانا جا سکے۔

۹۔ اُوپر جن آیتوں کی تفسیر بیان کی ہے یہاں اُن پر مجموعی طور سے نظر ڈالی ہے اور اُن کے نظم و ارتباط کو بیان کیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ "ویل یومئذ للمکذبین" کی ترجیع کی بھی توضیح ساتھ کی آیات کی روشنی

Marfat.com

میں کردی ہیں۔ یہاں تک کی چالیس آیتیں ڈرانے دھمکانے اور راہِ راست پر لانے کے لیے تھیں۔ اب خوش خبری اور بشارت کی آیات ہیں۔

۱۰۔ سورۃ پچاس آیتوں کی تھی۔ چالیس کی تشریح اوپر ہو چکی تھی اب بقیہ کی تفسیر بیان کر دی ہے۔ یہاں بھی اُنھوں نے اپنے مخصوص انداز کو برقرار رکھا ہے اور مشکل الفاظ کی تشریح کے ساتھ ساتھ ضروری تاویلات بھی بیان کر دی ہیں۔

۱۱۔ آخر میں آیاتِ سابقہ کی تاویل کی ہے اور اِن کا ایک دوسرے سے کیا تعلق ہے اُس کو بیان کیا ہے۔

تفسیر سورۃ العصر:۔

اِس سورۃ کی تفسیر سولہ عنوانوں کے تحت کی ہے۔

۱۔ سورۃ کی دو تاویلیں ہیں۔ ایک "عام" ایک "خاص"، جس طرح عمدہ اور اچھے مقررین کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جن سے ہر خاص و عام اپنی عقل کے مطابق مفہوم سمجھ سکے۔ "معنی خاص" موقع کلام اور سیاق و سباق کے ساتھ ساتھ خاص باتوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور "معنی عام" اپنی جگہ پر مکمل و محکم ہوتے ہیں کہ عام لوگ اُسے سمجھ سکیں۔ سورۃ العصر اِس لحاظ سے بڑی اہم ہے، اِس کی تاویل خاص بھی ہے اور عام بھی۔ تاویل خاص گزشتہ سورۃ سے عام تاویل کے مقابلے میں زیادہ مربوط ہے۔

۲۔ اِس سے پہلے سورۃ "تکاثر" ہے جس میں مال و دولت کی طلب میں انہماک اور اُس کے نتائج کا ذکر ہوا ہے یہ نقصانِ عظیم ہے اِس سورۃ میں بھی انسان کو اُس کے نقصان سے آگاہ کیا گیا ہے۔ اِس ربط باہمی کے لیے

Marfat.com

مفسّر نے مختلف آیتوں سے کام لیا ہے جن میں "خسران" کی اطلاع دی گئی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ پوری سورۃ کا مفہوم بھی بیان کر دیا ہے اور اس میں بھی مثالیں دوسری آیتوں سے پیش کی ہیں۔

۳۔ یہاں "عصر" کی تشریح کی ہے۔ لکھتے ہیں۔ عصر اور دہر دونوں زمانہ کو کہتے ہیں مگر دہر میں مجموعی حیثیت اور عصر میں گزرنے کی حیثیت ہوتی ہے۔

اپنی بات کے ثبوت میں امرؤ القیس (۱) عبید ابن الابرص (۲) اور قطامی (۳) وغیرہ کے اشعار پیش کیے ہیں، اس کے بعد یہ بیان کیا ہے کہ "اعصار" تیز ہوا کے لیے بھی ہوتا ہے۔ "عصر" زمانہ کے معنی میں بھی اسی لیے استعمال ہوتا ہے کہ وہ گردش کرتا رہتا ہے۔ "عصر" دن کے آخری حصے کو بھی کہتے ہیں کیوں کہ اس کے بعد دن چلا جاتا ہے۔ لہذا یہ لفظ ایسا ہے جس کے استعمال سے اس قسم کی تمام باتیں ذہن میں آجاتی ہیں۔

۴۔ اللہ تعالیٰ نے "عصر" کی قسم اس لیے کھائی ہے کہ پچھلے زمانے میں لوگوں نے اچھا یا برا جیسا بھی کام کیا اُس کا بدلہ ملا۔ زمانہ گزر جاتا ہے لیکن اعمال کی سزا و جزا ایک دن ضرور ہوتی ہے۔ انسان اجل معینہ سے غافل رہتا ہے۔ حالانکہ اسے ہر وقت اس کا خیال رکھنا چاہیے۔ یہ فہم انسانی کی خامی کا بہت بڑا خسارہ ہے۔ زمانے کی قسم اس لیے کھائی ہے کہ اس میں بڑی عبرتیں ہیں۔ پچھلے زمانے کی باتیں محض قصّہ کہانیاں نہیں ہیں بلکہ حقائق پر مبنی ہیں۔

---

(۱) امرؤ القیس بن حجر بن الحارث الکندی متوفی ۵۴۵ء الاعلام ص ۳۵۱ ج ۱

(۲) عبید بن الابرص بن عوف بن جشم الاسدی متوفی ۶۰۰ء الاعلام ص ۳۳۹ ج ۳

(۳) عبید بن شتیم بن عمرو بن عباد من بنی جشم الملقب بالقطامی متوفی ۶۷۴ء الاعلام ص ۲۶۴ ج ۵۔

Marfat.com

۵۔ انسانوں کے نقصانِ عظیم کے ذکر کے بعد کامیاب وکامران لوگوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یہ لوگ صاحبِ ایمان، اچھے کام کرنے والے اور لوگوں کو نیک باتوں کی تلقین کرنے والے ہوتے ہیں۔ یہ تینوں صفتیں ایسی ہیں جو کسی شخص کو انتہائی اعلیٰ و ارفع منازل پر پہنچا سکتی ہیں۔ ہر جماعت کا کوئی نہ کوئی راہبر اور سردار ہوتا ہے جو اس جماعت کو برائیوں سے دُور اور نیکیوں سے قریب ہونے کی دعوت دیتا رہتا ہے۔ قرآن مجید میں خود اس قسم کا ذکر بہت سی جگہوں پر موجود ہے اور جس کا نمونہ نبی صلعم کے بعد خلفائے کرام نے پیش کیا۔ امر و نہی کی ذمہ داری جماعت کے ایک ہی فرد کے سپرد ہو سکتی ہے ورنہ انتشار کا خطرہ رہتا ہے۔ مسلمان جب تک حقوق و فرائض کی ادائیگی میں نہ لگیں گے انھیں کامیابی نہ ہوگی۔ سیاست میں بھی جب تک وہ خلافت کا نظم نہ قائم کریں گے انھیں استقامت حاصل نہ ہوگی۔

۶۔ "حق" کے عربوں کے یہاں کئی معنی ہیں۔ یہاں پہلی سورۃ کے ربط کے لیے حق کے معنی مواساۃ کے ہیں۔ لبید (۱) اور ربیعہ (۲) کے اشعار سے اس کا ثبوت پیش کیا ہے۔ "تواصوا بالحق" کا مطلب "تواصوا بالمرحمۃ" ہے۔ حق اور صبر کے درمیان ربط اس طرح واضح کیا ہے کہ مرحمت اس کے بغیر ممکن نہیں ہے کہ آدمی لوگوں کی اذیت برداشت کرے اور درگزر کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس نے صبر کیا اور معاف کیا تو یہ بڑے عزم کی بات ہے۔

"ثم اتبع ذالک بالتواصی للصبر فان المرحمۃ لاتمکن الا ان یحتمل المرء اذی الناس ویسامح بھم ویعفو عنھم کما کان تعالیٰ ولمن صبر و غفر ان ذالک من عزم الامور"

---

(۱) لبید بن ربیعہ بن مالک ابو عقیل العامری متوفی ۴۱ھ ۶۶۱ء الاعلام ص ۱۰۴ ج ۶

(۲) ربیعہ بن مقروم بن قیس الضبی متوفی ۶۳۶ء الاعلام ۴۲ ج ۳

Marfat.com

اس کے بعد لفظ "صبر" کی تشریح کی ہے اور بتایا ہے کہ صبر یہ نہیں کہ عاجز و درماندہ شخص ذلت و خواری کے ساتھ زیادتی برداشت کرے بلکہ صاحبِ عزم و قوت کی طرف سے اس کا اظہار ہوتا ہے۔

"واعلم ان الصبر عند العرب لیس من التذلل فی شئ کما یصبر المضطھد العاجز بل ھو اھل القوۃ و العزم"

۷، ۸۔ ساتویں عنوان کے تحت اس کا جوامع الکلام ہونا ثابت کیا ہے۔ آٹھویں جگہ پر ایمان کے معنی بیان کیے ہیں اور یہ دکھایا ہے کہ وہ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے اور علم و عمل سے اس کا احاطہ کیا جاسکتا ہے۔ مومن اس کو کہتے ہیں۔ جو اللہ کی آیتوں پر یقین کے ساتھ اس کی پوری بندگی کرے اور محبت و رضا کے جذبہ کے ساتھ اس کے احکام کی تعمیل کرے۔

علم و عمل سے اس کا احاطہ یوں ہوتا ہے کہ جس طرح ایمان عقل کے لیے ہدایت و نور ہے اُسی طرح دل کے لیے صلاح و طہارت ہے۔

۹۔ ایمان کے معنی ایقان کے بھی ہوتے ہیں جیسے "آمن الرسول بما انزل الیہ" یعنی ایقن الرسول" لیکن یہ معنی ہر جگہ پر استعمال نہ ہوں گے جیسا کہ بعض لوگوں نے سمجھ لیا ہے۔ یقین میں کمی و بیشی نہیں ہوسکتی۔ اگر ہمیں کسی بات کا یقین ہے تو اس میں لچک نہیں ہوتی بلکہ پختگی ہوتی ہے۔ جن لوگوں نے ہر جگہ ایمان کو یقین سے تعبیر کیا ہے انھوں نے بہت سی جگہوں پر آیاتِ قرآنی کی تاویلیں کی ہیں۔ ان کے نزدیک مومن وہ ہے جو اقرار کرے کہ وہ اہلِ ایمان کی جماعت سے تعلق رکھتا ہے اور مسلمانوں کا طریقہ اختیار کرے۔

۱۰۔ عملِ صالح سے مراد وہ نیک کام ہیں جن سے معاشرے کی اصلاح اور صلاحِ حال ہوتی ہو۔ اُس سے افراد اور جماعتوں کا مفاد وابستہ ہوتا ہے۔ جسم، عقل اور

Marfat.com

قلب کی صالح نشو و نما ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو بے مقصد نہیں پیدا کیا ہے بلکہ دنیا اور اہلِ دنیا کو عمل سے ہم آہنگ کیا ہے۔ ان کے لیے نیکی و بدی کی راہیں ہیں جسے چاہیں اختیار کریں۔ جو لوگ حق کی پیروی کریں گے، رحمت و انصاف کے اصولوں پر عمل کریں گے اُن کو وراثتِ عالم کا حق ہے۔

۱۱۔ "حق" ہمارے عروج کا مقصد اور مطلوب ہے۔ حق کے معنی در اصل موجود کے ہیں۔ حق کا وقوع یقینی ہوتا ہے۔ عقل اِسے تسلیم کرتی ہے اور اخلاق اسے فرائض میں شمار کرتا ہے۔ قرآن مجید میں یہ لفظ مختلف انداز سے اِن تمام معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اس کے مخصوص معانی جس کی طرف اشارہ اِس سے قبل بھی ہو چکا ہے "مواساۃ" کے ہیں۔ عربوں کے نزدیک سب سے بڑا اور اہم حق یہی سمجھا جاتا تھا۔ اِس کی ادائیگی ہر صاحبِ استطاعت کے لیے ضروری ہے۔ اگر حق کے یہی معنی لیے جائیں تو اِس میں ان تمام باتوں کی جھلک نمایاں طور پر نظر آتی ہے اور اِس طرح سے حق ظلم و جور اور فساد و باطل سے الگ ہٹ کر زیادہ بہتر اور وسیع معنوں میں مستعمل ہو سکتا ہے۔

۱۲۔ حق و صبر میں کیا نسبت ہے۔ نجات کا دار و مدار عقل و اخلاق کی درستی پر ہوتا ہے۔ عقل میں نرمی و سختی دونوں چیزیں موجود ہیں۔ عقل کا کام یہ ہے کہ حق کے آگے سرِ تسلیم خم کر دے۔ خدا کی ربوبیت کو تسلیم کرے۔ مخلوق سے نرمی کا سلوک کرے اور بندگی کے احساس کو زندہ رکھے۔ اسی طرح سے غیب کی باتوں پر ایمان لائے۔ مصائب کے وقت صبر کرے۔ مقدرت کے بعد معاف کر دے۔ جس طرح حق کا تعلق عقل سے ہے اُسی طرح حق کا تعلق صبر سے بھی ہے۔ وہ اِن دونوں سے لگاؤ رکھتا ہے۔ حق بھلائیوں

Marfat.com

کے دروازے کھولتا ہے۔ صبر برائیوں سے انسانوں کو دُور رکھتا ہے۔ جتنے بھی نبی آئے سب کو صبر کی شدید آزمائشوں سے گزرنا پڑا۔ حق و صبر دراصل صراطِ مستقیم پر چلنے کے لیے دو قدم ہیں۔ ایمان ایک تناور پیڑ ہے۔ عمل صالح اور حق و صبر اس کی شاخیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو بھی عملِ صالح اور حق محبوب ہیں جو ان کو پامال کرتا ہے وہ اُس سے ناراض ہوتا ہے۔ مختصر یہ کہ صبر حق کی محبت سے پیدا ہوتا ہے اس لیے اِن دونوں کا باہمی تعلق گہرا ہے۔ حق چوں کہ آنکھ سے اوجھل ہوتا ہے اس لیے صبر کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے "فاصبر اِنّ وعداللّٰہ حق" (صبر کیجیے بے شک اللہ کا وعدہ حق ہے)

۱۳۔ عمل صالح اور تواصی میں بھی گہرا تعلق ہے۔ "وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر" (حق کی تاکید اور صبر کی تلقین کرتے ہیں) سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اہلِ حق و صبر ہیں۔ خود تو عمل کرتے ہی ہیں دوسروں کو بھی اس کی تاکید کرتے ہیں۔ جو شخص حق کی پیروی کرے گا، اُس کی راہ میں صبر کرے گا وہ حق کو خراب و خستہ حالت میں نہیں دیکھ سکتا۔ اُس کی دلی تمنّا اور علین خواہش یہ ہوگی کہ دوسرے لوگ بھی راہِ حق کو اختیار کریں اور صبر کی منزلوں کو پار کر کے اعلیٰ مراتب تک پہنچیں۔ "وتعاونوا علی البر والتقویٰ" ایسے ہی لوگوں سے متعلق ہے "فالبر ھو الحق والتقوی ھی الصبر"۔

۱۴۔ امت مسلمہ کے لیے ایک دوسرے کو نصیحت کرنا فرض ہے اور انھیں اپنی رائے کے اظہار کا پورا حق ہے۔ اِس سورۃ میں بھی مختصر طور پر سیاست، اتحاد و اتفاق اور معیشت کے بعض اصولوں کی طرف اشارہ ہے۔ اِس سورۃ میں تواصی کا ذکر اِس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ ہم دوسروں پر اپنے اچھے خیالات

Marfat.com

کا اظہار کر سکتے ہیں۔ چوں کہ اِس اُمّت کے فرائض میں اعلائے کلمۃ الحق بھی داخل ہے اِس لیے اللہ تعالیٰ نے اُنھیں شہداء کا لقب بھی دیا ہے۔ آزادیِ تقریر کی بے شمار مثالیں اسلامی تاریخ کے اوراق میں موجود ہیں۔ خلفا کو بر سرِ منبر ٹوک دیا گیا ہے۔ البتّہ اِس آزادی کا غلط فائدہ اُٹھانا اور فتنہ و فساد کے لیے استعمال کرنا موجبِ گناہ اور ناقابلِ معافی جرم ہے۔ اِس عنوان کے تحت انھیں باتوں کا ذکر ہے۔

۱۵۔ حق و صبر کی توضیح مفصّل طریقے پر کر چکے ہیں۔ اِن دونوں کی حیثیت عظیم پہاڑوں کی سی ہے جن پر شریعتِ اسلامی اور نظامِ الٰہی کے ستون قائم ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا یعنی انصاف کے ساتھ اِس لیے قرآن مجید میں اِس قوم کی جو اِس زمین کی خلیفہ اور شریعت کی نعمت سے مالا مال ہو گی یہ صفت بیان کی ہے: "یا ایھا الذین اٰمنوا کونوا قوامین بالقسط شھداء اللہ ولو علی انفسکم"

اللہ تعالیٰ کسی قوم کو جب بھی اپنے کاموں کے لیے منتخب کرتا ہے تو اُنھیں شدائد سے آزماتا ہے اور جب وہ اس پر پورے اُترتے ہیں، صبر و قناعت کی مثالیں پیش کر دیتے ہیں تو پھر ان کو وہ عزت و عظمت عنایت کرتا ہے جو اُنھیں سارے جہاں سے ممتاز بناتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اُن کے دشمنوں کو نیست و نابود کر دیتا ہے۔ اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ بنی اسرائیل کا واقعہ خود اِس کا ثبوت ہے انھوں نے صبر کو اپنا کر ساری عزتیں حاصل کر لیں اور پھر جب صبر کا دامن اُن کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تو مذلول و مقہور ہو گیے۔ "ولینصرنّ اللہ من ینصرہ واللہ یحب الصّٰبرین"۔ جن

Marfat.com

لوگوں نے صبر کیا اُن کو عزّت ملی اور اُن کا اقتدار قائم ہوا اور جو لوگ اس سے دور رہے اُن کو سوائے ذلّت کے کچھ بھی نصیب نہ ہوا۔ صبر حق کی بنیاد ہے۔ اللہ میاں کا عذاب اُس وقت آتا ہے جب بندے حق سے روگردانی کرتے ہیں۔ صبر اور حلم ایک ہی چیز ہے۔ حق بہ ظاہر ان سے مختلف ہے۔ لیکن اس کے باوجود دونوں بالکل ساتھ ساتھ نمودار ہوتے ہیں۔ حلم و صبر عفو و درگزر اور نرمی ہیں لیکن حق سخت گیری اور احتساب کا مظاہرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ان دونوں کو اختیار کرنے کا حکم ساتھ ساتھ دیا ہے۔ اس سے ہمارے باطنی و ظاہری اخلاق کی اصلاح اور زمین کی وراثت کا حق اور جنت کا وعدہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حق و عدل کو پسند کرتا ہے اور عفو و نرمی کے ساتھ اس کائنات کا نظام چلاتا ہے۔

۱۶۔ سب سے اہم چیز جس کی طرف مولانا حمید الدّین صاحب نے توجہ کی ہے وہ مختلف سورتوں کا ایک دوسرے سے ربط ہے۔ وہ قرآن کو مکمل منظم اور پوری طرح سے مربوط تسلیم کرتے ہیں۔ اس کی ترتیب میں بھی ان کا ایمان ہے۔ اُنھوں نے جتنی سورتوں کی تفسیر کی ہے سب کا تعلق ایک دوسرے سے بیان کیا ہے۔ اس سورۃ میں بھی لکھتے ہیں کہ سابق سورۃ سورۂ تکاثر میں اُن لوگوں کا ذکر تھا جن کو اس دُنیا کی نعمتوں نے اپنی طرف متوجہ کر لیا اور وہ اللہ سے غافل ہو گئے اور نقصان اُٹھایا۔ اس کے بعد والی سورۃ سورۃ ہمزہ میں اُس عذاب کا نقشہ ہے جس میں وہ لوگ مبتلا ہوں گے۔ سورۂ والعصر ان دونوں کے درمیان میں اس لیے رکھی گئی ہے کہ ان لوگوں کو آرزوؤں کی نامرادی اور کوششوں کی بربادی کی طرف توجہ دلائی جائے ساتھ ہی ساتھ اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ مومنین کے لیے

Marfat.com

فلاح و کامیابی یقینی ہے اور کامیابی کے اس راستے کی طرف بھی رہنمائی کی ہے۔ قرآن مجید کا یہ خاص انداز ہے کہ وہ دو چیزوں کا مقابلہ کر کے عقلِ انسانی کو سوچنے اور غور کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ مثلاً اچھے لوگوں کے ساتھ بروں کا ذکر، جنت کے ساتھ دوزخ کا۔ نیکیوں کے ساتھ بدیوں کا وغیرہ۔ اب یہ فیصلہ خود انسان کے ہاتھ ہے کہ وہ کس راہ کو اختیار کرے۔

بہرحال اس سورۃ کی بھی مکمل توضیح و تشریح کی ہے اور جتنی باتیں بھی اس سورۃ سے متعلق ہو سکتی تھیں اُن سب کو پوری تفصیل سے بیان کیا ہے۔

تفسیر سورۂ الکافرون :۔

اس سورۃ میں مولانا نے بارہ مختلف عنوانوں کے تحت کئی اہم باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ خصوصاً اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ یہ سورۃ "برأت" کی سورۃ ہے۔

۱۔ اس سے پہلے سورۃ الکوثر میں بشارت تھی کہ مسلمانوں کو فتح و نصرت حاصل ہوگی اور اُن کا دشمن ذلیل ہوگا۔ اس سورۃ میں اس بات کا اعلان کیا گیا کہ مسلمانوں کا کافروں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۲۔ یہ سورۃ کفار سے علاحدگی اور قطع تعلق کی ہے اس لیے اسے سورۃ برأت کی طرح ہجرت و جنگ کی سورۃ سمجھنا چاہیے۔ سورۃ برأت میں اور اس میں فرق یہ ہے کہ وہ فتح مکّہ سے پہلے نازل ہوئی تھی اور یہ ہجرت سے پہلے۔ اُس کی ابتدائی آیتیں برأت کا اعلان کرتی ہیں اور یہ پوری سورت اعلانِ برأت ہے۔ علمائے سلف نے اس کے کئی نام بیان کیے ہیں مقشقشہ اور منابذہ بھی لوگ اس کا نام بیان کرتے ہیں۔ جن کا

Marfat.com

مطلب قطع تعلق اور علاحدگی ہے۔ جب کفار کا بغض و عناد انبیا سے بہت بڑھ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ انھیں ہجرت، برأت اور جنگ کی اجازت دیتا ہے اور اُس کے بعد غضبِ الٰہی نازل ہوتا ہے جس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔

۳۔ کسی قوم میں نبی کی بعثت کی ضرورت اُس وقت ہوتی ہے جب وہ قوم انتہائی بحران میں مبتلا ہو اور پھر

۱۔ یا تو پوری قوم بجز چند نیک لوگوں کے ہلاک کر دی جاتی ہے جیسے حضرت نوحؑ وغیرہ کے ساتھ ہوا۔

۲۔ یا آخری منزل پر قوم چونک جاتی ہے اور اپنی اصلاح کر لیتی ہے جیسے حضرت ابراہیمؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت محمد صلعم کے ساتھ ہوا۔

۳۔ یا پوری ایک اُمت تباہ کر دی جاتی ہے اور اُس کی جگہ دوسری اُمت پیدا ہوتی ہے جیسے حضرت موسیٰؑ کے مقابلے میں فرعون اور اُس کی قوم مٹا دی گئی۔

اللہ کا عذاب اُس وقت آتا ہے جب حالات سدھر نہ سکتے ہوں۔ پیغمبر ہجرت کر جاتا ہے اور بقیہ قوم عذاب الٰہی میں گرفتار ہوتی ہے۔ غلبہ اللہ کی جماعت کو نصیب ہوتا ہے اور ذلت کافروں کے حصے میں آتی ہے۔

۴۔ نبی سب سے پہلے دعوتِ حق پیش کرتا ہے جب مایوس ہوتا ہے تو ہجرت اور برأت کی منزل آتی ہے اور آخر میں فتح و نصرت کا نمبر ہے۔ حق کی جیت ہوتی ہے اور باطل مٹ جاتا ہے "سورۂ ہود" "سورۂ یوسف" وغیرہ میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔ "حتیٰ اذا استیئس الرسل وظنوا انھم قد کذبوا جاءھم نصرنا" انبیا ہمیشہ توحید کی دعوت دیتے ہیں۔ اپنی بندگی کا اقرار کرتے ہیں۔ توبہ کے بعد مغفرت کی درخواست کرتے ہیں۔ اِس کے جواب میں کافرین

Marfat.com

اُن کا مذاق اُڑاتے ہیں، اُن کو تکلیفیں دیتے ہیں، پریشان کرتے ہیں اور اُن کو وطن سے نکالنے میں بھی اُنھیں باک نہیں ہوتا۔ جب معاملات حد سے گزر جاتے ہیں تو مجبور ہو کر پیغمبر خدا سے فریاد کرتا ہے اور پھر اُن لوگوں کو سزا ملتی ہے اور اچھے لوگ زمین کے وارث ہوتے ہیں۔

۵۔ جس وقت تک نبی قوم میں موجود ہوتا ہے عذاب کا دروازہ بند اور توبہ و مغفرت کا دروازہ کھلا رہتا ہے۔ لیکن جب وہ مایوس ہو جاتا ہے اور اللہ کے حکم سے ہجرت کر جاتا ہے تو پھر عذاب الٰہی کے آنے میں دیر نہیں لگتی۔

جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کفار قریش کے درمیان موجود رہے عذاب الٰہی نہ آیا۔ اگرچہ وہ اُس کے مستحق ہو گئے تھے کہ ان سے کعبہ کی تولیت سلب کر لی جائے اور قہر نازل ہو لیکن اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہے آخر تک توبہ کی مہلت دیتا ہے اور مغفرت کا دروازہ کھلا رکھتا ہے۔

۶۔ اس سورۃ کی آیات پر اگر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ براءت و ہجرت کی سورۃ ہے۔ قرآن مجید میں اور بھی کئی جگہوں پر ایسی آیتیں ہیں جن سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی قوم سے الگ ہوتے وقت اعلان کیا تھا "انا براء منکم وما تعبدون من دون اللہ کفرنا بکم وبدا بیننا وبینکم العداوۃ والبغضاء ابداً حتی تؤمنوا باللہ وحدہٗ" اسی طرح اپنے والد اور قوم سے اس طرح اظہار براءت کیا ہے "انني براء مما تعبدون الا الذی فطرنی فانہ سیھدین" مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ مسلسل اپنی قوم کو مختلف انداز سے ہر ہر موقع پر حق کی دعوت دیتے رہے، بتوں کی پرستش سے روکتے اور سمجھاتے کہ یہ پتھر نفع و نقصان

Marfat.com

نہیں پہنچا سکتے۔ لوگ اُن سے خفا ہو گیے اور جس وقت انھوں نے بتوں کو توڑ کر پھینک دیا تو پارہ اور بھی چڑھا اور اُن کو جلا دینے کی تجویز پیش ہوئی۔ اب ہر طرف سے نا امیدی ہو گئی اور یہ بات طے ہو گئی کہ یہ لوگ ایمان نہیں لا سکتے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ نے سوائے اس سورۃ کے منکرین قریش کو "کافرون" کہہ کر مخاطب نہیں کیا ہے اور یہ اُس وقت استعمال کیا ہے جب اُن کی طرف سے مسلسل انکار نے مایوس کر دیا۔ کفار کہا کرتے تھے۔ "نحن اکثر اموالا و اولادا و ما نحن بمعذبین" (ہم مال و اولاد میں تم سے زیادہ ہیں۔ ہم پر عذاب نہیں کیا جائے گا) غرض جب کفر و استبداد بڑھ جاتا ہے تو عذاب لازمی ہوتا ہے۔ یہی وقت ہے جب نبی اپنی براُت کا اعلان کر کے ہجرت کرتا ہے اور پھر عذاب آتا ہے۔

۸۔ پرانی قوموں میں جو چیز رشتہ اور تعلق پیدا کرتی تھی وہ ان کے بت ہی تھے۔ مختلف قومیں مختلف بتوں کی پرستش کرتی تھیں۔ اس لیے جب یہ کہا گیا کہ "لا اعبد ما تعبدون ولا انتم عابدون ما اعبد" تو اس کا مطلب واضح طور پر یہ ہوا کہ "انا بری منکم وانتم براء منی"

۹۔ قرآن مجید کی بلاغت مسلّم ہے۔ براُت کا اعلان واضح انداز میں ہے۔ لفظ "عابدون" مستقبل کی امیدوں کو ختم کرتا ہے اور "عبدتم" ان کفار کے قدیمی دین سے بیزاری کا اعلان کرتا ہے۔

۱۰۔ "لکم دینکم ولی دین" کلام کا خاتمہ ہے جس میں اوپر کی تمام باتیں آگئی ہیں۔ کفار کسی طرح راہ راست پر نہیں آتے تھے۔ نبی صلعم نے آخری کوشش کی اور اپنی براُت کا اعلان کر کے ہجرت کر گیے کہ اب شاید ان کی آنکھیں کھلیں اور ہوش آجائے۔ اس کے بعد کچھ لوگ ایمان لائے اور جن کے لیے عذاب مقدر ہو چکا تھا وہ اسی حال میں رہے۔ اسی طرح سے فتح مکّہ کے وقت بھی آپ نے آخری

Marfat.com

تبلیغ فرمائی اور توبہ کے دروازے کھلے ہونے کا اعلان اللہ کی طرف سے کیا۔ بہت سے لوگوں کو عقل آئی اور ایمان لے آئے۔ اِس لیے سورہٴ برأت کو سورہٴ توبہ بھی کہتے ہیں۔ سورہٴ کافرون کو ایسی سورۃ کے ساتھ رکھا گیا ہے جس میں عام توبہ اور لوگوں کے دینِ الٰہی میں بہ کثرت داخل ہونے کی اطلاع ہے۔

۱۱۔ ہجرت، جنگ اور برأت کا اعلان ہے یہی وجہ ہے کہ نبی صلعم کی ہجرت کے بعد کفّار جنگ کی تیاریوں میں مصروف رہنے لگے تھے۔ اِس سلسلے میں ابنِ جریر طبری نے تاریخی روایتوں سے اِس کو ثابت کیا ہے۔ کعب بن مالک اور براء بن معرور کی روایتوں سے اس کا ثبوت مل جاتا ہے۔ اِن روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ہجرت نہ صرف قریش بلکہ تمام کفّار سے جنگ کا پیش خیمہ تھی۔ نبی صلعم اُس وقت تک مکّہ میں مقیم رہے جب تک ذرا بھی آس باقی تھی کہ شاید لوگ راہِ حق پر آجائیں۔ لیکن جب آپ کے قتل کا منصوبہ بن گیا تو ہجرت کا حکم آیا اور آپ ان مشکلات و مصائب سے نجات پاگیے جن کو اب تک جھیل رہے تھے۔ لیکن اِس کی شکل فرار کی نہیں بلکہ برأت کی ہے جو دوسرے انبیا کی بھی سُنّت رہ چکی ہے۔

۱۲۔ یہ سورۃ جنگ کی ہے۔ جنگ کے بعد فتح و نصرت کا وعدہ ہوتا ہے اِس لیے اِس کے ساتھ ہی "سورۃ النصر" کو رکھا ہے۔ قرآن مجید میں اِن دونوں کے باہم ارتباط کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں اور اس فتح کا اصل مقصد یہ تھا کہ اولادِ ابراہیم بُرائیوں کی آلودگیوں سے پاک ہوکر ایک خدائے لاشریک لہٗ کی پرستش میں لگ جائے۔

اسی انداز پر انھوں نے تفسیر لکھی ہے۔ ماقبل اور مابعد سے تعلق بیان کیا ہے۔ الفاظ کی تشریح اور واقعات کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔ آیتوں کا مطلب یوں

Marfat.com

سے بھی بہت سی جگہوں پر بیان کیا ہے۔ یہ تفسیر ان کو علما کی صف میں ممتاز
کرتی ہے اور اس بات کا ثبوت ہے کہ ابنِ رد ایتی علمار کی طرح سے مفہوم اور
معنوں پر قناعت نہ تھی بلکہ یہ خود اپنے دماغ اور عقل کے بھروسے پر آیات
الٰہی پر غور کرتے اور زیادہ بہتر مفہوم نکالتے تھے۔ تاکہ لوگ قرآن کی
عظمت اور اس کے بیش بہا مطالب کو اچھی طرح سے سمجھ سکیں۔

Marfat.com

تفسیر غرائب القرآن

کتابت حافظ فتح محمد بن حافظ محمد شریف بن اللہ بخش

یہ سارے قرآن کریم کی مکمل تفسیر نہیں ہے بلکہ مشکل آیتوں اور ضروری باتوں کی توضیح و تشریح کی ہے۔ کتاب کی ابتدا اِن الفاظ سے ہوتی ہے:۔

"الحمد للہ علی کل حال والصلوٰۃ علی رسولہ بالغدو والآصال"

آصفیہ لائبریری حیدر آباد میں اس کا نسخہ موجود ہے (۱) اس میں ۴۸ صفحات ہیں۔ اس میں کوئی خاص قابلِ ذکر نہیں ہے۔ سیدھے سادے انداز میں مشکل مقامات اور الفاظ کی تشریح کر دی ہے۔

بعض جگہوں پر آیات کی تفسیر کے ساتھ ساتھ حدیث کا حوالہ بھی دیتے ہیں۔

خاتمہ اِس عبارت پر ہوتا ہے:۔

"فرغ عن کتابہ عمدۃ التفسیر تیسیرا لمسیر د توفیق الموفق اضعف عباد اللہ الجمیل حافظ فتح محمد بن حافظ محمد شریف بن اللہ بخش والحمد للہ علی ما انعم و اولی و لہ الشکر فی الآخرۃ و الاولی والصلوٰۃ والسلام علی محمد

---

(۱) نمبر ۱۶۷

Marfat.com

والہ اجمعین ۔"

خاتمے کی عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ اس کتاب کا نام "تفسیر غرائب القرآن" نہیں بلکہ "عمدۃ التفسیر" ہے۔ لیکن لائبریری کی فہرست میں پہلا نام ہی لکھا ہے۔ سنہ تحریر کا پتہ نہیں چلتا۔ پہلے صفحے پر "عرض دیدہ بتاریخ شانزدہم جمادی الاول ۱۱۶۴ھ" لکھا ہوا ہے۔ اس سے خیال ہوتا ہے کہ یہ کتاب اسی دور کے قریب کی ہے۔

Marfat.com

خلاصتہ التفاسیر

محمد حسین بن محمد باقر الطبیب

کتب خانہ ناصریہ لکھنؤ میں اس کا دوسرا حصّہ موجود ہے (۱) اس میں ۲۸۴ صفحات ہیں اور ۱۲۵۹ھ کی کتابت ہے۔ مصنّف شیعہ مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ پہلے صفحے پر سیّد محمد قلی خان کی مہر ہے اور ایک مختصر سی عبارت فارسی میں لکھی ہے جو ٹھیک سے پڑھی نہ جا سکی۔ اس کے پہلے حصّے کا پتہ نہیں چلتا ہے۔ اس کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم رب یسّر الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وآلہ الطیبین الطاہرین المعصومین۔"

یہ نسخہ سورہ مریم سے شروع ہو کر سورہ حٰم السجدہ کی اس آیت پر ختم ہوتا ہے۔

"فلنذیقن الذین کفروا عذابا شدیدا ولنجزینھم اسواء الذین کانوا یعملون (۲)

کسی سورت کی تفسیر بیان کرنے سے پہلے اس سورۃ کے متعلق تفصیل بیان کر دینے

---

(۱) نمبر ۲۷ (۲) حٰم السجدہ آیت ۲۷

Marfat.com

ہیں یعنی پہلے سورۃ کا نام پھر آیات کی تعداد پھر مکی یا مدنی کی تفریق، کلمات کی تعداد، حروف کی تعداد اور سورۃ کی فضیلت کا ذکر کرتے ہیں۔

سورۂ مریم کی تفسیر میں پہلے یہ بتاتے ہیں کہ اس میں ۹۸ آیات ۹۶۲ الفاظ اور ۳۸۰۲ حروف ہیں۔ پھر اُس کے فوائد اور فضائل بتائے ہیں۔

اسی طرح سے اُنھوں نے ہر سورۃ کے شروع میں اُس کی فضیلت بیان کی ہے۔

اس تفسیر میں کوئی خاص بات قابلِ ذکر نہیں ہے۔ سیدھے سادے انداز میں مشکل آیات کی تشریح و توضیح کر دی ہے۔ عبارت آرائی یا فنی اور لغوی بحثوں سے اجتناب کیا ہے۔ البتہ اگر کوئی ضروری بات کسی آیت یا سورۃ سے متعلق ہے تو اس کو حاشیے پر بیان کر دیا ہے اور جہاں مناسب معلوم ہوا اپنا نقطۂ نظر بھی بیان کر دیا ہے۔

کتاب کا جو حصّہ مل سکا ہے اُس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مصنف نے تمام ایسی باتوں سے گریز کیا ہے جن سے طویل بحثوں کا خطرہ ہے۔ ویسے اندازہ یہ ہے کہ اس کتاب کے کم از کم تین حصّے ہوں گے۔ کتاب کی تصنیف کا مقصد صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں جو مشکل مقامات یا الفاظ آ گئے ہیں اُن کی ضروری تشریح کر دی جائے۔ بہت ہی کم جگہوں پر دوسری تفسیروں یا اور فنی کتابوں کی عبارتیں نقل کی ہیں۔

Marfat.com

تفسیر احسن القصص

مولانا سید علی محمد صاحب

یہ سورۂ یوسف کی بہت ہی مفصل تفسیر ہے جسے شیعی نقطۂ نظر سے لکھا گیا ہے۔ بڑے سائز پر آٹھ سو بارہ مطبوعہ صفحات پر مشتمل یہ تفسیر تفصیلی باتوں اور واقعات کے بیان کے لحاظ سے کافی مواد اپنے اندر رکھتی ہے۔ بیشتر جگہوں پر اسرائیلی روایات بھی نقل کی ہیں۔ یہ اصل عبرانی زبان میں ہی ہیں اور ان کا عربی ترجمہ دیا ہے۔ تفسیر کے پہلے ہی صفحے پر یہ لکھا ہے کہ "یہ کتاب خاص اہل مذہب شیعہ کے لیے اچھی ہے" اسی پر بس ہوتا تو کوئی بات نہ تھی۔ حد یہ ہے کہ اس کے بعد دوسری سطر میں لکھا ہوا ہے کہ "اہل سنت وجماعت نہ اس کو دیکھیں اور نہ خریدیں۔"

پوری کتاب میں گھما پھرا کر حضرت علی، حضرت حسین، حضرت حسن کے تذکرے ہیں ان کے علاوہ وہ بہت سی جگہوں پر مختلف اماموں اور اُن کے کارناموں کا ذکر ہے۔ اپنے فرقے کی عظمت کا احساس ہر جگہ نظر آتا ہے۔ بہت سی جگہوں پر تو یہی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جو واقعہ بیان کر رہے ہیں اُس کا مقصد کیا ہے اور اس کا تفسیر سے کیا تعلق ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعات بچپن سے آخر تک انتہائی مفصل طریقے پر اس میں درج ہیں۔ خصوصاً بھائیوں کا ان کو تفریح کے لیے لے جانا اور جس

Marfat.com

وقت یہ لوگ والد سے اجازت طلب کرنے گیے ہیں تو اُن کے اضطراب کا تذکرہ۔ حضرت یعقوبؑ کا بڑی مشکلوں سے اجازت دینا اور رخصت کے وقت تھوڑی دور ساتھ آنا اور طرح طرح سے لڑکوں سے اِس بات کی اطلاع کرنا کہ حضرت یوسف کا پوری طرح خیال رکھیں۔ یہ تمام اضطرابی کیفیت بہت ہی تفصیل سے بیان کی ہے ــــ اور جب بھائیوں نے حضرت یوسف کو اندھے کنوئیں میں ڈال دیا اور خون میں رنگی ہوئی قمیص لے کر حضرت یعقوبؑ کے پاس آئے اور بھیڑیئے کی داستان تصنیف کی تو حضرت یعقوبؑ کا گریۂ و بکا بہت بڑھ گیا۔ لیکن وہ پیغمبر تھے اُن کو اپنے لڑکوں کی چال کا پورا علم ہوگیا۔ یہ تمام باتیں مفصل لکھی ہیں۔

اِس سلسلے میں کچھ اور واقعات بھی بیان کیے ہیں مثلاً حضرت یوسف کے مصر پہنچنے سے قبل منادی نے یہ اعلان کیا کہ مصر میں ایک ایسا لڑکا داخل ہونے والا ہے جو حسن و جمال میں حور و غلمان سے اور زہد و تقویٰ میں فرشتوں سے بڑھ کر ہے جو بھی اِس کی طرف دیکھ لے گا۔ نجات پا جائے گا۔ اِس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تمام لوگ شہر سے نکل کر اُن کو دیکھنے کے لیے جمع ہو گیے۔ اِس میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ زلیخا نے حضرت یوسف کو سات سال کی عمر میں خواب میں دیکھا تھا اور اس وقت سے آپ اُس کے ذہن پر چھائے ہوئے تھے اور بعد کے تمام واقعات اُسی کا نتیجہ تھے۔

اسی طرح سے جیل کے واقعات۔ وہاں لوگوں کے ساتھ حسن سلوک، اخلاص کی تعلیم، خوابوں کی تعبیر بیان کرنا۔ لوگوں کا متاثر ہونا۔ غرض ہر بات کا ایک ایک جزو پوری طرح بیان کیا ہے۔ جیل سے رہائی کے وقت اپنی برأت کا اقرار کرالینا وغیرہ کو اسرائیلی روایات کی روشنی میں مفصل بیان کیا ہے۔

اِن سب باتوں کے بیچ بیچ میں جہاں حوالے ہیں وہاں عبرانی زبان کی لمبی لمبی عبارتیں نقل کی ہیں، اور اِن کا عربی ترجمہ لکھا ہے۔ اِس کے ساتھ ساتھ دوسرے

Marfat.com

واقعات بھی نقل کرتے گئے ہیں۔ اگر کوئی خواب دیکھا ہے یا کسی بزرگ کا واقعہ اس سے ملتا جلتا ہوا نظر آیا ہے تو اس کو بھی بیان کر دیا ہے۔ مگر ان سب باتوں میں شیعی نقطۂ نظر کو ملحوظ رکھا ہے اور اپنے مذہب کی باتیں واضح طور پر پیش کی ہیں۔

حضرت علیؓ، حضرت حسینؓ و حسنؓ، امام صادق، امام سجاد اور دوسرے اماموں کی عظمت کا اظہار، اُن کے واقعات، خیالات اور روایات کو بھی پیش کیا ہے۔ اکثر جگہوں پر اُن کی فضیلت کا بھی ذکر کیا ہے۔ اپنے بالکل نئے طرز و انداز کی وجہ سے یہ تفسیر کم رہ گئی ہے اور ایک تاریخی کتاب زیادہ بن گئی ہے۔ اور تاریخ بھی وہ جس کا تعلق دورِ قدیم سے ہے اور جس کے حالات میں متفرق جگہوں پر ملتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود مصنف کا بھی یہی خیال تھا کہ اس تفسیر میں تمام وہ واقعات درج کر دیے جائیں جن کا تعلق کسی بھی طرح حضرت یوسف کے واقعات سے ہو۔ اتنے بے شمار اور طرح طرح کے واقعات اس کتاب میں ملتے ہیں کہ اکثر اوقات ان میں اشتباہ ہونے لگتا ہے۔

Marfat.com

الرسالہ فی التفسیر

محمد الکریمی

چھوٹا سا آٹھ صفحوں کا رسالہ ہے (۱) خدا بخش لائبریری پٹنہ میں موجود ہے۔ اس رسالہ میں " ان اللہ یامرکم ان تذبحوا البقرۃ (۲) " کی تفسیر کی ہے اس میں انھوں نے پہلے تو یہ دکھایا ہے کہ عام طور سے لوگوں نے اس کی تشریح غلط کی ہے۔ سب لوگ " ان تذبحوا البقرۃ " میں الجھ گئے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ کوئی قید نہیں ہے۔ جس طرح کی گائے چاہو ذبح کرو اور بعض کے نزدیک قید ہے۔ اس سلسلے میں انھوں نے امام رازی وغیرہ کی طویل بحثوں کے حوالے دئے ہیں۔ ان کے نزدیک کوئی متعین گائے نہیں تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا کہ گائے ذبح کرو۔ اس کے ذریعے سے قاتل کا پتہ چل جائے گا۔

بہرحال اچھی خاصی بحث کی ہے۔ کتاب کی ابتدا یہ ہے۔

"الحمد للہ الذی شرف الانسان علی کل حیوان بشرف العقل"

خاتمہ پر اشعار ہیں:۔

---

(۱) مخطوطہ نمبر ۲۶۷۹ (۲) سورۂ بقرہ آیت ۶۷

Marfat.com

فالمرء مفتون بتاليفه ونفسه فی مدحه غاويه

انسان اپنی تالیف پر مفتون ہوتا ہے اور اس کا نفس اپنی تعریف میں

والفضل من ناظران يرى ما قد حوى بالمقلة الراضيه

اس کو ملاحظہ کرنے والوں کی مہربانی سے امید ہے کہ جو کچھ اس میں ہے اس کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھیگا

وان يجد عيبا يكن ساترا عوارة بالمنة الوافيه

اگر کوئی عیب پائے گا تو اسے براہ کرم چھپا دے گا

والحمد لله وحده وصلى الله على من لا نبی بعده

Marfat.com

نقد الدرر

مظہر حسن جے پوری

یہ ۱۳ صفحات کا چھوٹا سا مطبوعہ رسالہ ہے جس میں "انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوات والارض والجبال فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان انہ کان ظلوما جہولا (۱) کی تشریح و تفسیر کی گئی ہے۔ اس کے مصنف بھی شیعہ ہیں۔ ابتدا یوں ہوتی ہے

"اعلم ان الضمیر فی کلمۃ منہا امایرجع الی الامانۃ فیقدر المعنی

"امانت" کیا تھی جس کو اٹھانے سے انسان کے علاوہ ہر ایک نے انکار کیا۔ اس کے متعلق لکھتے ہیں۔

بعض لوگوں نے امانت سے ذاتِ الٰہی کی معرفت مُراد لی ہے اور بعض نے شریعت کی ذمہ داری بتایا ہے۔ لیکن فرقۂ شریفہ شیعہ کے اہلِ تحقیق اس سے مقام حمد مُراد لیتے ہیں جس کا منتہٰی ذاتِ احمدی پھر ذاتِ علوی ہے۔ (۱)

---

(۱) سورۃ الاحزاب آیت ۷۲

Marfat.com

اِس رسالے کا خاتمہ اِن الفاظ پر ہوتا ہے۔

" قد فرغ من تسوید ھذہ السطور۔۔۔۔۔۔۔۔۔

فی شھر ربیع الثانی ۔ العام سنۃ ۱۲۱۳ من الھجرۃ

المقدسۃ المبارکۃ حامدا ومصلّیا ۔"

Marfat.com

تیسرا باب

حاشیہ علیٰ مدارک التنزیل

مولانا الہ داد جون پوری متوفی ۹۲۳ھ

جون پور کے اہم اور مشہور علماء میں سے تھے۔ شیخ عبداللہ تلبنی (۱) کے شاگرد تھے۔ سید حامد شاہ مانک پوری (۲) سے بیعت تھے۔ اس بیعت کا قصہ یوں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ان کے ایک ساتھی حامد شاہ کے مرید تھے۔ مولانا الہ داد نے کہا کہ تم نے بیعت کر کے طالب علموں کی عزت برباد کر دی ہے۔ اُس ساتھی نے اُن کو حامد شاہ کی مجلس میں آنے کی دعوت دی اور خود امتحان لینے کے لیے کہا۔ مولانا بعض مشکل مسائل کو تیار کر کے حامد شاہ کے یہاں پہنچے اور اُن سے سوالات کیے۔ حامد شاہ نے اُن کو پوری طرح سے مطمئن کر دیا تو یہ خود بھی اُن کے مرید ہو گیے۔

درس و تدریس اُن کا شغل تھا۔ نحو، فقہ اور اصولِ فقہ میں اپنے دور میں ممتاز تھے۔ مدارک التنزیل، کافیہ، ہدایہ وغیرہ کی شرحیں لکھیں۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی تصانیف کے مالک تھے۔ (۳)

اس کتاب کا قلمی نسخہ علی گڑھ میں مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی کے ذخیرے میں موجود ہے۔ (۴) اس میں ۹۲ ۳۔ اوراق ہیں۔ یہ شیخ ابوالبرکات حافظ الدین

---

(۱) متوفی ۹۲۲ھ (نزہتہ ۴/۲۰۴) (۲) متوفی ۹۰۱ھ (نزہتہ ۴/۸۴) (۳) نزہتہ ۴/۱۴ اخبار الاخیار ص ۱۹۱؛ (۴) مخطوطہ نمبر ۸/۹ ـ

Marfat.com

عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی (۱) کی مشہور و معروف تفسیر مدارک التنزیل وحقائق التاویل کا حاشیہ ہے۔ پہلے صفحے پر کئی مہریں ہیں جو صاف پڑھی نہ جا سکیں۔ اس کے علاوہ مختلف تحریریں ہیں۔ ایک مہر کے نیچے "عوض دیدہ" اور ۱۰۷۹ھ بھی لکھا ہے۔ مختلف تاریخیں اور بھی لکھی ہیں۔ ایک مہر کے نیچے ۱۱۸۴ھ بھی لکھا ہے۔ ایک ہلکی سی مہر ۱۰۷۵ھ بھی پڑھی جاتی ہے۔

یہ حاشیہ شروع قرآن مجید سے سورۂ مریم تک ہے۔ شروع اور آخر میں تو ایک ہی شخص کی تحریر معلوم ہوتی ہے لیکن نصف آخر میں بیچ کے کچھ صفحات کسی دوسرے شخص کے لکھے ہوئے ہیں۔ کیوں کہ اندازِ تحریر بدلا ہوا ہے۔ اس حاشیہ کو لکھنے کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ مشکلات کو آسان اور عام فہم کیا جا سکے۔ بیضاوی کی طرح سے یہ بھی چوں کہ داخل نصاب رہی ہے اس لیے اس کی ضرورت بھی تھی کہ مشکل مقامات پر مزید بحثیں کر کے اہم نکتوں کی تشریح کی جائے۔

مصنف نے اس میں پوری کوشش کی ہے کہ الجھی ہوئی بحثوں اور مبہم باتوں کی پوری توضیح کریں۔ تفسیر کے علاوہ گرامر، لغت اور رواۃ کے سلسلوں پر بھی نظر رکھی ہے۔ بہت سی ایسی احادیث بھی نقل کی ہیں جن کا اصل تفسیر میں محض حوالہ ہے۔ شانِ نزول اور واقعات کا ذکر بھی کیا ہے۔

اس کتاب کی ابتدا یوں ہوتی ہے:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین رضی اللہ عنہم۔"

ان کا طرزِ بیان سمجھنے کے لیے مندرجہ ذیل عبارت کافی ہے جس میں انھوں نے

---

(۱) اعلام ۴/۱۹۲

Marfat.com

"کذب" اور "فساد" کی تشریح کی ہے۔

"کسی چیز کے بارے میں خلاف واقعہ خبر دینا کذب ہے۔"

"کسی چیز کا درستی اور قابلِ انتفاع حالت سے نکل جانا "فساد" کہلاتا ہے۔ یہ اصولیوں کے اُس بیان کے خلاف ہے جو انھوں نے فاسد اور باطل کے فرق کے سلسلے میں ذکر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں جب اصل و وصف دونوں نہ رہیں تو باطل ہے اور جب اصل باقی ہو مگر وصف نہ موجود ہو تو اسے فاسد کہتے ہیں۔ مثلاً لولو فاسد وہ موتی ہے جس میں چمک دمک نہ رہے۔"

اسی طرح سے انھوں نے بہت سی باتوں کی طرف اشارے کیے ہیں اور نحوی بحثیں کر کے مفہوم کی توضیح کی ہے۔ احادیث و اقوال کے ساتھ ساتھ دوسری تفسیروں مثلاً تفسیر کبیر، تفسیر زاہدی اور تفسیر کشاف کا ذکر بھی کرتے ہیں۔ بالخصوص کشاف کے بہت حوالے دیتے ہیں۔ امام شافعی کی بہت سی تاویلات بیان کی ہیں اور جہاں ان کو غلط سمجھتے ہیں اُن کی باتوں کی تردید دلائل سے کرتے ہیں۔ بہت سی جگہوں پر یہ بھی کیا ہے کہ جس مسئلہ کو بیان کر رہے ہیں اُس کی ذیلی سرخیاں حاشیے پر لکھ دیتے ہیں کہ یہ حصہ اس مسئلہ کے بیان میں ہے۔

تفسیر مدارک بذاتِ خود کافی آسان اور سلجھی ہوئی ہے۔ یہ حاشیہ اگرچہ اس کی مزید توضیح میں ہے لیکن فنی باریکیوں اور علمی بحثوں کی وجہ سے خاصا مشکل ہو گیا ہے۔

اس کا اختتام ان الفاظ پر ہوتا ہے:۔

"قلت جاز ان یکون صوم النفل فی ....."

اس کے آگے صفحہ غائب ہے۔ اتنی ہی عبارت تک کتاب موجود ہے۔

Marfat.com

حاشیہ تفسیر بیضاوی

مولانا وجیہ الدین علوی گجراتی۔ ولادت ۹۱۱ھ وفات ۹۹۸ھ

علامہ وجیہ الدین بن نصر اللہ بن عماد الدین علوی گجراتی اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم تھے۔ ان کے معاصرین میں کوئی بھی تصنیف و تالیف اور درس و تدریس میں اُن کے ہم پلّہ نہ تھا۔ چانپانیر گجرات میں ۹۱۱ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد علامہ عماد الدین محمد بن محمود طارمی (۱) کی شاگردی اختیار کی۔ منطق، حکمت، کلام وغیرہ کی تعلیم اُن سے حاصل کی۔ تھوڑے ہی عرصے میں مختلف علوم میں ماہر ہو گئے۔ بیس سال کی عمر میں فتویٰ دینے لگے اور درس و تدریس کا سلسلہ بھی شروع کر دیا۔

شیخ کی زندگی ہی میں ان کا شمار اکابر علما میں ہونے لگا تھا۔ چشتی طریقے کی تعلیم قاضی خاں چشتی (۲) سے اور شطاری طریقے کی تعلیم شیخ محمد غوث گوالیاری (۳) سے حاصل کی۔ انتہائی شریف النفس تھے۔ طبیعت میں قناعت تھی۔ سچے اور مخلص تھے۔ لباس میں کسی سے ممتاز نہ ہوتے تھے۔

---

(۱) متوفی ۹۴۱ھ (نزہۃ ۴/۳۱۵) (۲) متوفی ۹۳۰ھ (نزہۃ ۴/۲۶۵)

(۳) متوفی ۹۷۰ (نزہۃ ۴/۲۹۳)

Marfat.com

جو کچھ بھی اُن کے پاس ہوتا طلبا پر خرچ کر دیتے تھے۔ دُنیاوی سامان سے پرہیز کرتے تھے اور اُس کے حصول کے لیے ذرا بھی کوشش نہ کرتے تھے۔ دن رات عبادت وریاضت اور تعلیم دین میں مشغول رہتے تھے۔ ان کو تصنیف وتالیف اور اچھی عبارت لکھنے کا ملکہ تھا۔ ان کی مفید تصانیف میں حاشیہ علی تفسیر بیضاوی، حاشیہ علی اصول بزدوی حاشیہ علی المطوّل والمختصر، حاشیہ شرح وقایہ، حاشیہ علی شرح الشمسیہ للرازی وغیرہ مشہور ہیں۔ ۹۹۸ھ میں اُن کا انتقال ہوا۔ اُن کی قبر احمد آباد میں ہے۔ (۱)

بادشاہ وقت (۲) اُن کی بڑی قدر وعزت کرتا تھا۔ اور اُن کے علم سے بہت متاثر تھا۔ سید محمد غوث گوالیاری شیر شاہ سے ڈر کر احمد آباد آ گیے تھے۔ یہاں اُن کے بہت سے مخالف ہوگئے تھے۔ انھوں نے ایک رسالہ معراج نامہ لکھا تھا اس پر علماء نے اعتراضات کیے اور اُن کے خلاف ایک محضرنامہ تیار کیا جس کی رُو سے انھیں قابل قتل ٹھہرایا گیا تھا اس پر تمام علماء نے مہریں ثبت کر دیں یہاں تک کہ شیخ علی متقی (۳) نے بھی جو اس دور کے انتہائی عظیم بزرگ تھے۔ یہ محضرنامہ بادشاہ کو بھیج دیا گیا۔ بادشاہ نے اسے دیکھ کر کہا کہ جب تک اس پر شیخ وجیہ الدین کی مہر نہ ہوگی۔ قتل کا حکم نہیں دیا جا سکے گا۔ یہ کاغذ شیخ صاحب کے پاس آیا۔ انھوں نے سید صاحب سے ملاقات کی اور پہلی ہی ملاقات میں اُن کی علمی فضیلت کے قائل ہوگیے اور اس کاغذ کو پھاڑ کر پھینک دیا (۴)۔

اس حاشیے کے تین نسخے نظر سے گزرے ہیں۔ ایک علی گڑھ میں حبیب گنج کلکشن میں اوراق (۱۸۷) دوسرا حیدر آباد میں آصفیہ لائبریری میں (صفحات ۵۸۱) تیسرا حیدرآباد

---

(۱) نزہۃ ۴ / ۳۸۵

(۲) اکبر (انھوں نے بابر، ہمایوں اور شیر شاہ وغیرہ کا دور بھی دیکھا تھا)

(۳) تذکرہ ص ۳۴۸ مآثر الکرام دفتر اول ص ۱۹۲

Marfat.com

ہیں سالار جنگ لائبریری میں (صفحات ۴۶۸) ۔تینوں نسخے مکمل ہیں۔ تینوں نسخوں کے کاتب مختلف ہیں اور مختلف سنوں میں نقل ہوئے ہیں ۔ سالار جنگ کا نسخہ ۱۰۴۸ھ کا ہے۔ علی گڑھ کے نسخے کی ابتدا اس طرح سے ہوتی ہے ۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب"

حیدرآباد والے نسخوں میں ایک آدھ لفظ بدلا ہوا ہے تینوں نسخے ابتداء سے لے کر سورۂ حجر تک ہیں، سالار جنگ کے نسخے میں کاتب نے آخر میں یہ عبارت لکھی ہے جس سے کاتب کا نام اور سنہ تحریر کا پتہ چلتا ہے۔

تمت تمام شد کاتب حروف عبدالرحمٰن بن میاں صدیق شہر ذوالقعد تاریخ ثمانیۃ وعشرون (۲۸ رذی قعدہ ۱۰۴۸ھ) سنتہ ثمانیتہ واربعین والف"۔

آصفیہ کے نسخے میں کاتب نے خاتمے پر یہ عبارت لکھی ہے

"ھذہ الحاشیۃ المبارکۃ لسید العلماء والفضلاء وافضل الشرفا والفقہا المستقیم علی الصراط النبوی الشیخ وجیہ الدین المعروف بالعلوی اسکنہ اللہ تعالیٰ (۱) .... الجنان وانا من اللہ علیہ شابیب الغفران علی تفسیر البیضاوی وتت الفتحۃ من الاثنین السلوک فی شہر الشوال المعظم"

علی گڑھ کے نسخے میں اختتام کے الفاظ کاتب نے یوں لکھے ہیں ۔

"تمام شد حاشیہ میاں شیخ وجیہ الدین بر تفسیر بیضاوی بتاریخ ۲۲ ر شہر ذی الحجۃ روز دوشنبہ ۱۰۷۸ ہجری در احمد آباد گجرات ۔"

اس حاشیے کا مقصد بھی وہی تھا جو اور لوگوں کے پیش نظر رہا ہے یعنی بیضاوی کی مشکلات کو حل کرنا اور مسائل کو زیادہ آسان انداز میں ذہن نشین کرانا اس سلسلہ میں

---

(۱) کرم خوردہ

Marfat.com

انھوں نے خاصی کوشش کی ہے۔

بیضاوی کی عبارت کو قولہ کے بعد لکھتے ہیں۔ اس کے بعد اس کی تشریح کرتے ہیں۔ بعض بعض جگہوں پر بیضاوی اور اُن کی عبارتوں میں تفریق کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ اس لیے کہ کوئی ایسی علامت نہیں ہے جس سے دونوں کو الگ کیا جا سکے۔

انھوں نے اس بات کی پوری کوشش کی ہے کہ عبارت کہیں بھی اُلجھنے نہ پائے جتنی بھی عبارتیں ہیں سب صاف اور سیدھی ہیں۔ جہاں پر ضرورت ہے گرام سے بھی بحث کی ہے زمخشری (۱) علامہ تفتازانی (۲) اور جوہری (۳) کے حوالے موجود ہیں۔ اس دور کی دوسری شرحوں کے مقابلے میں ان کی شرح زیادہ بہتر ہے اور اس سے مفہوم کے سمجھنے میں زیادہ آسانی ہوتی ہے۔ انھوں نے اس میں بلا وجہ کی بحثیں نہیں کی ہیں اس کی کوشش کی ہے کہ لوگ ان کی کتاب سے زیادہ فائدہ اُٹھائیں

---

(۱) محمود بن عمر بن محمد بن احمد الخوارزمی الزمخشری جار اللہ ابو القاسم متوفی ۵۳۸ھ الاعلام ۸/۵۵۔

(۲) مسعود بن عمر بن عبد اللہ التفتازانی متوفی ۷۹۲ھ الاعلام ۸/۱۱۳

(۳) اسماعیل بن حماد الجوہری متوفی ۳۹۳ھ الاعلام ۱/۳۰۹

Marfat.com

الرّسالۃ العلویۃ

شیخ وجیہ الدّین علوی

یہ رسالہ چار صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں کشاف کی "فمن ثقلت موازینہ"[1] کی تفسیر کی توضیح ہے۔ یہ رام پور کے کتب خانے میں موجود ہے (۲) ابتدا میں ایک نوٹ ہے جس میں لکھا ہے کہ:۔

"یہ رسالہ حضرت شیخ وجیہ الدّین کی تصنیف ہے جو صاحب کشاف کے اس قول کی تردید میں لکھا گیا ہے جو اس نے فمن ثقلت موازینہ کے بارے میں کہا ہے۔"

اس رسالے کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے۔

"بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم وبہ نستعین الحمد للہ علی احسانہ والصّلوٰۃ علی محمد افضل خلقہ۔"

اس رسالہ کے کاتب ملک احمد ہیں جیسا کہ خاتمے کی عبارت سے پتہ چلتا ہے۔

"تمت الرّسالۃ العلویۃ ضحوۃ یوم الاحد ربروز اتوار (۲) شوال م ۱۰۷۳ء بید الفقیر ملک احمد منقولۃ بخط المؤلف قدس سرہٗ"

---

(۱) سورۃ القارعۃ آیت ۱

(۲) مخطوطہ ۳۲۸

Marfat.com

حاشیہ علیٰ انوار التنزیل

سید صبغۃ اللہ وفات ۱۰۱۵ھ

سید صبغۃ اللہ کے آباؤ اجداد اصفہان سے ہجرت کر کے ہندوستان آئے تھے۔ ان کی پیدائش گجرات میں ہوئی۔ علامہ وجیہ الدین (۱) کی شاگردی اختیار کی۔ بہت جلد علم و ہنر میں یکتا ہو گیے۔ اِن کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ شیخ وجیہ الدین کے انتقال کے بعد ان کے خلیفہ ہوئے۔ بہت سے لوگ ان کے مرید اور شاگرد ہوئے۔ ۹۹۹ھ میں حج و زیارت سے فارغ ہو کر اپنے وطن واپس آئے۔ تھوڑے ہی عرصے بعد پھر حج کے لیے گیے اور مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کر لی۔ وہیں اُن کا انتقال ۱۰۱۵ھ میں ہوا۔ "حاشیہ تفسیر بیضاوی" "رسالہ" ارادۃ الدقائق فی مراۃ الحقائق" "کتاب الوحدۃ" وغیرہ ان کی مشہور تصانیف ہیں۔ (۲)

ان کا حاشیہ بیضاوی ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ میں ایک مجموعہ میں بیضاوی کے دو اور حاشیوں کے ساتھ ہے (۳)۔ پہلا حاشیہ ان کا ہے۔ دوسرا ناقص ہے۔ تیسرا محمد بن شیخ صفی الدین (۴) کا ہے۔ مولانا صبغۃ اللہ کا حاشیہ صرف سورۃ الحمد

---

(۱) تذکرہ ص ۲۴۴ (۲) حدائق ص ۴۰۱ نزہۃ ص ۱۷۵ ج ۵ یاد ایام ص ۶۷
(۳) مخطوطہ نمبر
(۴) پتہ نہیں چلتا کہ یہ کہاں کے تھے۔

Marfat.com

تک کا ہے۔ انھوں نے اسے مدینہ میں لکھا تھا۔ اُن کا ارادہ تھا کہ آئندہ اسے مکمل کریں گے مگر غالبًا اسے مکمل نہیں کر سکے۔ اس کو شیخ بن الیاس نے مرتب کیا تھا۔ اور ۱۰۳۱ھ میں عبدالمالک بن ملا حمزہ نے نقل کیا۔ اس کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے :-

"الحمد للہ الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہ لیکون نذیرا"

اپنے مقدمے میں علم تفسیر کے سلسلے میں لکھتے ہیں :-

"تفسیر وہ علم ہے جس کے ذریعے بقدر طاقت بشری کلام الٰہی کے مطالب روایت و درایت کے اعتبار سے کیے جاتے ہیں۔ اس طرح تفسیر و تاویل ایک ہو جاتے ہیں۔ لیکن دوسرے لوگوں نے کہا ہے کہ روایت کے ذریعے جو معنی بیان کیے جائیں وہ تفسیر ہے اور بذریعہ درایت جو مطالب بتائے جاتے ہیں وہ تاویل ہے۔"

تفسیر کی تفسیر بیان کرنے کی وجہ سے حاشیہ خاصا طویل ہو گیا ہے۔ ۹۵ اوراق میں محض مقدمہ اور الحمد کی تفسیر ہو سکی ہے۔

Marfat.com

حاشیہ تفسیر بیضاوی

مولانا عبدالسلام لاہوری متوفی ۱۰۳۷ھ

مولانا عبدالسلام کو علم و فن سے بہت لگاؤ تھا حتیٰ کہ اتنا زیادہ پڑھنے والا کوئی اور مشکل سے رہا ہوگا۔ کتب درسی شیخ اسحاق (۱) سے پڑھیں۔ شیخ سعد اللہ (۲) اور قاضی صدر الدین (۳) سے بھی کسب فن کیا۔ حکمت فتح اللہ شیرازی (۴) سے سیکھی۔ لاہور میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور پچاس سال تک اسے جاری رکھا۔ شیخ محب اللہ الٰہ آبادی (۵) مفتی عبدالسلام دیوی (۶) محمد میر بن قاضی سائیں وغیرہ ان کے مشہور شاگرد ہوئے ہیں۔

مآثر الکرام میں غلام علی حسین بلگرامی لکھتے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے کہ میں جب علم کے کسی بھی دروازے میں قدم رکھتا ہوں تو اس دروازے سے اور کبھی بہت سے دروازے کھل جاتے ہیں اور میں اس علم سے دوسرے بہت سے علوم تک پہنچ جاتا ہوں۔

---

(۱) نزہتہ ص ۰۷ ج ۵ (۲) نزہتہ ص ۵۶ ج ۵ (۳) ایضاً ص ۱۷۷ ج ۵

(۴) ایضاً ص ۳۰۳ ج ۵ (۵) ایضاً ص ۲۳۲ ج ۵

(۶) ایضاً ۲۲۲ ج ۵

Marfat.com

اگر میں چاہوں تو ان کو لکھ کر ایک مستقل چیز بنا سکتا ہوں لیکن مجھے پڑھانے سے اتنی فرصت ہی نہیں ملتی کہ یہ کام بھی انجام دے سکوں۔ جب میں بڑھا ہو جاؤں گا اور میرے اعضا شل ہو جائیں گے تو مجھے اِس کا افسوس ہو گا۔ اور ہوا بھی ایسا ہی۔ آخر عمر میں ان کو اپنی اِس کوتاہی پر بہت افسوس تھا۔(۱)

ایک مدت تک مفتی کے عہدے پر بھی فائز رہے اور تمام فرائض پوری دیانت داری سے ادا کرتے رہے۔ انھوں نے بیضاوی کی شرح لکھی جو بہت مشہور ہوئی۔ ۱۰۴۷ھ میں اُن کا انتقال ہوا(۲)

اس حاشیے کا اصل نام "تفسیر زہراوین" ہے جیسا کہ کتاب کے خاتمے پر لکھا ہے۔

"تم تفسیر الزهراوین بتوفیق الله تعالیٰ والحمد لله علیٰ ذالك"

یہ حاشیہ ۲۷۲ اوراق پر مشتمل ہے۔ اِس کا قلمی نسخہ رام پور کے کتب خانے میں موجود ہے۔ اِس حاشیے میں شروع کلام پاک سے سورۃ آل عمران تک کی شرح ہے۔ اس کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے۔

بسم الله الرحمٰن الرحیم، قوله الحمد لله الذی نزل الفرقان علیٰ عبده لیکون للعالمین نذیرا۔"

قاضی بیضاوی کی انوار التنزیل اور اسرار التاویل ہندوستان میں بیشتر جگہوں پر نصاب میں داخل رہی ہے اس لئے بہت سے علماء نے اس کو زیادہ آسان اور عام فہم بنانے کے لیے اس کی شرحیں لکھیں۔ انہی شرحوں میں سے ایک ملا عبدالسلام لاہوری کی یہ کتاب بھی ہے۔ کسی بھی شرح کی جب مزید شرح کی جاتی ہے تو چیستان بنیں اور مسائل کی تحقیق و تدقیق میں بات سلجھنے کے بجائے اور اُلجھ سی جاتی ہے۔ ایسا ہی کچھ اِس حاشیہ

---

(۱) مآثر الکرام ص ۲۳۶ (۲) نزہتہ ۵/۲۲۳

Marfat.com

یں بھی ہے بہت سی جگہوں پر باتیں کافی لمبی ہوگئی ہیں اور یہ پتہ نہیں چلتا ہے کہ مطلب کیا ہے۔ قولہ کہہ کر شروع تو کرتے ہیں مگر متن و حاشیہ اس طرح ملا دیتے ہیں کہ دونوں کو الگ کرنا بہت مشکل کیا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔

"ذوی القربیٰ والیتمیٰ (۱) کی تشریح یوں کرتے ہیں :-

"ذوی القربیٰ کو مقدم کیا ہے۔ امام رازی کا بیان ہے کہ جو زیادہ مستحق تھا اس کو ترجیح دی ہے۔ اس وجہ سے اگر تنگ دستی قرابت کے ساتھ ہو تو ایسا شخص دوسرے سے زیادہ مستحق ہے، کیوں کہ اس میں صلۂ رحمی اور صدقہ دونوں کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ قرابت مال کے دیے جانے کی زیادہ باعث ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے عزیز یا قریب وراثت کا مستحق ہوتا ہے۔ وصیت میں بھی اس کا اثر پڑتا ہے اور صاحبِ مال ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد یتیموں کا ذکر کیا ہے اس لیے کہ وہ بالکل بے سہارا ہوتے ہیں۔ پھر مساکین کا ذکر کیا ہے اس لیے کہ ان کو ضرورت شدید ہوتی ہے۔ پھر مسافر کا ذکر کیا ہے کیوں کہ اسے اہل و عیال کی ذمہ داریوں کی وجہ سے مال کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ پھر سائلین اور غلاموں کی آزادی کا ذکر کیا ہے اس لیے کہ پہلے پہلے بیان کردہ لوگوں کے مقابلے میں ان دونوں کی ضرورتیں کم ہوتی ہیں۔"

احادیث بھی نقل کی ہیں۔ اختلافی مسائل میں ائمہ کی رائیں لکھی ہیں اور اُن کے اختلافات کو بیان کیا ہے۔ مختلف مسائل میں علماء کا مذہب کیا رہا ہے یہ بھی بیان کیا ہے مثلاً وراثت کی آیتوں میں مفسرین نے بہت اختلاف کیا ہے۔ بعض لوگ ان میں سے کچھ آیتوں کو منسوخ قرار دیتے ہیں اور کچھ نہیں۔

کتاب کا خاتمہ اس عبارت پر ہوتا ہے :-

"کمدل صیام رمضان ھو بالفتح المثل من غیر الجیش و بالکسر من الجیش۔" (۲)

---

(۱) سورۃ البقرۃ آیت ۱۷۷ (۲) اوپر کی عبارت کرم خوردہ ہونے کی وجہ سے مفہوم واضح نہیں ہے۔

Marfat.com

حاشیہ بیضاوی

شیخ عبدالحکیم سیالکوٹی متوفی ۱۰۶۷ھ

شیخ عبدالحکیم سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ شیخ کمال الدین کشمیری (۱) سے کسبِ علم کیا۔ مسائل کو سمجھنے اور حل کرنے کی نئی راہوں کو بروئے کار لائے۔ شاہ جہاں ان کا بہت معترف تھا۔ دوبار ان کو چاندی سے تولا اور سب کی سب ان کو بخش دی۔ ان کا وظیفہ مقرر کر رکھا تھا تاکہ وہ بے نیاز ہو کر اپنی علمی و ادبی مصروفیات جاری رکھ سکیں۔

شیخ فضل اللہ محبی "خلاصۃ الاثر" میں لکھتے ہیں کہ وہ بہترین اور بڑے علماء میں سے تھے۔ عقیدے کے پختہ اور سیدھی راہ پر چلنے والے تھے۔ حق کے ہم نوا تھے اور امراء و اعیان سلطنت سے مقابلہ کرنے کی ہمت رکھتے تھے۔ شاہ جہاں نے ان کو رئیس العلماء کا خطاب دے رکھا تھا اور وہ کوئی اہم کام بغیر اُن کی مرضی کے نہیں کرتا تھا۔ ان کو جو شان اور عظمت نصیب ہوئی اُس دور میں کسی اور کو نہیں ملی۔ تمام قسم کے علم و فضل ان میں جمع تھے اور وہ اپنے دور کے یکتا تھے۔ انھوں نے اپنی جوانی اور بڑھاپا اہم مسائل کے تفقہ اور اُن کے حل کرنے میں لگا دیا۔ (۲)

---

(۱) نزہتہ ۳۱۶/۵ (۲) خلاصۃ الاثر ۲/ ۳۱۸

Marfat.com

محمد صالح "العمل الصالح" میں لکھتے ہیں کہ وہ اپنے زمانے کے اساتذہ میں سے تھے وہ علم کی انتہائی بلندیوں تک پہنچ گئے تھے۔ اُن کے دور میں کوئی بھی اُن کا ہم پلہ نہ تھا۔ ساٹھ سال تک درس وتدریس میں لگے رہے۔ اُن کی تصانیف میں حاشیہ بیضاوی، حاشیہ مطوّل، حاشیہ شرح المطالع، حاشیہ للخیالی، حاشیہ شرح العقائد وغیرہ ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی کچھ کتابوں کی شرحیں لکھیں، رسائل کا بھی مجموعہ ہے۔ سیالکوٹ ہی میں ۱۰۶۷ھ میں انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔ (۱)

عبداللہ بن عمر البیضاوی کی "انوار التنزیل واسرار التاویل" قرآن کریم کی تفسیروں میں ایک خاص مرتبہ رکھتی ہے۔ قرآن مجید کی تفسیر میں جتنے موضوعات سے بحث کی جاسکتی ہے وہ سب بڑی خوبی کے ساتھ اس میں جمع کردئے گئے ہیں لیکن ان سب باتوں کے باوجود بہت سے لوگ اسے مکمل اور جامع تفسیر نہیں تسلیم کرتے ان کے خیال میں اس میں بہت سے مسائل ایسے ہیں جن پر پوری تفصیل سے بحث نہیں کی جاسکی ہے۔

اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ یہ عرصے تک بہت سی جگہوں کے نصاب درس میں بھی داخل رہی ہے۔ بیضاوی، جلالین اور کشاف یہ تینوں کتابیں ایسی ہیں جنھیں بے انتہا شہرت نصیب ہوئی اور جن کا عام طور سے مذہبی حلقوں میں رواج ہوا۔ یہ کتابیں چونکہ اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے لکھی گئی تھیں اس لیے مدت دراز تک مدارس کے نصاب میں داخل رہیں ہندوستان کے علماء نے ان تینوں پر حواشی لکھے۔ بیضاوی کی بہت سے لوگوں نے مختلف انداز میں تشریح کی ہے مگر ان سب میں ملا عبدالحکیم کا حاشیہ بہت اچھا اور اہم سمجھا جاتا

---

(۱) بحوالہ نزہتہ ۵/۲۱۰

Marfat.com

ہے۔ اس کے بہت سے قلمی نسخے مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں اور یہ کتاب شائع بھی ہو چکی ہے۔

ملّا صاحب کی یہ تصنیف بیضاوی کے پہلے دو پاروں کی تشریح میں ہے چوں کہ یہی حصہ اہم مسائل سے متعلق ہے اس لیے ملّا صاحب نے اس حصے کی تشریح کو زیادہ ضروری سمجھا اگرچہ انھوں نے اس کا اظہار کیا ہے کہ بعد میں وہ اپنا کام مکمل کریں گے لیکن پھر اس حصّے کے آگے غالباً وہ نہ لکھ سکے۔ اُن کی یہ شرح دوسرے پارے کی ثلث تک ہے۔

مصنّف کا مقصد بیضاوی کی مشکلات کو حل کرنا ہے۔ یہ بات بھی پیشِ نظر ہے کہ دوسروں کو اس سے بات کے سمجھنے میں زیادہ آسانی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے بیضاوی کے چھوٹے چھوٹے جملوں اور کہیں کہیں پر مبہم تفسیر کی تشریح و توضیح پوری تفصیل سے کی ہے۔ مصنّف نے اس بات کی کوشش بھی کی ہے کہ مشکل مقامات کو بھی حل کر دیں تاکہ پڑھنے والے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھا سکیں۔

زبان و بیان اور لغت کی باریکیوں کا ذکر کیا ہے۔ مشکل الفاظ اور مخصوص طرزِ ادا کی تشریح کی ہے اس میں وہ دوسرے شارحین سے بازی لے گئے ہیں ان کی تشریحی عبارتیں زیادہ آسان ہیں جن سے پڑھنے والے کو بغیر کسی اُلجھن کے بات سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔

قرآن مجید کی سب سے صحیح، واضح اور اچھی تفسیر خود نبی صلعم نے اپنی زبانِ مبارک سے کی تھی۔ اُن کے صحابہ نے ان اقوال کو حفظ کر لیا تھا اور موقع پر انھیں کی روشنی میں عمل کرتے تھے۔ قرآن کریم میں بہت سے ضروری مسائل کی طرف محض اشارے ہیں۔ ان اشاروں کو سمجھنے کے لیے ہمیں احادیث کی طرف رجوع

Marfat.com

کرنا پڑتا ہے کیونکہ یہ نبی صلعم کے اقوال یا افعال ہیں جن سے آیات کی شرح ہوتی ہے۔ تمام مفسرین کی طرح قاضی صاحب بھی اپنی تفسیر میں اقوال محمدی نقل کرتے ہیں اور اس سے آیتوں کی تفسیر زیادہ آسان ہو جاتی ہے۔ صاحبِ حاشیہ نے ان احادیث کے علاوہ بھی کہیں کہیں اور حدیثیں بھی لکھ دی ہیں۔ بیضاوی نے بعض جگہوں پر حدیث تو نقل کی ہے مگر سند نہیں بیان کی ہے اور نہ ہی راوی کا نام لیا ہے۔ ملّا صاحب نے اس کمی کو پورا کیا ہے اور راوی کا نام لکھ دیا ہے۔ جن روایتوں کی صحت میں شبہ ہے اُن پر بھی بحث کی ہے۔

بیضاوی نے "وامنوا بما انزلت مصدقا لما معکم" کی تفسیر میں آگے چل کر نبی صلعم کی ایک حدیث نقل کی ہے جس میں ہے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام ہوتے تو وہ بھی میرے دین کی اتباع کرتے۔ اس حدیث کا کوئی حوالہ نقل نہیں کیا گیا ہے۔ صاحبِ حاشیہ نے پورا واقعہ نقل کیا ہے اس کے بعد نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے الفاظ بھی نقل کیے ہیں کہ " والذی نفس محمد بیدہ لو بدا لکم موسیٰ فاتبعتموہ وترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل ولو کان حیا وادرک نبوتی لاتبعنی" مشکوٰۃ اور دارمی کا حوالہ بھی دیا ہے (ص ۲۲۲)۔ اسی طرح سے اور بہت سی جگہوں پر بھی کیا ہے۔

قاضی صاحب بعض جگہوں کی تفسیر کرنا چھوڑ گئے ہیں۔ ملّا صاحب "واعلم ان المصنف رحمہ اللہ تعالیٰ لم یفسر" لکھ کر خود اس کی تفسیر بیان کرتے ہیں۔

یہ حاشیہ ان کی علمی قابلیت کے ساتھ مذہبی معلومات پر عبور اور فہم قرآنی کی دلیل ہے۔ اس حاشیے کی وجہ سے اُن کی بڑی شہرت ہوئی۔ "خلاصۃ الاثر"

Marfat.com

میں لکھا ہے کہ علمائے ہند میں جو مرتبہ ان کا تھا وہ کسی دوسرے کو نصیب نہ ہوا۔ اِس کتاب میں اُن کے حاشیے کے متعلق لکھا ہے کہ میں نے اسے دیکھا ہے اور اِس میں سے بہت سے دقیق مباحث کا مطالعہ کیا ہے۔(۱)

---

(۱) خلاصۃ الاثر ۲/۳۱۸

Marfat.com

حاشیہ بیضاوی

سید جار اللہ الہ آبادی متوفی ۱۱۱۰ ھ

اِس کا قلمی نسخہ علی گڑھ میں فرنگی محل کے ذخیرۂ کتب میں موجود ہے۔(۱) اِس کے تین حصّے ہیں۔ پہلے حصّے میں ۱۷۹ ورق ہیں دوسرے میں ۱۲۹ اور تیسرے میں ۱۲۰ تینوں ایک ہی جلد میں ہیں۔ اِس میں تمام سورتوں کی تفسیر و تشریح آ گئی ہے۔ اختتام پر ایک آدھ صفحہ غائب ہے۔ پوری طرح سے اس کا اندازہ تو نہیں ہو سکا کہ یہ کس سنہ کی تصنیف ہے۔ دوسرے حصّے کے خاتمے پر کاتب نے تاریخ کتابت ۱۶ ار شہر صفر ختم بالخیر و الظفر ۱۱۳۲ ھ لکھا ہے۔

اِس کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے۔

"الحمد للہ الذی نزل الکتاب علی عبدہ لم یخالط الکتاب ولم یقرع مسمع الخطاب فانہم ببلاغۃ نظمہ ..."

اس کے بعد اپنا نام اور تفسیر کی اہمیت لکھی ہے۔

اس کے بعد قاضی بیضاوی کی تعریف کی ہے اور ان کی تصنیف کی اہمیت بیان کی ہے اور بتایا ہے کہ کس طرح مجھے اُس کے بار بار مطالعہ اور غور و فکر کا موقع ملا۔ دوران مطالعہ میں جو مباحث اہم نظر آئے ان کو میں نے نوٹ کر لیا تاکہ محفوظ رہیں

(۱) نمبر ۲۰ ۲۱/۲ ع تفسیر۔ حالات کے لیے نزہتہ ص ۱۴۰ ج ۶

Marfat.com

اور ضائع نہ ہوں۔"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو کسی سورۃ کا جزو مانا جائے یا نہیں، اس پر بڑی اچھی بحث کی ہے اور بہت سی حدیثوں وغیرہ سے یہ ثابت کیا ہے کہ بسم اللہ کسی بھی سورت کا جزو نہیں ہے۔ مثلاً سب سے پہلے سورۂ اقراء نازل ہوئی، اس میں بسم اللہ کا ذکر نہیں ہے، "یا ایھا المدثر" میں بھی اس کا تذکرہ نہیں ملتا۔ دوسرے ائمہ نے اس سلسلے میں جو بحثیں کی ہیں ان کا بھی ذکر کیا ہے اور حوالہ دیا ہے۔ انھوں نے اس میں اور دوسرے مسائل پر بھی بحث کی ہے۔ بالخصوص گرامر اور لغت پر کافی توجہ کی ہے۔

"الٓمٓ" سے کیا مراد ہے، اس سلسلے میں بھی اپنی نیز مفسّرین کی رائیں نقل کی ہیں۔ استنباطِ مسائل اور بحث کا انداز بالکل فلسفیانہ ہے۔ ان کی عبارت بھی اسی وجہ سے کافی مشکل ہوگئی ہے۔ قاضی صاحب نے مسائل کی طرف توجہ نہیں دی تھی یا جن کو سرسری طور پر حل کر کے چھوڑ دیا تھا۔ اُنھوں نے ان سب کو پیش کیا ہے اور مفصّل بحث کی ہے۔

بہت سی جگہوں کی تفسیر اپنی طرف سے بیان کی ہے اور اس بات کی پوری کوشش کی ہے کہ کوئی بات بھی اُلجھی یا غیر تفسیر شدہ نہ رہنے پائے۔ اس سلسلے میں انھوں نے دوسری تفسیروں مثلاً رازی، کشّاف وغیرہ کے حوالے بھی دئے ہیں۔ بعض آیتوں سے استنباطِ مسائل بھی کرتے ہیں اور فقہا کی روایات نقل کرتے ہیں۔

چوں کہ ان کے پیشِ نظر دیگر مفسّرین کی تفاسیر ہیں اس لیے اُنھوں نے مفہوم کی توضیح اور مطالب کی تشریح زیادہ بہتر طریقے پر کی ہے۔ جا بجا قدما کے حوالے بھی موجود ہیں اور مطالب میں ان کے اختلافات کا ذکر بھی کر دیا ہے۔

Marfat.com

اس نسخے کا اختتام ان الفاظ پر ہوتا ہے:

"واعلم ان الاحادیث المرویۃ من العلامۃ متعین فی فضائل السور کلہا موضوعات الا ماروی العلامتان فی فضیلۃ سورۃ الاخلاص فانہ مروی عن البخاری ومسلم"

کتاب یہیں پر ختم ہو جاتی ہے۔ سورۃ الناس کی شرح اس سے پہلے ہے۔

Marfat.com

حاشیہ علی انوار التنزیل

محمد بن عبدالرحیم جونپوری متوفی ۱۱۷۳ھ

یہ پوری تفسیر بیضاوی کا حاشیہ نہیں ہے بلکہ صرف سورۃ الفاتحہ کا ہے اس کا قلمی نسخہ نیشنل لائبریری کلکتہ کے "بہار کلکشن" میں موجود ہے۔ اِس میں ۳۰ ورق ہیں۔ اس کی ابتدا یوں ہوتی ہے:

"الحمد للّٰہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللّٰہ"

اِس کے بعد اپنی تصنیف کی وجہ بیان کی ہے کہ تفسیر کا درس دیتے وقت اُنھیں اندازہ ہوا کہ امام الائمہ اور قدوۃ العلماء قاضی بیضاوی کی تفسیر کے حواشی لکھتے وقت بعض لوگوں نے بعض جگہوں پر پوری طرح سے غور و خوض کیے بغیر تشریح کر دی ہے اور بعض نے ان کی مدافعت کی ہے۔ بہر حال غیر ضروری باتوں میں اُلجھ گئے ہیں۔ مطالب کے پوری طرح نہ سمجھنے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ قاضی صاحب کی عبارتیں مبہم اور پیچیدہ ہیں بلکہ اس کی وجہ ان کی بلند خیالی اور اونچے مطالب بیان کرنے کی کوشش ہے۔ اُن کے ان خیالوں

Marfat.com

تک عام ذہنوں کا پہنچنا اور اُن کی تفسیر کو سمجھنا اور مطالب کو حل کرنا آسان نہیں ہے۔ اس تک صرف وہی ذہن پہنچ سکتے ہیں جو بہت رسا اور طبع سلیم کے حامل ہوں۔

اِس کے بعد اُنھوں نے سورۃ الحمد کی تشریح شروع کی ہے۔ الفاتحہ کے متعلق لکھتے ہیں :-

فاتحہ فتح کے معنی میں مصدر ہے۔ جیسے کہ کاذبہ کذب کے معنی میں ہے۔ اور اس کی وجہ مناسبت یہ ہے کہ یہ ابتدائے قرآن مجید ہے۔"

آگے چل کر یہ بیان کیا ہے کہ اس سورۃ میں کتنی آیات ہیں۔ آیتوں کی تعداد تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ سات ہے۔ اس کتاب میں انھوں نے دوسرے مفسّرین اور بزرگوں کے اقوال سے بھی مدد لی ہے۔ لغوی بحثیں بھی اس سلسلے میں کی ہیں۔

اس کا اختتام ان الفاظ پر ہوتا ہے۔

"والکتاب کا لزمان کاتب وقد یطلق علی المکتب وھو المراد ھٰھنا امّا حقیقتہ بالاشتراک او مجازاً لکونہ محل الکتابۃ تمّ"

Marfat.com

حواشی ترجمہ قرآن

شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ)

اس کا قلمی نسخہ اعظم گڑھ میں دارالمصنفین کے کتب خانے میں موجود ہے (۱) شاہ صاحب (۲) نے فارسی میں فتح الرحمٰن فی ترجمۃ القرآن (۳) کے نام سے قرآن کریم کا جامع اور بہت ہی مختصر ترجمہ کیا تھا۔ اس ترجمہ کے حاشیے پر آپ نے جو نوٹ لکھے ہیں یہ کتاب انھیں کی علیحدہ شکل ہے۔ شاہ صاحب نے خود شروع میں اس کا اظہار کر دیا ہے۔

اس کے بعد انھوں نے سورتوں کے عنوانوں سے بعض اہم الفاظ و آیات کی تفسیر کی ہے۔ عام طور سے اختصار کو ملحوظ رکھا ہے اور اس بات کی کوشش کی ہے کہ بغیر کسی بحث اور الجھاؤ کے آسانی سے اپنی بات سمجھا دیں۔ مثلاً سورۂ مائدہ میں ثالث ثلاثۃ کی تفسیر اس طرح کی ہے کہ نصاریٰ باپ، بیٹا اور روح القدس کو ثابت کرتے ہیں لیکن ان کی تشریح میں مختلف الخیال ہیں۔ میں نے نصاریٰ کے ایک رسالے میں اس طرح دیکھا ہے کہ باپ سے مراد

---

(۱) اس کا ایک اور قلمی نسخہ جامعہ ملیہ دہلی کے کتب خانے میں بھی ہے جو خاص طور [illegible] جامعہ ملیہ کے لئے اسی نسخہ سے نقل کرایا گیا ہے نمبر ۸۴

(۲) حالات کے لیے حیات ولی از مولانا رحیم بخش، خزینۃ الاصفیا ۱/۲/۳ ۴۷۲۔ حدائق الحنفیہ ص ۴۴۴، نزہۃ ۶/۱۰، ۴۰۹، قاموس المشاہیر ۲/ ۲۷۹

(۳) یہ ترجمہ متعدد بار شائع ہو چکا ہے اور اب تک بہت ہی اچھا سمجھا جاتا ہے۔ حیات ولی از مولانا رحیم بخش ص ۵۴۵۔

Marfat.com

مبدأ وجود ہے بیٹا صادرِ اوّل اور روح القدس عقول مجردہ ہیں۔ اقنوم ابن حضرت عیسیٰ کی ذات میں نازل ہوا پس وہ خدا ہے اور وہ انسان ہیں (۱)

اسی طرح سے سورۂ رعد میں ومن عندہ علم الکتاب کے تحت لکھا ہے کہ ہجرت سے پہلے کی آیات اہلِ کتاب کے ایمان پر دلالت کرتی ہیں اور ہجرت کے بعد کی آیات اُن کے کفر کا اظہار کرتی ہیں۔ اس کی تحقیق جیسا کہ ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ قبل ہجرت اُنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مان لیا تھا لیکن جب آپ مدینے میں تشریف لائے اور ان کو اسلام قبول کرنے اور یہودیت کے ترک کرنے کی دعوت دی تو انھوں نے انکار کیا۔ (۲)

اسی انداز پر اُنھوں نے بہت سی آیات کی تشریح کر دی ہے۔ بعض بعض جگہوں پر مدارک، جلالین، بیضاوی وغیرہ کے حوالے بھی دئے ہیں۔ آخری آیت جس کی تشریح پر اس نسخے کا اختتام ہوتا ہے وہ سورۂ کافرون کی آیت "ولا انتم عابدون ما اعبد" (۳) ہے۔ اس کی شرح یہ بیان کی ہے۔

"وقع مرتین فی الاول بمعنی الحال وفی الاخریٰ بمعنی الاستقبال ذکرہ المحلی"

یہ دو مرتبہ آیا ہے پہلی مرتبہ حال کے معنی میں اور دوسری بار مستقبل کے معنی میں۔

---

(۱) سورۂ مائدہ آیت ۱۱۰ (۲) سورۂ رعد آیت ۴۳

(۳) سورۂ الکافرون پارہ ۳۰

Marfat.com

برہان التاویل فی شرح الاکلیل

سراج احمد بن محمد مرشد متوفی ۱۲۳۰ ہجری

سراج احمد بن مرشد بن ارشد ۱۱۶۰ھ میں سرہند میں پیدا ہوئے۔ اُن کا سلسلۂ نسب حضرت مجدد الف ثانی سے ملتا ہے۔ اُن کے والد اُن کے بچپن ہی میں اپنے خاندان کو لے کر رامپور آ گئے تھے۔ سراج احمد نے اپنے والد سے کسب علم کیا جو خود بہت بڑے عالم اور بزرگ تھے۔ خاص طور سے علم حدیث سے بہت اچھی طرح واقفیت رکھتے تھے۔ مولانا سراج احمد شیخ عبد العزیز اور شیخ سلام اللہ کے ہم عصر تھے۔ ان کا انتقال ۱۲۳۰ھ میں لکھنؤ میں ہوا اور اُن کی لاش رامپور لائی گئی اور ان کے والد کے قریب دفن کیا گیا (۱)

علامہ جلال الدین سیوطی نے قرآن مجید سے متعلق بہت سے کام کیے ہیں۔ تفسیر جلالین کے علاوہ اتقان فی علوم القرآن، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، لباب المنقول فی اسباب النزول، مفحمات الاقران فی مبہمات القرآن، طبقات المفسرین وغیرہ بڑی اہم کتابیں ان کی تصنیف ہیں۔ انھوں نے "الاکلیل فی استنباط التنزیل" بھی لکھی ہے جس میں ان آیتوں کی تاویل و

---

(۱) نزہتہ ص ۴۹ ج ۷۔

Marfat.com

توجیہ وتفسیر ہے جس سے کوئی مسئلہ یا کوئی اصول مستنبط ہوتا ہے۔ مولانا سراج احمد نے ضروری سمجھا کہ الاکلیل کی شرح لکھ کر اس کو زیادہ مفید بنایا جائے اس خیال کے پیش نظر انھوں نے اس کام کو بڑی محنت اور توجہ سے کیا اور پوری تفصیل کے ساتھ اس کی شرح لکھ ڈالی اور اس کا نام برہان التاویل رکھا۔ اس کتاب کا قلمی نسخہ علی گڑھ یونی ورسٹی کی لائبریری میں موجود ہے۔ (۱)۔ اس میں ۴۸۳ اوراق ہیں۔ یہ کتاب ۱۲۲۳ھ کی تصنیف ہے۔ اس کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے۔

"الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ آیات بینات منہا محکمات واخر متشابہات"

اپنا سلسلۂ نسب یوں لکھتے ہیں:۔

سراج احمد بن محمد مرشد بن محمد ارشد بن ....(۲)..

محمد سعید بن مجدد الف ثانی الشیخ احمد السرھندی مولدا والفاروقی نسبًا والحنفی مذہبًا"

خود اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"چونکہ حافظ جلال الدین سیوطی کی کتاب الاکلیل فی استنباط التنزیل احکام شریعت کے استنباط میں کافی تھی لیکن مختصر بہت تھی اس لیے میں نے حدیث و تفسیر کی کتابوں خاص طور سے تفسیر کبیر کی مدد سے اس کی تفصیل و تشریح کی غرض سے یہ کتاب لکھی اور اس کا نام برہان التاویل رکھا۔"

---

(۱) نمبر ۳۴۳ مرا (۲) کرم خوردہ

Marfat.com

شیخ سراج احمد نے اکلیل کی شرح پوری توجہ اور محنت سے کی ہے اور ان آیتوں کی مزید تفسیر بھی کر دی ہے جن کو کسی وجہ سے علاّمہ سیوطی چھوڑ گئے تھے۔ مثلاً الحمد للہ رب العالمین کی تشریح مفصّل طور پر کی ہے۔ اور حمد اور مدح کی تشریح کرنے کے بعد شکر اور حمد کا فرق بیان کیا ہے اس کے بعد رب العالمین کی وضاحت کرتے ہیں اور ہر بات کے ثبوت میں عقلی دلائل اور حدیثوں کے حوالے پیش کرتے ہیں۔ رحمان اور رحیم کی بھی وضاحت کی ہے۔ اسی طرح تمام سورتوں کی آیاتِ احکام کی تشریح و توضیح کی ہے۔

اہم مسائل مثلاً روزہ، حج، زکوٰۃ، نکاح و طلاق وغیرہ کے بارے میں اُنھوں نے پوری توجہ سے بحث کی ہے۔ ائمہ و بزرگانِ دین اور صحابۂ کرام کی روایات و اقوال اور اُن کے نظریات کو بیان کیا ہے۔ تمام باتوں کے ساتھ ساتھ دلائل و براہین بھی پیش کیے ہیں اور جس مسئلے کو بھی شروع کیا ہے اُس کو اچھی طرح اختتام تک پہنچایا ہے۔

اِس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کی زبان شُستہ اور سلیس ہے۔ مسائل کی مکمّل توضیح اور احکام الٰہیہ کی پوری پوری ترجمانی اِس میں موجود ہے۔ بہت سی اُن باتوں کا ذکر بھی موجود ہے جو اکلیل میں رہ گئے ہیں۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ اکلیل بہت مختصر ہے۔ اکلیل میں خاتمہ پر اللہ تعالیٰ کے نام، محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نام اور اسمِ اعظم سے متعلق باتیں ہیں۔ شیخ سراج احمد نے اُن کو بھی نقل کر دیا ہے۔

کتاب کا انداز محض احکام کا ذکر کرنا ہی نہیں ہے بلکہ مفسّرانہ رنگ ہے۔ جس سے مفسّر کی علمی قابلیت و ذہانت کا پتہ چلتا ہے۔

اِس کا اختتام اِن الفاظ پر ہوتا ہے۔

Marfat.com

"قد تم الکتاب المدعو برهان التاویل فی شرح الاکلیل یوم الثلثاء لخمس بقین من جمادی الآخر سنة الف و مائتان وثلث عشرون من الهجرة النبوی علی صاحبہا افضل الصلوات واکمل التحیات والبرکات التامات"

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بروز سہ شنبہ ۲۵ رجمادی الآخر ۱۲۲۳ھ کو یہ کتاب مکمل ہوئی۔

Marfat.com

ہلالین شرح جلالین

مولانا تراب علی لکھنوی ولادت ۱۲۱۳ھ وفات ۱۲۸۱ھ

ابوالبرکات کنیت اور رکن الدین لقب تھا۔ علم و فن میں کامل دستگاہ حاصل تھی۔ بڑی بڑی اہم چیزوں کو بہ آسانی سمجھ اور پرکھ سکتے تھے۔ آباء واجداد دہلی اور امروہہ کے رہنے والے تھے۔ بعد میں لکھنؤ آئے اور یہیں رہ پڑے۔ والد کا نام شجاعت علی اور دادا کا نام فقیہ الدین (۱) سلسلۂ نسب مصعب بن زبیرؓ تک پہنچتا ہے۔ ان کے خاندان میں کافی لوگ پڑھے لکھے ہوئے ہیں اور عزت و شہرت حاصل کی ہے۔ مولانا مخدوم حسین لکھنوی سے انھوں نے عربی کی تعلیم حاصل کی۔ منطق، کلام اور ادب کی چند کتابیں شیخ مظہر علی (۲) سے پڑھیں۔ کتب درسی مفتی اسماعیل بن وجیہ (۳) مرادآبادی اور مفتی ظہور اللہ انصاری (۴) لکھنوی سے پڑھیں۔ اس کے بعد شوقِ حج کی تکمیل کے لیے حرمین کا رُخ کیا۔ مکہ میں مفتی عبداللہ سراج مکی سے حدیث کا درس لیا پھر وطن

(۱) متوفی ۱۱۹۵ھ نزہتہ ص ۲۲۶ ج ۶ — (۲) متوفی ۱۲۴۷ھ نزہتہ ص ۴۸۴ ج ۷

(۳) نزہتہ ۶۱ ج ۷ — (۴) متوفی ۱۲۵۶ھ نزہتہ ص ۲۲۷ ج ۷

Marfat.com

واپس آئے اور زندگی بھر درس و تدریس کا مشغلہ جاری رکھا۔ ان کے شاگردوں میں شیخ معین الدین کروی، قاضی انوار علی مراد آبادی، سید غنی نقی زید پوری (۱) وغیرہ کافی اہم ہیں۔ ان کی تصانیف میں "التعلیق المرضی علی شرح القاضی" "شرح الشرح علی القاضی" "شرح السلّم" "شرح ہدایۃ الحکمۃ"، "شمس الضحیٰ لازالۃ الدجیٰ"، "المطوّل" اور "ہلالین" (۲) بہت مشہور ہیں۔ ۱۲۸۱ھ میں ان کا انتقال ہوا اور محمد آباد میں دفن ہوئے۔ (۳)

مولانا تراب علی نے اور شارحین کے راستے سے ذرا ہٹ کر اپنے الگ انداز سے جلالین کی شرح لکھی ہے۔ دوسرے لوگ تفسیروں کی شرح لکھتے وقت عام طور سے قرآن کریم کی آیات کا حوالہ نہیں دیتے ہیں بس جس جملے یا عبارت کا حوالہ ہوتا ہے اُس کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں۔ اُنھوں نے آیت بھی لکھی ہے۔ جلالین کی عبارت بھی اور پھر اُس کی شرح کی ہے۔ اس طرح سے پڑھنے والے کے سامنے تمام باتیں آجاتی ہیں اور وہ خود اپنی رائے بھی قائم کر سکتا ہے۔ شرح کرتے وقت اُنھوں نے تفسیر کبیر، کشاف اور بیضاوی وغیرہ کے حوالے بھی دئے ہیں۔ بعض جگہوں پر مزید توضیح کے لیے حدیثوں سے بھی کام لیا ہے۔ کہیں کہیں پر لغوی بحثیں بھی کی ہیں اور قواعد کے اعتبار سے کن الفاظ کے معنی مختلف جگہوں پر کیا ہو گئے ہیں اُن کو بھی بیان کیا ہے۔ قرآن مجید کے پڑھنے میں بعض جگہوں پر جو اختلافات

---

(۱) متوفی ۱۳۰۷ھ نزہتہ ص ۳۶۵ ج ۷

(۲) تفسیر غفاری کے نام سے بھی مشہور ہے جیسا کہ پہلے صفحہ پر لکھا ہوا ہے۔

(۳) ۱۔ حدائق الحنفیہ میں سنہ وفات ۱۲۸۰ لکھا ہے ص ۴۸۱، ۲۔ نزہتہ ص ۱۰۶ ج ۷۔

Marfat.com

ہیں اُن کا بھی ذکر کیا ہے۔ انھوں نے آخری پارے کی شرح سے ابتدا کی ہے۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ آخری پارے میں چھوٹی چھوٹی سورتیں بڑے وسیع معنوں کی حامل ہیں۔ کتاب کی ابتدا مولانا جمیل احمد اور مولانا محمد اعلم کی تقریظوں سے ہوتی ہے۔

مختلف سورتوں کی تشریح مختلف انداز سے کی ہے اور ہر ایک میں اس بات کی کوشش کی ہے کہ اپنی بات کو دوسروں کے سامنے پوری طرح ثابت کر سکیں۔ مثلاً "سورۃ العصر" میں "العصر" کی تشریح جلالین میں یوں ہے۔

" الدھر او ما بعد الزوال الی الغروب او صلوٰۃ العصر " (ص ۱۵۱)

لیکن صاحب جلالین اُس کی وجوہات بھی بیان کرتے ہیں کہ "عصر" کی قسم کیوں کھائی ہے۔

اگر کسی سورۃ سے کوئی اہم واقعہ متعلق ہے یا کسی آیت میں کسی خاص بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے تو اُس واقعے کو بھی بیان کر دیا ہے تاکہ بات صاف ہو جائے اور سمجھنے میں آسانی ہو۔

یہ کتاب ۱۲۷۸ھ میں مکمل ہوئی اور ۱۲۸۰ھ میں مطبع نظامی کانپور سے شائع ہوئی ہے۔ اس کے اختتام پر طابع کی طرف سے لکھا ہے کہ اسی نہج پر دوسرے پاروں کی تفسیر بھی شائع ہوگی۔ مگر غالباً نہیں شائع ہوئی۔ کیوں کہ کہیں بھی نہیں ملتی ہے۔

Marfat.com

تعلیقات الجلالین

مولانا فیض الحسن سہارن پوری متوفی ۱۳۰۴ھ

مولانا فیض الحسن مولانا فضل حق خیرآبادی (۱) کے شاگرد تھے۔ اُنھوں نے ہندوستان کے عربی ادب میں انقلاب پیدا کیا۔ طلبا کو قدیم شعرائے عرب کی طرف متوجہ کیا۔ حماسہ کا درس انھوں نے ہی رائج کیا اور اس کی شرح ۱۲۹۴ھ میں لکھی۔ ان کے عربی دیوان کو اُن کے شاگرد مولانا حمید الدین صاحب نے ۱۳۴۴ھ میں حیدرآباد سے شائع کرایا۔ مولانا فیض الحسن اورنٹیل کالج لاہور میں پروفیسر بھی رہے۔

مولانا فیض الحسن کا بڑا کارنامہ قرآن مجید کی معجزانہ فصاحت و بلاغت کی نکتہ شناسی تھی۔ مولانا اسی اصول سے قرآن مجید کا بامحاورہ اُردو ترجمہ اپنے خاص طالب علموں کو پڑھاتے تھے۔

انھوں نے عربی میں تفسیر جلالین کی شرح "تعلیقات الجلالین" بھی لکھی۔ ان کی یہ تصنیف انسٹی ٹیوٹ پریس علی گڑھ سے ۱۲۸۷ھ میں شائع ہوئی۔ یہ

---

(۱) متوفی ۱۲۷۸ھ

Marfat.com

تعلیقات کا پہلا حصّہ ہے جس میں سورۂ بنی اسرائیل تک تشریح آگئی ہے۔ دوسرا حصّہ غالباً شائع نہیں ہوا اور نہ ہی اُس کے مسودے کا پتہ چلتا ہے۔ خود اپنی تفسیر کے متعلق لکھتے ہیں۔

"الفاظ کے اعتبار سے تفسیر جلالین بہت مختصر لیکن معنی کے لحاظ سے بسیط ہے۔ اس کا استعمال بھی بہت ہے۔ بعض مشہور علماء نے اس کی شرحیں لکھی ہیں لیکن بایں ہمہ اس کے غوامض پھر بھی باقی ہیں۔ پس میں نے ارادہ کیا کہ اپنے علم و خیال کے مطابق جو کچھ مناسب معلوم ہو میں بھی اس کے متعلق لکھوں۔ میں نے اس کا نام تعلیقات الجلالین رکھا ہے۔"

مولانا فیض الحسن صاحب نے اپنی کتاب میں اس بات کی کوشش کی ہے کہ جلالین میں جو باتیں پوری توضیح کے ساتھ بیان نہیں کی جا سکی ہیں، اُن کی تشریح کر دیں۔ جلالین کے متعلق کہا جاتا ہے کہ کم سے کم الفاظ میں بحثوں میں الجھے بغیر ایک طرح کا عربی ترجمہ ہے۔ انھوں نے خود بھی اسی انداز کو اپنایا ہے۔ یعنی یہ بھی جلالین کے اسرار و غوامض کی توضیح طولانی انداز میں نہیں کرتے، بلکہ اپنی رائے اور انداز کے مطابق ان جملوں کو جن میں ابہام کا شبہ تھا کچھ شرح و بسط کے ساتھ بیان کر دیتے ہیں۔ بعض جگہوں پر جلالین کی عبارتوں کی شرح میں احادیث و اقوال سے کام لیا ہے، مسائل کی آیتوں کے بیان میں ائمہ کے استدلال اور رائے کا ذکر بھی کر دیتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ دوسری قدیم تفسیروں کا حوالہ بھی کہیں کہیں لکھ دیتے ہیں۔

Marfat.com

شواہد التفسیر

اس میں مصنف نے اُن اشعار کی توضیح کی ہے جن کو بیضاوی نے اپنی تفسیر میں استعمال کیا ہے۔ لکھتے ہیں :-

بیضاوی نے اپنی تفسیر میں جو اشعار درج کیے ہیں وہ مشکل ہیں اور طلبا اُن کی وضاحت کے طالب ہیں۔ اس لیے میں نے خدا کے بھروسے پر اُن کی شرح لکھ دی ہے۔

مقدمے میں انھوں نے لکھا ہے کہ انھوں نے یہ کتاب مکمل کرکے مولانا فضل حق خیرآبادی کی خدمت میں پیش کی تھی۔ انھوں نے اسے بہت پسند کیا۔ اس میں انھوں نے ہر سورۃ میں استعمال کیے گئے اشعار کی الگ الگ اسی سورۃ کے تحت تشریح کی ہے۔ یہ کتاب مطبع فخر المطابع دہلی سے ۱۲۷۱ھ میں شائع ہوئی۔

Marfat.com

القول العظیم فی حل کلام البیضاوی فی تفسیر قولہ تعالی الٓمٓ

ابو الطیبات محمد عبد الواحد بن منشی محمد نصیر الدین النولوی غازی پوری

یہ چوبیس صفحات کا رسالہ ہے جس میں مصنف نے الٓمٓ کی تشریح کرنے کی کوشش کی ہے۔

اس میں کوئی خاص بات نہیں ہے۔ الٓمٓ کے سلسلے میں (یعنی سورۃ بقر کے شروع میں بیضاوی کی جو عبارتیں ہیں اُن کی تشریح کر دی ہے۔ اس سلسلے میں انھوں نے بیچ بیچ میں "الجدول" کے تحت نقشے بھی بنائے ہیں جن سے مختلف سورتوں میں ان حروف مقطعات کے استعمال ہونے کا پتہ چلتا ہے لیکن یہ سب کرنے کی وجہ سے کتاب کی افادیت محض اُن لوگوں کے لیے باقی رہ گئی ہے جو استخراج کے فن سے اور اس قسم کی جداول سے پوری طرح واقف ہوں۔ جہاں تک بیضاوی کی عبارتوں کی توضیح کا سوال ہے اس کی بھی چنداں ضرورت نہ تھی۔ بلا وجہ مختصر باتوں کو طولانی بنا دیا ہے۔ مثلاً بیضاوی کی عبارت

ولعلہم ارادوا انہا اسرار بین اللہ تعالیٰ ورسولہ صلعم ورموز لم یقصد بہا افہام غیرہ (شاید ان کی مراد یہ ہے کہ اللہ اور رسول (صلعم) کے درمیان راز ہیں جن کو دوسروں کو سمجھانا مقصود نہیں ہے) کی تشریح تقریباً ڈیڑھ

Marfat.com

صفحوں میں کی ہے اور اُس میں مختلف لوگوں کے اقوال وغیرہ نقل کیے ہیں۔

۱۳۰۸ھ میں اس کی تصنیف ہوئی اور ۱۳۰۹ھ میں مطبع اسلامی لکھنؤ سے طبع ہوئی۔

Marfat.com

الاکلیل علی مدارک التنزیل

حافظ شیخ محمد عبدالحق بن شیخ شاہ محمد بن یار محمد الہ آبادی

شیخ عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی نے بھی مدارک التنزیل وحقائق التاویل کی شرح لکھی ہے اور اس کا نام الاکلیل علی مدارک التنزیل رکھا ہے۔ الاکلیل سات ضخیم جلدوں میں بڑے سائز پر ۱۳۳۰ھ میں شائع ہوئی ہے۔(۱) مجموعی طور سے اس میں تقریباً ڈھائی ہزار صفحات ہیں۔ مدارک کی عبارت حاشیے پر ہے۔

۱۔ پہلی جلد سورۂ الحمد سے فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون (سورۂ بقرہ آیت ۳۸ تک ہے)

۲۔ دوسری جلد سورۂ بقرہ کی انتالیسویں آیت "والذین کفروا وکذبوا بآیاتنا اولئک اصحٰب النار" سے شروع ہوتی ہے اور اس سورۃ کے اختتام تک ہے۔

۳۔ تیسری جلد سورۂ آل عمران سے سورۂ مائدہ تک ہے۔

---

(۱) مطبع الاکلیل الانتاج ۱، جز ۱

Marfat.com

۴۔ چوتھی جلد سورۂ انعام سے سورۂ توبہ تک ہے۔

۵۔ پانچویں جلد سورۂ یونس سے سورۂ روم تک۔

۶۔ چھٹی جلد سورۂ لقمان سے سورۂ الحجرات تک۔

۷۔ ساتویں جلد سورۂ ق سے ختم قرآن تک۔

علامہ عبدالحق نے اس بات کی پوری کوشش کی ہے کہ ان کی یہ شرح بہت ہی آسان ہو تاکہ پڑھنے والے کو دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ مشکل الفاظ کی تشریح بہت اچھے انداز سے کی ہے۔ جہاں جہاں ضرورت تھی لغت کی بحثیں بھی کی ہیں۔ کسی لفظ کی تشریح کے وقت اس کی چھان بین بھی کرتے ہیں۔ قدما کی کتابوں سے حوالے دیتے ہیں۔ گرامر کے اصولوں کو بھی پیشِ نظر رکھا ہے۔

اسی طرح سے جتنے بھی اہم اور مشکل الفاظ آئے ہیں سب کی تشریح کی ہے۔ بعض جگہوں پر نام آجاتے ہیں اُن کی بھی جانچ کرتے ہیں اور اُن کا ذکر کرتے ہیں مثلاً سلمان فارسی، علی ابن ابی طالب، ابن مسعود، قتادہ، حافظ ابلیس، یہ اور اسی قسم کے جو نام بھی آجاتے ہیں، اُن لوگوں کے حالات، خاندان اور اہمیت و فضیلت کا ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً حضرت علی کی کیا اہمیت ہے۔ آنحضرتؐ سے اُن کا کتنا تعلق تھا۔ ہجرت کے وقت آنحضرتؐ نے اپنے بجائے اُن کو مکہ میں چھوڑا تھا۔ ان کے متعلق "علیؓ منی وانا من علیؓ" (۱) کہا۔ اکثر حضرت علی کی علمیت اور افضلیت کا اظہار کیا "انا مدینۃ العلم و علی بابہا" (میں علم کا شہر اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ (۲)۔ غرض اسی طرح سے ہر ایک کے متعلق

---

(۱) (علی مجھ سے اور میں علی سے ہوں) (۲) سند کے اعتبار سے یہ حدیث قوی نہیں ہے۔

Marfat.com

پوری تفصیل سے بیان کیا ہے۔

لفظ ابلیس کی بھی پوری تشریح کی ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ بھی بیان کی ہے۔ اسی طرح جہاں کسی فرقہ اور جماعت مثلاً خوارج، معتزلہ وغیرہ کا ذکر آیا ان کا تعارف کرایا ہے۔

قصص قرآنی کا تفصیلی ذکر کیا ہے اور تمام واقعات شروع سے لے کر آخر تک بیان کر دیے ہیں تاکہ پڑھنے والوں کے سامنے تمام باتیں ٹھیک طور سے آجائیں۔ مثلاً گائے ذبح کرنے والا واقعہ پوری تفصیل سے بیان کیا ہے لوگوں نے اس کو ذبح کرنے میں کتنی لتاہلی کی۔ کس کس طرح شرطیں لگائیں اور آخر میں بڑی مشکلوں سے اسے ذبح کیا اور پھر ذبح ہوجانے کے بعد کس معجزانہ انداز سے اس گائے نے پورا واقعہ بیان کیا۔

قرآن مجید اور احادیثِ نبوی میں بہت سے فرشتوں کا ذکر بھی آتا ہے۔ عبدالحق صاحب نے ان کے متعلق بھی جتنی معلومات ممکن تھیں فراہم کیں۔ حضرت جبرئیل، حضرت میکائیل وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے اور ان کے کاموں کو بھی بیان کیا ہے۔ قرآن مجید میں مختلف جگہوں پر حضرت جبرئیل کی عظمت واہمیت کا ذکر ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے خاص فرشتہ اور پیغامبر ہیں۔ وحی لانا اُنھیں کا کام تھا۔ نبی صلعم کے پاس یہ مختلف شکلوں میں آیا کرتے تھے۔ اِن سب کا پورا ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت اور نجات کے لیے بہت سے نبی دنیا میں بھیجے تھے۔ اِن میں سے بہتوں کے نام بھی نہیں ملتے۔ کچھ کا ذکر بعض قدیم مذہبی کتابوں میں ملتا ہے اور کچھ قرآن مجید میں۔ دوران تفسیر میں جن نبیوں کا ذکر آگیا ہے اُن کے ناموں اور حالات کو بیان کیا ہے

Marfat.com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تمام حالات بچپن، پرورش اور نبوت وغیرہ کا مفصل حال لکھا ہے۔ اصحٰبِ کہف کے ذکر میں حضرت حزقیل اور حضرت جرجیس کا ذکر بھی آ گیا ہے۔ حافظ نسفی تو مختصراً حوالہ دے کر آگے بڑھ گئے ہیں۔ مگر علامہ عبدالحق نے دونوں کا بہت تفصیلی ذکر کیا ہے۔ حزقیل وہ تھے جنھوں نے اللہ کے حکم سے پوری مردہ قوم کو زندہ کر دیا تھا۔ ان کے حالات اور تمام واقعات مفصل لکھے ہیں۔ اسی طرح جرجیس کے متعلق لکھا ہے کہ وہ فلسطین کے بہت ہی نیک اور پارسا انسان تھے اور انھیں کی وجہ سے ان کی بستی جو گناہوں کی کثرت کی وجہ سے تباہ ہونے والی تھی بچ گئی۔ ان کے بہت سے واقعات اور کرامتوں کا ذکر بھی کیا ہے۔ آخر میں جب لوگوں کی سرکشی بہت بڑھی تو پھر عذابِ الٰہی آ ہی گیا اور زمین کو اُلٹ دیا گیا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مفصل حالات لکھے ہیں۔ اُن کا بچپن، اُن کے فضائل، اُن کی نیکیاں، اُن کی اعلیٰ صفات، اولاد، ازواج وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔ آپ کے غلام کتنے تھے اور اُن کے ساتھ آپؐ کا سلوک کیسا تھا۔ کاتب کون کون تھے۔ آپؐ نے مختلف جگہوں پر جن لوگوں کو سفیر بنا کر بھیجا اُن کے نام اور حالات بھی لکھ دیے ہیں۔ اس کے بعد اخلاق و عادات اور معجزات کا تفصیلی تذکرہ ہے۔

مسائل کے استنباط میں خاص توجہ کی ہے۔ امام شافعی، امام ابوحنیفہ امام یوسف وغیرہ کے فقہی استدلال اپنی باتوں کے ثبوت میں پیش کیے ہیں "فاینما تولوا فثم وجہ اللہ (۱) کی مکمل اور جامع تفسیر کی ہے۔ اس پر پوری

---

(۱) سورۂ بقرہ آیت ۱۱۵

Marfat.com

بحث کی ہے اور کعبہ و حرم کی اہمیت کا ذکر کیا ہے۔ آیاتِ احکام میں ملا جیون کی تفسیراتِ احمدیہ کا حوالہ کئی جگہوں پر ملتا ہے۔ ہدایہ اور دوسری فقہی کتابوں کو بھی پیشِ نظر رکھا ہے۔ رازی، زاہدی وغیرہ کی تفسیروں کو بھی زیرِ بحث لائے ہیں۔ قبلہ کے مسئلے پر اچھی بحث کی ہے اور بہت سی دلیلوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ قرآن مجید میں "شطرالمسجدالحرام (۱)" سے مراد حرم کعبہ ہے۔

"اتموا الحج والعمرۃ" (۲) کے تحت حج سے متعلق مباحث کی توضیح کی ہے اور اس سلسلے میں بھی اپنی بات کا ثبوت ائمہ اور قدماء کی اہم کتابوں سے پیش کرتے ہیں۔ طلاق کے مسائل پر بھی سیر حاصل بحث کی ہے۔ طلاق رجعی، خلع وغیرہ کیا ہیں۔ سب بیان کیا ہے اور ائمہؒ کی رائیں اس سلسلے میں نقل کی ہیں۔

"حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطیٰ (۳) میں "صلوٰۃ وسطیٰ" سے کیا مُراد ہے۔ اس میں بہت سے لوگوں کو اختلاف ہے۔ حضرت انس اور معاذ بن جبل کی روایت کے اعتبار سے وہ فجر کی نماز ہے۔ ابن عمر اور زید بن اسامہ اسے ظہر قرار دیتے ہیں۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ یہ مغرب کی نماز ہے اور بعض لوگ اسے عشاء کی نماز کہتے ہیں۔ لیکن حضرت عائشہ، حضرت ام سلمہ، حضرت عمر اور حضرت علی سے صریح طور پر مروی ہے کہ "صلوٰۃ وسطیٰ" صلوٰۃ عصر" ہے۔ اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں ثابت کرتے ہیں

---

(۱) سورۃ البقرۃ آیت ۱۴۴ (۲) سورۃ البقرۃ ۱۹۶

(۳) سورۃ البقرۃ آیت ۲۳۸

Marfat.com

کہ احزاب کے معرکے میں عصر کی نماز قضا ہو گئی تھی تو نبی صلعم نے فرمایا۔

"اللہ ان کے گھروں کو آگ سے بھر دے۔ انھوں نے ہم کو صلوٰۃ وسطیٰ یعنی نماز عصر سے غافل کر دیا۔"

اس کے بعد اس کی فضیلت اور اہمیت کا ذکر ہے کہ کیوں مخصوص طریقے سے اس کی حفاظت کا ذکر کیا ہے۔ پھر یہ بھی بتایا ہے۔ کہ حضرت ابوحنیفہ اور جمہور صلوٰۃ وسطیٰ کو عصر ہی تسلیم کرتے ہیں کیوں کہ یہ دن اور رات کی نمازوں کے بیچ میں ہے۔

تفسیر کے درمیان جن لوگوں کا ذکر آگیا ہے ان کے حالات بھی مختصراً بیان کر دیے ہیں۔ اس سلسلے میں اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ کے حوالے دیے ہیں۔ لسان العرب، مصباح وغیرہ سے الفاظ و لغت کے مباحث پیش کیے ہیں۔ تفسیر جلالین، تفسیر نیشاپوری، تفسیر بیضاوی، تفسیرات احمدیہ، تفسیر کبیر امام رازی وغیرہ کے حوالے بھی جابجا نقل کیے ہیں۔

Marfat.com

ہدایۃ المسالک فی حل تفسیر المدارک

مولانا عبدالہادی بھوپالی

مدارک التنزیل وحقائق التاویل کے بہت سے حاشیے لکھے گئے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب "ہدایۃ المسالک" بھی ان میں سے ایک ہے۔ اس کے مصنف مولوی عبدالہادی صاحب چودھویں صدی کے اوائل میں پیدا ہوئے انھوں نے چودہ سال کی عمر میں کلام اللہ حفظ کیا۔ اس کے بعد علوم وفنون نقلیہ کی طرف توجہ کی۔ ۱۳۲۹ھ میں سند حاصل کی۔ ان کے والد مولانا عبدالاحد بھی بڑے صاحب کمال تھے۔ ان کے اساتذہ میں حافظ عبدالعزیز صاحب اور عبدالرب صاحب مشہور لوگوں میں سے تھے۔ انھوں نے اس کی تصنیف کی ضرورت سمجھی تاکہ طلبہ کی دشواری دور ہو اور وہ اس کے مطالب آسانی سے سمجھ سکیں۔

اس کتاب میں مصنف نے بہت سی ان باتوں کی تفصیل بیان کی ہے جن کا اصل تفسیر میں صرف حوالہ موجود ہے یا جہاں پر علامہ نسفی نے اختصار کو ملحوظ رکھا ہے۔ اس وقت جو کتاب پیش نظر ہے اس میں پارۂ سیقول سے لے کر پارہ لایحب اللہ تک کی تفسیر شامل ہے اس کا پتہ نہ چل سکا کہ اور حصے بھی شائع ہوئے ہیں یا نہیں۔ بہرحال پیش نظر پاروں کی تفسیر دیکھنے سے معلوم

Marfat.com

ہوتا ہے کہ مولانا عبدالہادی طلبا کی مشکلات سے باخبر ہیں۔ انھوں نے مدتوں درس دیا ہے اس لیے اپنے وسیع تجربے کی روشنی کو انھوں نے پیچیدہ مقامات کو سلجھا کر بیان کر دیا ہے۔

Marfat.com

چوتھا باب

دستور المفسرین

مولانا عبدالنبی اکبرآبادی وفات ۱۰۲۱ھ

ان کا پورا نام عماد الدین محمد عارف اور عرف عبدالنبی عثمانی شطاری سندیلوی ثم اکبرآبادی ہے۔ ان کے والد شیخ عبداللہ بھی بڑے پایہ کے عالم اور صوفی بزرگ تھے۔ یہ دونوں چیزیں شیخ عبدالنبی کو اپنے والد سے ورثے میں ملی تھیں۔ افسوس ہے کہ ان کے مفصل حالات اور ولادت و وفات کی تاریخوں کا ٹھیک پتہ نہیں چلتا ہے۔ البتہ یہ بات یقینی ہے کہ ان کا زمانہ دسویں صدی کے آخر اور گیارہویں صدی ہجری کے شروع کا ہے۔ ان کی بعض کتابوں سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ طرب الاماثل بتراجم الافاضل کے حوالے سے رحمان علی صاحب (۱) اور مولانا عبدالحی صاحب (۲) نے ان کا زمانہ ۱۰۲۰ھ متعین کیا ہے۔ لیکن خود ان کی تصنیف "دستور المفسرین" ۱۰۲۱ھ کی تصنیف ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس وقت تک تو موجود تھے ہی۔

ان کی بہت سی تصانیف ہیں جن کا ذکر طرب الاماثل ص ۲۳۷ تذکرہ علمائے ہند ص ۱۳۵ اور نزہۃ الخواطر ۲۶۱/۵ میں ملتا ہے۔ فواتح الانوار شرح

(۱) تذکرہ علمائے ہند ص ۱۳۵
(۲) نزہۃ الخواطر ۲۶۱/۵

Marfat.com

لوامع الاسرار، ذریعۃ النجاۃ، شرح المشکوٰۃ، شرح الفصوص، الفوائح، دستور السعادۃ، لوامع الانوار فی مناقب السادات، مقامات العارفین، حدائق الانشاء، کشف الاٰلام اور دستور المفسرین وغیرہ۔ ان میں سے اکثر کا پتہ نہیں چلتا۔ غالباً ضائع ہو گئیں۔
دستور المفسرین غالباً ان کی آخری تصنیف ہے اس لیے کہ انھوں نے اس کے آخر میں لکھا ہے کہ اگر اجل نے مہلت دی تو ایک رسالہ آیات متشابہات کی تاویل میں لکھیں گے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی آرزو پوری نہ ہو سکی کیونکہ اِس قسم کے کسی رسالے کا اِن کی تصانیف میں نام نہیں ملتا ہے۔

دستور المفسرین ۳۷ اوراق کا رسالہ ہے جو ناسخ و منسوخ سے متعلق ہے۔ اِس کا قلمی نسخہ علی گڑھ میں مولانا عبدالحیی صاحب کے ذخیرۂ کتب میں موجود ہے (۱) نسخہ اچھے حال اور صاف خط میں ہے (۲) اس کی ابتدا اِن الفاظ سے ہوتی ہے:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وارجوا منک الانافۃ یا کریم
الحمد للہ الذی نسخ سنن الضلالۃ والھویٰ"

اِس کے بعد انھوں نے خاصا طویل مقدمہ لکھا ہے جس میں یہ بحث کی ہے کہ آیات کیوں اور کس طرح سے منسوخ ہوئیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرامؓ کی تعریف و توصیف کی ہے اور اس میں اپنی عربیت کے جوہر دکھائے ہیں۔

اِس کے بعد اپنے نام، حسب و نسب اور مذہب و طریقت کا ذکر کیا ہے اور علم تفسیر کی اہمیت اور اس کے رتبۂ عالی کو بیان کیا ہے۔

---

(۱) زبید صاحب نے اسے لاپتہ قرار دیا ہے ص ۲۸۸ ۔ (۲) مخطوطہ ۱۸/۲۱

Marfat.com

ناسخ و منسوخ سے واقفیت کی ضرورت پر چند سطریں لکھی ہیں اور بتایا ہے کہ اس کے بغیر مطالب قرآنی اور احکامِ الٰہی کو صحیح طور سے سمجھنا ممکن نہیں ہے۔ اس سلسلے میں حسب ذیل واقعہ بیان کیا ہے۔

"حضرت علیؓ کوفے کی مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک شخص کے گرد لوگ جمع ہیں اور اُس سے تفسیر قرآن کے بارے میں دریافت کر رہے ہیں اور وہ بتا رہا ہے۔ اس آدمی کا نام عبدالرحمٰن تھا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری کا شاگرد تھا۔ آپ نے اُس سے پوچھا کیا تو ناسخ و منسوخ کو جانتا ہے۔ اُس نے کہا نہیں۔ آپ نے اُس کے کان مروڑے اور فرمایا کہ اس کے بعد ہماری مسجد میں بیان نہ کرنا۔ اس کے بعد حضرت حذیفہ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ کسی شخص کے لیے جو ناسخ و منسوخ سے واقف نہ ہو وعظ و تفسیر قرآن جائز نہیں ہے۔" (ورق ۳)

اسی طرح سے اور بھی بہت سی ایسی احادیث و اقوال نقل کیے ہیں جن میں اس بات کی تاکید کی ہے کہ ناسخ و منسوخ کا علم ہونا ایک مفسّر کے لیے بہت ضروری ہے۔ اِس کے بعد انھوں نے اِس کتاب کے لکھنے کی ضرورت بیان کی ہے اور بتایا ہے کہ اِن کے پیشِ نظر کیا ہے۔

مصنّف نے اپنی اِس تصنیف کو خانِ خاناں کے نام سے معنون کیا ہے۔ خان خاناں کی بہت تعریف کی ہے اور اُنھیں وحید العصر، فرید الزماں، صاحب السیف والقلم، منبع الجود والکرم وغیرہ القاب سے متصف کیا ہے۔

آگے چل کر اُنھوں نے لفظ نسخ کی لغوی تشریح کی ہے۔ نسخ کے معنی ازالہ کے ہوتے ہیں۔ نقل کرنے کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کو بھی کہتے ہیں۔ اِس سلسلے میں مختلف علماء کے اقوال بھی نقل

Marfat.com

کیے ہیں۔

بہرحال یہ بحث بہت لمبی کی ہے اور اس میں انھوں نے مختلف مثالیں پیش کی ہیں۔ علماء کے اقوال بھی نقل کیے ہیں اور فنی و لغوی باتوں کی طرف اشارے اور حوالے دیے ہیں۔ ابن حاجب، سیدی نحاس مسکین، ابومسلم اصفہانی وغیرہ کی روایتیں بھی لکھی ہیں۔ لغوی بحث کے بعد یہ بحث شروع کرتے ہیں کہ نسخ کس قسم کی باتوں میں واقع ہوا ہے۔ اس میں بھی قدماء کے اقوال نقل کیے ہیں۔ بعض لوگوں کے نزدیک محض امر و نہی والی باتوں میں اس کا وقوع ہوا ہے بعض کے نزدیک امر و نہی وعد، وعید اور ایسی خبروں پر بھی واقع ہوا ہے جس کا تعلق امر و نہی سے ہے۔

یہ بحث بھی خاصی طویل ہے۔ مثالوں اور اقوال سے نسخ کی قسمیں سمجھائی ہیں اور مختلف دوسری صورتیں بھی بیان کی ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے لکھا ہے کہ نسخ کی چار قسمیں ملتی ہیں۔

(۱) نیا حکم جو نافذ کیا گیا وہ منسوخ شدہ حکم سے زیادہ بھاری اور شاق ہو، مثلاً روزہ اور فدیہ کے درمیان اختیار کو منسوخ کر کے وجوب صوم کا حکم نافذ کیا گیا۔

اس کے علاوہ اسی قسم کی اور مثالیں دے کر اس مسئلے کو اچھی طرح سے واضح کیا ہے۔

(۲) جو حکم منسوخ کیا گیا ہے اُس کا کوئی بدل نہ متعین کیا گیا ہو۔

(۳) جو حکم نازل کیا گیا ہو وہ منسوخ شدہ حکم سے ہلکا ہو جیسے کہ پہلے جہاد میں مسلمانوں کو مخالفین کی دس گنی تعداد کا مقابلہ کرنا ضروری تھا۔ پھر اسے منسوخ کر کے یہ حکم نازل کیا گیا کہ صرف دوگنی تعداد سے مقابلہ کرنا لازمی ہے۔

Marfat.com

(۴) جو حکم نافذ کیا جائے وہ ویسا ہی ہو جیسا کہ منسوخ شدہ حکم تھا۔ جیسے کہ ابتدائے اسلام میں بیت المقدس کو قبلہ قرار دیا گیا۔ بعد کو اسے منسوخ کرکے کعبۂ شریف کو قبلہ مقرر کیا گیا۔

اس کے بعد یہ بحث شروع کی ہے کہ جواز نسخ کن صورتوں میں ہوتا ہے اس میں بھی اقوال اور مثالیں پیش کی ہیں۔ آگے چل کر نسخ کی چار قسمیں پھر بیان کی ہیں۔

(۱) کتاب کا نسخ کتاب سے (۲) کتاب کا نسخ سنّت سے (۳) سُنّت کا نسخ سنّت سے (۴) سنّت کا نسخ کتاب سے۔

(۱) نسخ الکتاب بالکتاب یعنی پہلی قسم میں سب متفق ہیں۔

(۲) دوسری قسم یعنی نسخ الکتاب بالسنّت میں جمہور کا اتّفاق ہے لیکن شافعی اختلاف کرتے ہیں۔ شوافع کے نزدیک خبر متواتر سے آیاتِ قرآنی کی تنسیخ نہیں ہوتی۔ اس سلسلے میں مصنف نے دونوں کے دلائل پیش کیے ہیں اور مسائل پر خوب بحث کی ہے۔ جو لوگ نسخ الکتاب بالسنۃ کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم جو بھی گفتگو کرتے تھے اور جو بھی حکم دیتے تھے وہ من جانب اللہ ہوتا تھا اس لیے اگرچہ وہ کلام اللہ میں درج نہیں ہے لیکن اُس کا مرتبہ اس کے برابر ہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سنّت متواترہ سے آیتوں کا نسخ ہو سکتا ہے۔ جو لوگ قائل نہیں ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول صلعم چونکہ ہم ہی میں سے ایک انسان تھے اور وہ جو باتیں کرتے تھے وہ بہرحال ایک انسان کی گفتگو ہوتی تھی اس لیے اُس سے آیت کی تنسیخ نہیں ہو سکتی۔ البتّہ جو باتیں انھوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہی ہیں وہ مباح مانی جا سکتی ہیں۔ چونکہ مصنف خود مذہبا

Marfat.com

حنفی ہیں اس لیے قدرتی طور پر جھکاؤ اسی طرف ہے اور انھوں نے حنفی مسلک ہی کو برتر ثابت کیا ہے۔

(۳) تیسری قسم یعنی نسخ السنۃ بالسنۃ میں جمہور کا اتفاق ہے کہ خبرِ متواتر خبرِ متواتر سے منسوخ ہو سکتی ہے۔ اسی طرح خبرِ واحد خبرِ واحد سے بھی منسوخ ہو سکتی ہے۔ لیکن خبرِ متواتر کا خبرِ واحد سے منسوخ ہونا عقلاً تو جائز تسلیم کیا جاتا ہے مگر شرعاً اس میں اختلاف ہے۔ اسے انھوں نے تفصیل سے بیان کیا ہے۔

(۴) چوتھی قسم یعنی نسخ السنۃ بالکتاب میں بھی سب کو اتفاق ہے۔

انھوں نے اس سلسلے میں مثالیں بھی پیش کی ہیں۔ اس کے بعد یہ بیان کرتے ہیں کہ کتاب اللہ میں نسخ تین قسموں کا ہے۔

(۱) حکم اور خط یعنی عبارت دونوں منسوخ ہو گئے (۲) خط منسوخ ہو گیا لیکن حکم باقی رہا (۳) حکم منسوخ ہو گیا لیکن خط باقی رہا۔

ان تینوں قسموں کی الگ الگ تفصیل بیان کی ہے اور سب کو مثالوں سے ثابت کیا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے یہ بتایا ہے کہ علماء میں ناسخ و منسوخ آیات میں بہت اختلافات ہیں، بعض لوگ ایک سورت میں کسی آیت کو ناسخ قرار دیتے ہیں بعض اس کو تسلیم نہیں کرتے بعض کسی آیت کو منسوخ کہتے ہیں۔ دوسرے اسے نہیں مانتے۔ انھوں نے ان سورتوں کے نام لکھے ہیں جن میں آیاتِ ناسخہ و منسوخہ ہیں۔ الگ الگ لوگوں کے اختلافات کا ذکر تو نہیں کیا ہے البتہ یہ لکھ دیا ہے کہ کن کن سورتوں میں اختلاف ہے۔ ان کے نزدیک ۲۱۳ آیتیں منسوخ ہوئی ہیں۔

ان سب باتوں کے بیان کرنے کے بعد یہ اپنے موضوع پر آتے ہیں۔ اور

Marfat.com

اپنی تحقیقات بیان کرتے ہیں۔ اس موقع پر اُنھوں نے قرآن مجید کی سورتوں کی ترتیب کے اعتبار سے آیات منسوخہ کا تذکرہ کیا ہے۔ پہلے سورۃ کا نام لکھتے ہیں پھر اُس کے مکی یا مدنی ہونے کا ذکر کرتے ہیں۔ پھر حروف و کلمات اور سورۃ کی کل آیات کی تعداد لکھتے ہیں (ایک آدھ جگہوں پر یہ تمام تفصیل نہیں بھی بیان کی ہے بلکہ مختصراً ضروری بات کہہ دی ہے) پھر یہ بیان کرتے ہیں کہ اس میں کتنی آیات منسوخ ہوئی ہیں۔ ہر آیت کا حوالہ بھی دیتے ہیں اور تفصیل سے اس کی وجہ نسخ بیان کرتے ہیں۔ اگر کسی آیت کی تنسیخ یا اس کی تفسیر میں کوئی اختلاف ہے تو اس کو بھی بیان کر دیتے ہیں۔ سورۃ الحمد میں کوئی آیت منسوخ نہیں ہوئی ہے۔ سورۃ بقرۃ میں تیس آیتیں منسوخ ہوئی ہیں۔ سورۃ آلِ عمران میں نو، سورۃ النساء میں چوبیس۔ غرض اسی طرح سے تمام سورتوں کے نام اور ان کی تفصیل لکھی ہے۔ اگر کسی سورۃ میں کوئی آیت منسوخ نہیں ہوئی ہے تو بھی حروف و کلمات آیات کی تعداد اور مکی و مدنی کا فرق بیان کر دیتے ہیں۔ ان کے طرزِ استدلال کو سمجھنے کے لیے نمونہ کے طور پر چند عبارتیں پیش کرنے کی ضرورت تھی مگر اردو داں حضرات ان مباحث کے مطالعے میں اُلجھن محسوس کریں گے اس لیے نظر انداز کی جا رہی ہیں۔

کتاب کی ترتیبِ اوراق میں جلد ساز سے غلطی ہوگئی ہے۔ یعنی آخر کا ایک ورق جس میں آخری سورتوں کا ذکر ہے۔ بیچ میں آگیا ہے۔ اس میں سورۃ فیل، سورۂ قریش، سورۃ تکاثر، سورۃ فلق اور سورۃ ناس کا بیان ہے۔ یہ ورق کتاب کے حساب سے بچاسواں ہے۔ حالانکہ اسے ورق بہتر کے بعد ہونا چاہیے تھا۔ اس کے علاوہ بعض جگہوں سے دو ایک ورق غائب ہیں۔ جس کی وجہ سے عبارت کا تسلسل ختم ہو گیا ہے اور مطلب بھی خبط ہو گیا ہے۔ مثال کے طور پر ورق نمبر ۳۰ ب اور ورق ۱۳ میں کوئی تعلق نہیں معلوم ہوتا۔ اسی طرح سے

Marfat.com

ورق ۱۴ ب اور ۲۴ میں ربط نہیں ہے۔ ورق ۴۴ ب اور ۴۵ کے بیچ کا کچھ حصہ غائب ہے۔ اسی طرح سے ایک آدھ جگہ پر اور بھی ہے۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہوگی کہ بیچ کے اوراق گم ہو گئے ہوں گے۔ بیچ میں ایک آدھ جگہ پر کتاب زیادہ کرم خوردہ ہے جس کی وجہ سے چند عبارتیں غائب ہیں۔

ناسخ و منسوخ کا یہ رسالہ مکمل کرنے کے بعد انھوں نے اپنے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ اگر اللہ تعالےٰ نے موقع دیا تو ایک رسالہ اور لکھیں گے جس میں متشابہ آیات کی تاویلات بیان کریں گے۔

لیکن غالباً یہ کتاب نہیں لکھی گئی۔ مگر مصنف کے اس اعلان سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس زمانے میں لوگوں کو علمی مباحث کے مطالعے کا کتنا شوق تھا۔

دستور المفسرین کے خاتمے کی عبارت خاصی طویل ہے۔ جو "وقد حصل الفراغ من تسوید ھذا المقال لعون الملک الوھاب" سے شروع ہو کر "آمین یارب العالمین" پر ختم ہوتی ہے۔ اس میں تاریخ اور سنہ تصنیف دو شنبہ ۲۱ صفر ۱۲۰۱ھ درج ہے۔ (ورق ۷۳)

یوں تو علم ناسخ و منسوخ پر اور بھی کتابیں مل جاتی ہیں۔ لیکن جو علمی بحثیں اور انداز بیان اس کا ہے وہ دوسرے ہندوستانی مصنفین کے یہاں کمتر ملتا ہے۔ پھر یہ کہ سورتوں، آیات، کلمات اور الفاظ کی بھی تفصیل اس میں درج ہے۔ یہ نسخہ بہت نادر ہے۔ کسی دوسرے نسخے کا پتہ اب تک نہیں چل سکا ہے۔ غالباً کہیں بھی نہیں پایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر زبید احمد نے اس کا نام بھی صحیح نہیں لکھا ہے۔ انھوں نے اس کا نام دستور المصنفین بتایا ہے اور لاپتہ قرار دیا ہے۔

کتاب کے خاتمے پر داہنی طرف ایک مہر ہے جو پڑھی نہیں جا سکی۔ اس کے

Marfat.com

دوسری طرف غالباً کاتب کی تحریر اس نسخے کی کتابت کے بارے میں ہے۔ جو پوری طرح سے تو نہیں پڑھی جا سکی لیکن اتنی بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ مصنّف کے مسوّدے سے ۱۰۲۷ھ میں اس کو نقل کیا گیا۔

Marfat.com

الرّسالۃ الواضحۃ فی تخریج الآیات

موسوم بہ ھادیہ قطب شاہی

محمد علی کربلائی (س۱۰۲۵ھ)

یہ کتاب آیات قرآنی کی تخریج سے متعلق ہے۔ اس کے متعدد نسخوں کا پتہ چلتا ہے۔ ایک انڈیا آفس لائبریری میں ہے (۱) دوسرا حیدر آباد دکن کی آصفیہ لائبریری میں (فارسی میں) تیسرا خدا بخش لائبریری پٹنہ میں (۲) (عربی میں) چوتھا رضا لائبریری رام پور میں (۳) (فارسی میں) اور پانچواں لکھنؤ کی ناصریہ لائبریری میں (۵) (عربی میں) اس کے نسخے عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں ملتے ہیں۔ اندازہ یہ ہوتا ہے کہ پہلے عربی میں لکھا گیا تھا۔ پھر فارسی میں منتقل کیا گیا۔ اس کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ الذی نزّل الفرقان تبیاناً للعالمین۔"

اس کی وجہ تصنیف یہ بیان کی ہے کہ ان کے دوستوں، بزرگوں اور دوسرے لوگوں کو اپنی ضرورت کی آیت تلاش کرنے میں کافی دقت ہوتی تھی اس لیے ان کے استاد خاتون عاملی (۶) نے یہ کام اُن کے سپرد کیا کہ قرآن کریم سے ضرورت کی

---

(۱) نمبر ۸۴ (۳) نمبر ۲۹ (۴) نمبر ۱۶۱

(۵) نمبر ۱۵ (۶) حالات کے لیے معجم المؤلفین ۶۱۱

Marfat.com

آیتوں کی تخریج کے لیے ایک ایسی کتاب لکھیں جس سے آسانی کے ساتھ مطلوبہ آیت تلاش کی جا سکے۔ استاد کے حکم کے پیشِ نظر اُنھوں نے اِس کتاب کو مرتب کیا اور اسے والیِ دکن عبد اللہ قطب شاہ کے نام پر طول طویل تعریفی کلمات کے ساتھ معنون کیا۔

اِس کے بعد قاعدہ لکھا ہے کہ کس طرح ضرورت کی آیت تلاش کی جائے۔ یہ قواعد اور دیباچہ فارسی نسخوں میں فارسی میں ہے اور عربی نسخوں میں عربی میں۔ اِس کے بعد وہ حروف لکھے ہیں جو علامت کے طور پر استعمال کیے گئے ہیں۔ مثلاً س علامتِ سجدہ ہے۔ ف۔ علامتِ فصل ہے۔ د علامتِ دخان ہے۔ اسی طرح سے انھوں نے تمام علامتوں کو بیان کر دیا ہے۔

یہ رسالہ دو حصّوں میں منقسم ہے۔ پہلے حصّے میں آیات کی ترتیب ابتدائی حروف کے اعتبار سے ہے اور دوسرے حصّے میں آخری حروف کے اعتبار سے۔ اِس طرح سے اگر آیت تلاش کرنے والے کو پہلے یا آخری الفاظ یاد ہیں تو وہ آسانی سے اپنی ضرورت کی آیت کو تلاش کر سکتا ہے۔ اِس کتاب میں انھوں نے جو طریقہ استعمال کیا ہے۔ اُس کے متعلق وضاحت کر دی ہے۔

اِس طرح سے جس آیت کی تلاش مقصود ہو اُس کو اُن کے بتائے ہوئے اصولوں کے پیشِ نظر سہولت سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔

پٹنے والے نسخے کے خاتمے کی عبارت یہ ہے:۔

"وقد اتفق الفراغ من تحریرہ علی ید اقل العباد صادق بن مولانا محمد طاہر شیرازی غفر لھما۔"

اِس سے اوپر تاریخ فراغ محرم ۱۰۴۵ھ لکھی ہے۔

لکھنؤ والا نسخہ بھی اچھے حال میں ہے۔ کتابت صاف ستھری ہے۔

Marfat.com

۴۴۲ ورق ہیں۔ البتہ آخری حصہ مکمل نہیں ہے۔ باب الباء والصاد مع العین والغین آخری باب اس کتاب میں لکھا ہے۔ خاتمے کی عبارت یہ ہے:۔

مع العین انت الاعلی یود ربک الاعلی ل علی

وعا الافق الاعلی کن انجم ربکم الاعلی ل ان اوبہ الاعلی

ل لی ج من استعلی الدرجات العلی یو ط ج والسموات العلی

یو ط ج مع القاف وما قلی ل غ ج مع الواو فا ولی لطف قبا

سیرتھا الاولی یو طبع ۔

Marfat.com

مجمع الفوائد

تلی بن بادشاہ قلی (در عہد اورنگ زیب) د ۱۱۱۱ھ

اورنگ زیب کے عہد میں اس کتاب کی تصنیف ہوئی۔ اِس کا قلمی نسخہ علی گڑھ لائبریری میں سبحان اللہ کلکشن میں موجود ہے (۱) اِس میں ۲۱۴ اوراق ہیں۔ یہ کتاب ضبط الفاظ قرآنی، اعراب، قرائت مشہورہ ائمہ سبع اور بیان معانی و تفسیر پر مشتمل ہے۔ اِس میں مصنف نے اِس بات کی کوشش کی ہے کہ متعلقاتِ قرآن مجید پر مختصر انداز میں ایسی بحثیں کریں کہ تمام ضروری باتیں حل ہو جائیں اور پڑھنے والے تمام مسائل کو بہ آسانی سمجھ لیں اور کسی دوسری کتاب کی ضرورت محسوس نہ ہو۔ ایسی کتاب لکھنے کے لیے اطمینان اور سکون کی بہت ضرورت تھی۔ صاحب کتاب نے لکھا ہے کہ وہ اس سلسلے میں وادیٔ کشمیر میں رہے اور اس تصنیف کو مکمل کیا ۱۱۱۱ھ میں اورنگ زیب کے عہد میں لکھوائے اس سے فراغت حاصل کی

کتاب کا انداز یہ ہے کہ پہلے آیت بیان کرتے ہیں۔ اس کے بعد اعراب اور نحوی ترکیب سے بحث کرتے ہیں۔ پھر دلیل الوقوف کی سرخی کے تحت یہ بیان

---

(۱) نمبر $\frac{۱۱ \quad ۲۹۷}{۲}$

Marfat.com

کرتے ہیں کہ کن جگہوں پر وقف ثابت ہے اور اس کی وجہ بیان کرتے ہیں۔ اس کے بعد المعنی کے تحت اُس کا مفہوم فارسی میں لکھتے ہیں۔ یہ کتاب ابتدا سے قرآن شریف ہے۔

"لقد ارسلنا نوحا الی قومہ فقال یا قوم اعبدو اللہ مالکم من الٰہ ۔" (۱)

تک ہے۔ اس آیت کی تفسیر شامل نہیں ہے۔ اندازِ بیان کو سمجھنے کے لیے کتاب کی عبارت ضروری تھی۔ مگر اعراب و قراءت کے فنی مباحث اُردو داں حضرات کے لیے دردسری کا باعث ہوں گے۔ اس لیے نظر انداز کیا جارہا ہے۔

چوں کہ صرف معنی یا ایک آدھ جگہ پر ایک دو جملے فارسی میں ہیں اور بقیہ سب بحثیں عربی میں ہیں اس لیے اسے عربی کی تصنیف کہا جا سکتا ہے۔ شروع میں ایک مقدمہ لکھا ہے جس میں قواعد قرآن اور اسی قسم کی دوسری ضروری بحثیں ہیں۔ مثلاً اوقافِ قرآنی وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔ یہ مقدمہ بھی فارسی میں ہے۔

---

(۱) سورۃ الاعراف آیت ۵۹

Marfat.com

ترتیب مطالب القرآن

(سنہ ۱۱۲۰ھ)

اِس کتاب کا قلمی نسخہ جامعہ ملیہ کے کتب خانے میں موجود ہے (۱) پہلے صفحے پر ایک مہر ہے "یا محمد" اِس کے بعد یہ عبارت لکھی ہے۔

"اللہ اکبر من عوادی الزمان عند العبد الضعیف الراجی رحمۃ ربّہ المنّان مرزا محمد بن محمد خان ختم اللہ لہ بالامن والایمان۔"

کتاب کے مصنف کا پتہ نہیں چلتا۔ لیکن انداز سے یہ ہندوستانی معلوم ہوتے ہیں۔ شروع کے کچھ ورق غائب ہیں۔ کتاب کی عبارت موجودہ نسخہ میں "المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ (۲)" سے شروع ہوتی ہے۔ اِس کتاب میں مصنف نے مختلف عنوانوں کے تحت آیاتِ قرآنی کو جمع کیا ہے۔ یہ کتاب سات ابواب پر مشتمل ہے۔ ہر باب کے کئی کئی جزء ہیں جن کو ذیلی سرخیوں کے تحت مرتب کیا گیا ہے۔ سات ابواب یہ ہیں۔

---

(۱) نمبر ۲۱۵ (۲) سورۃ البقرۃ آیت ۱۱۶

Marfat.com

(۱) قد علمنا ما فرضنا علیہم ۔ اس میں انھوں نے اسلام اور عمل صالح و عمل سوء یعنی حسنات و سیئات سے متعلق آیات کو جمع کیا ہے ۔ مثلاً پہلی آیت یہ لکھی ہے " یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ" اے رسول جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا۔ اسے دوسروں تک پہنچا دیجیے۔ اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو آپ نے اس کے پیغام کو نہیں پہنچایا۔ (۱) اس قسم کی اور بھی بہت سی آیات پیش کی ہیں۔ عمل صالح و سوء سے متعلق یہ آیت لکھی ہے من عمل صالحا فلنفسہ ومن اساء فعلیہا (جس نے کوئی نیک کام کیا اپنے لیے کیا اور کوئی برائی کی تو اس کا نقصان اس پر مرتب ہوگا)

(۲) - وما تحمل من انثی ولا تضع الا بعلمہ ۔ اس میں المہتدین المضلین العالمین الذاکرین المتقین الصادقین الکاذبین ملۃ السابقین مذھب الاحقین، المنافقین، المرتدین والمشرکین المھاجرین والمجاھدین، الصابرین، الحاکمین وما ینا سبھم المنجمین عمل الزارعین والحافرین، اھل الصحور والھبوط اھل الصناعۃ، اھل الکسب وغیرہ سے متعلق سرخیاں قائم کی ہیں اور حسب عنوان آیات جمع کی ہیں۔

(۳) واللہ یعلم مافی قلوبکم ۔ اس کے تحت نیت و اخلاص، توبہ و استغفار خوف، رجا، رحمت، استقامت و رسوخ، ضیافت و اتفاق اور اسی قسم کی دوسری بھلائیوں سے متعلق آیات پیش کی ہیں۔

(۴) واللہ یعلم ما فی انفسکم فاحذروہ ۔ اس میں بخل و امساک، حرص و طمع، غیبت و سوء ظن، مکر و حسد، شراب و کباب وغیرہ کی آیات لکھی ہیں۔

---

(۱) سورۃ المائدہ آیت ۶۷

Marfat.com

(۵) هو اعلم بما تفیضون فیہ ۔ اس میں حسن الوجہ، حسن الخط، حسن الکلام حسن الصوت وغیرہ کی آیات ہیں۔

(۶) واللہ یعلم ما فی البر والبحر۔ یہاں ذکر السفر والتجار، والسفینۃ والحفظ والاعتصام بالفتن والبلیات والمرض والشفاء کی آیات نقل کی ہیں۔

(۷) وما یعمر من معمر ولا ینقص من عمرہ الا فی کتاب ۔ اس میں بڑھاپا اور موت کی آیات جمع کی ہیں۔

اس کتاب میں کسی بھی آیت کی تفسیر بیان نہیں کی گئی ہے۔ بس عنوان سے متعلق آیات جمع کر دی گئی ہیں۔

مصنف اور سنہ تصنیف کا پتہ باوجود کوشش کے نہیں چلا۔

Marfat.com

التفسیرات الاحمدیہ فی بیان آیات الشرعیہ

احمد بن سعید ملا جیون ولادت ۱۰۴۷ھ وفات ۱۱۳۰ھ

ان کی بہت سی بیش بہا تصنیفات ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ شہرت اور افادیت اصول فقہ کی کتاب نورالانوار اور ان کی تفسیر کو نصیب ہوئی۔ اس میں انھوں نے آیات شرعیہ کی تشریح و توضیح کی ہے۔ اس کی تصنیف انھوں نے ۱۰۶۴ھ میں شروع کی جب کہ ان کی عمر محض سترہ سال تھی۔ اس وقت حسامی " پڑھتے تھے۔ ۱۰۶۹ھ میں اس کو مکمل کر لیا۔ ستائیس سال کی عمر میں اس پر نظرثانی کی۔ ان کی دوسری تصنیف "نورالانوار فی شرح المنار" ہے اس کو انھوں نے مدینہ منورہ میں دو مہینوں میں لکھا۔ اس کے علاوہ "سوانح علی منوال اللوائح للجامی "، " مناقب الاولیاء " جس میں انھوں نے مشائخ کے حالات لکھے ہیں۔ یہ کتاب آخر عمر میں اپنے وطن امیٹھی میں تصنیف کی۔ اس کتاب کی تکمیل اُن کے لڑکے عبدالقادر کے ہاتھوں ہوئی۔ " آداب احمدی " کو بچپن میں لکھا تھا۔ " مناقب الاولیا " میں خود ہی لکھا ہے۔ " تیرہ سال کی عمر میں میرے والد کا انتقال ہوا۔ اس کے بعد ہی میں نے آداب احمدی لکھی۔ اس میں جمعہ اور عیدین کے خطبے جمع کیے۔ بائیس سال کی عمر میں تحصیلِ علم سے فراغت حاصل کی۔

Marfat.com

اور درس و تدریس میں لگ گیا ۔ عربی میں انتیس قصیدے کہے ۔" ۱۱۳۰ھ میں دہلی میں انتقال ہوا ۔ وہیں دفن ہوئے ۔ لیکن تھوڑے عرصے بعد اُن کے جسم کو لوگوں نے اُن کے وطن امیٹھی منتقل کر دیا ۔ (۱)

ان کی تفسیر عام طور سے تفسیرِ احمدی کے نام سے مشہور ہے ۔ یہ قرآن مجید کی مکمل تفسیر نہیں ہے بلکہ اس میں محض اُن آیتوں کی توضیح کی گئی ہے جن سے کوئی حکم مستنبط ہوتا ہے ۔ کتاب کے شروع میں ایک مختصر سا مقدمہ ہے جس میں مصنف نے یہ بیان کیا ہے کہ بچپن میں وہ سُنا کرتے تھے کہ امام غزالی نے پانچ سو آیتیں اس قسم کی اکٹھا کی تھیں جن سے کچھ مسائل نکلتے تھے ۔ ملا جیون کو شروع ہی سے اس کام سے دلچسپی تھی ۔ اُنھوں نے اس سلسلے میں پوری چھان بین کی نتیجے کے طور پر اُن کو پتہ چلا کہ یا تو امام غزالی نے یہ کام کیا نہیں یا پھر وہ زمانے کی دستبرد سے محفوظ نہ رہ سکا ۔ سولہ سال کی عمر میں اُنھوں نے قرآن مجید سے احکام والی آیات کو الگ کر کے اُن کی تشریح کر ڈالی ۔ اکیس سال کی عمر میں یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا اور چھ سال مزید اُس پر نظر ثانی میں لگے ۔

اُنھوں نے ان آیتوں کو قرآن مجید کی ترتیب کے مطابق ہی رکھا ہے ۔ جس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہیں اُس سے پہلے یہ لکھتے ہیں کہ اس سے کون سا مسئلہ نکلتا ہے ۔ آیت کی تشریح سے قبل اُس کی شانِ نزول بیان کرتے ہیں ۔ اس کے بعد الفاظ و لغت کے استعمال پر نظر ڈالتے ہیں ۔ لفظی تراکیب اور اعراب کی اہمیت اور اُن کی خوبیوں کا ذکر کرتے ہیں پھر اُس کی مکمل اور جامع توضیح ہوتی ہے ۔ اور اس کا ذکر ہوتا ہے کہ اس سے کون سا مسئلہ نکلتا ہے ۔ ایک فہرست الگ سے بھی ہے جس سے یہ پتہ آسانی سے چل جاتا

(۱) نزہۃ ص ۱۹ ج ۶ حدائق ص ۴۳۶ ۔ مآثر الکرام دفتر اول ص ۲۱۶ خزینۃ الاصفیاء ص ۳۶۵ ج ۲

Marfat.com

ہے کہ کن سورتوں اور کن آیتوں سے احکام اخذ کیے گئے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی پتہ چل جاتا ہے کہ کس سورۃ سے کس قسم کا مسئلہ نکلتا ہے۔ جن آیتوں سے کوئی مسئلہ نہیں نکلتا ہے انھیں "خالیۃ عن الاحکام" قرار دیا ہے۔ مثلاً سورۃ رعد، سورۃ سبا، سورۃ فاطر، سورۃ حٰم، سورۃ السجدہ وغیرہ سے کوئی بھی مسئلہ نہیں نکلتا ہے۔ سب سے زیادہ مسائل سورۂ بقر، سورۂ نساء، سورۂ مائدہ اور سورۂ انعام سے علی الترتیب نکلتے ہیں۔ مسائل بیان کرنے اور اپنی بات کے ثبوت میں احادیث نبوی اور صحابۂ کرام کے اقوال اور مروّجہ باتوں کو بھی بیان کرتے گئے ہیں۔ اِس سے باتیں مدلل اور زیادہ پُرزور ہو گئی ہیں۔

پہلی آیت جس سے اُن کے نزدیک کسی مسئلے کا پتہ چلتا ہے سورۂ بقرہ کی یہ آیت ہے۔

"ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعًا ثم استوی الی السماء فسوّٰھن سبع سمٰوات وھو بکل شیئ علیم" (سورۂ بقر آیت ۲۹)

وہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین میں جو کچھ ہے سب پیدا کیا۔ پھر آسمان کا قصد کیا اور سات آسمان ٹھیک طور سے بنائے اور وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

اس سے انھوں نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ "ان الاباحۃ اصل فی الاشیاء" اِس کی اُنھوں نے لمبی تشریح کی ہے اور اپنی بحث میں یہ ثابت کیا ہے کہ ہر چیز جائز تھی سوائے اُن چیزوں کے جن سے خاص طور سے روک دیا گیا ہو۔ جن آیتوں سے حکمِ امتناع ثابت ہوتا ہے وہ اس قسم کی آیتوں کی ناسخ ہیں۔ بہر حال جس چیز سے روکا نہ گیا ہو وہ جائز ہے اور یہ آیت خلق لکم ما فی الارض

Marfat.com

جیسا" اِس بات کا ثبوت ہے۔ بعض لوگوں کے نزدیک ہر حال میں حرمت اصل ہے۔ مگر حنفیوں کا مسلک وہی ہے جس کا اوپر ذکر ہوا۔ یعنی اصل حلّت ہے حرمت کے لیے دلیلِ تحریمی ضروری ہے۔

اُنھوں نے بعض کتب تفاسیر کو بھی اپنے مطالعے میں رکھا تھا۔ جن کا حوالہ مختلف جگہوں پر دیتے ہیں۔ مثلاً "بیضاوی" "تفسیر کبیر" "اتقان فی علوم القرآن" وغیرہ۔ کتب تفسیر کے ساتھ ساتھ فقہ میں "شرح وقایہ" "ہدایہ" اور "فتاویٰ حمادیہ" کچھ کتابیں اصول کی "شرح العقائد" تفتازانی کی۔ کلام میں اور اِس کے علاوہ بعض دوسری کتابیں اہم علوم و فنون پر بھی اُن کے زیرِ نظر تھیں۔ غرض اِس طرح سے اُنھوں نے اپنے وسیع مطالعہ اور خداداد لیاقت سے اِس تفسیر کو بڑی حد تک عظیم بنا دیا ہے۔

ویسے تو تقریباً تمام ہی مفسّرین آیاتِ قرآنی کی تشریح و توضیح کرتے وقت مسائل کی طرف بھی اشارہ کر دیتے ہیں۔ بعض سیر حاصل بحثیں کرتے ہیں۔ لیکن ملّا جیون نے الگ سے یہ کام کرکے ایک بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔

اُنھوں نے تقریباً ساڑھے چار سو آیتیں ایسی منتخب کی ہیں۔ اُن کا نقطۂ نظر حنفی ہے۔ مگر اُنھوں نے مسائل کے بیان میں دوسرے فرقوں کے اصولوں کا بھی ذکر کر دیا ہے۔

کتاب کے خاتمے پر اُنھوں نے اپنا نام، خاندان اور مذہب و مسلک بیان کیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ یہ کتاب کب شروع کی اور کب ختم کی اور اور کب نظرِ ثانی سے فارغ ہوئے۔ اِن مندرجۂ ذیل الفاظ پر کتاب ختم ہوتی ہے:-

Marfat.com

"الحمد للہ علیٰ نوالہ والصلوٰۃ والسلام
علیٰ رسولہ محمد واٰلہٖ واصحابہ اجمعین
برحمتک یا ارحم الراحمین۔"

Marfat.com

نجوم الفرقان

مصطفیٰ بن محمد سعید جون پوری

جون پور کے رہنے والے تھے لیکن بعد میں اورنگ آباد میں سکونت اختیار کرلی۔ علوم ادبیہ میں ایک خاص درجہ رکھتے تھے اور اعظم بن عالمگیر کے ندیموں میں سے تھے۔ وہ ان سے تمام مسائل میں مشورہ کرتا تھا اور بیشتر وقت اپنے ہی ساتھ رکھتا تھا۔ ایک مرتبہ اورنگ زیب کو ان سے کسی معاملے میں بدگمانی ہوگئی۔ اس نے ان کو معزول کرکے حج کے لیے بھیج دیا۔ حج کے بعد یہ ہندوستان واپس آئے تو اورنگ زیب سے فقیروں کے بھیس میں ملاقات کی۔ عالمگیر نے فوراً یہ مصرع پڑھا ع

بہر صورتے کہ آئی می شناسم

محمد اعظم نے اُن کی بہت سفارش کی مگر عالمگیر کا دل اُن کی طرف سے صاف نہ ہوا (۱)۔ تفسیر سے متعلق ان کی کئی تصانیف کا پتہ چلتا ہے۔ نجوم القرآن جس کا ذکر آگے آئے گا۔ امارات کلام الرحمٰن فارسی زبان میں

---

(۱) نزہتہ ۶/۲۰۳

Marfat.com

تخریج آیات سے متعلق اچھا رسالہ ہے۔ اس کا قلمی نسخہ رام پور کے کتب خانے میں موجود ہے۔ ایک اور رسالہ اقسامِ آیاتِ قرآنیہ کے نام سے بھی لکھا تھا۔

یہ کتاب قرآن مجید کی آیات کی تخریج کے لیے لکھی گئی تھی۔ اس کے متعدد قلمی اور مطبوعہ نسخے عربی اور فارسی میں ملتے ہیں۔ اس کا اندازہ نہیں ہو سکا کہ پہلے کس زبان میں لکھی گئی تھی۔ عربی نسخہ کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے:

"الحمد للہ الواحد الذی جعل آیات الکتاب معجزا و مھدیا الی سبیل الھدایات۔"

اس کے بعد اپنا نام بتایا ہے اور تصنیف کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کے لکھنے کا کیا سبب ہے۔

اس کے بعد لکھتے ہیں کہ اس فن میں بہت سے لوگوں نے کتابیں لکھی ہیں جو نظر سے گزریں لیکن وہ سب بڑی ضخیم اور زیادہ مفصل ہیں جس کی وجہ سے ان سے حسب دل خواہ فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ اس نقطۂ نظر سے میں نے مختصر طریقے پر یہ کتاب تصنیف کی ہے۔ اس کا سنِ تصنیف انھوں نے اورنگ زیب کا ۳۶ واں (۱) سنہ جلوس لکھا ہے۔ اورنگ زیب کی بہت تعریف کی ہے اور اپنی اس تصنیف کو اورنگ زیب ہی کے نام معنون کیا ہے۔

کتاب کے مقدمہ میں اس سے فائدہ اٹھانے کے اصول و قواعد بیان

---

(۱) سنہ ۱۶۹۳ء

Marfat.com

کیے ہیں۔ اُنھوں نے بھی وہی انداز اختیار کیا ہے جسے عام طور سے لوگ تخریج کے سلسلے میں استعمال کرتے ہیں۔

مصنّف کی دونوں تصانیف یعنی نجوم الفرقان اور امارات کلام الرّحمٰن دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ دونوں یکساں ہیں۔ ایک ہی قسم کی عبارتیں ہیں۔ ایک ہی قسم کے نمونے اور حوالے ہیں۔ بس اتنا ہی فرق معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کا مقدمہ مختلف ہے۔ نجوم الفرقان اورنگ زیب کے نام سے معنون ہے۔ دوسری کسی کے نام نہیں۔ کسی آیت کی تلاش کے لیے جو نمونہ خود انھوں نے پیش کیا ہے وہ بھی دونوں میں یکساں ہے۔ بہرحال تخریج آیات کے لیے دونوں ہی کتابیں اچھی سمجھی جاتی ہیں۔

Marfat.com

رسالہ در بیان اقسام آیات قرآنیہ

اکسٹھ اوراق کا یہ رسالہ لکھنؤ کے ناصریہ کتب خانے میں اچھے حال میں موجود ہے (۱) اس کے مصنف کا کسی طرح پتہ نہیں چلتا۔ کتاب کے شروع میں کسی نے لکھا ہے کہ "مؤلف ہذا الکتاب معاصر السلطان قطب شاہ فی دکن"۔ اس سے خیال پیدا ہوتا ہے کہ اسی عہد میں کسی نے لکھا ہوگا (۲)

اس رسالے میں مصنف نے قرآن مجید کی آیتوں کو مختلف عنوانوں کے تحت الگ الگ تقسیم کیا ہے اور اس تقسیم کی وجہ بھی بیان کی ہے۔ اس سلسلے میں مختلف الفاظ کی تشریح بھی کرتے ہیں۔ ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ العدل ذی العظمۃ والجبروت"

---

(۱) نمبر ۶۹ (تفسیر)

(۲) زبید احمد صاحب نے اپنی کتاب میں مصطفیٰ بن محمد سعید کے ایک رسالہ اقسام آیات قرآن کا ذکر کیا ہے۔ (ص ۲۴۲) ممکن ہے یہ وہی رسالہ ہو۔ مصطفیٰ بن محمد سعید حج سے واپسی کے بعد کچھ دن اورنگ آباد میں رہے ہیں۔ چوں کہ ان کا سن وفات نہیں معلوم ہے اس لیے یقین سے تو یہ بات نہیں کہی جا سکتی ہے لیکن گمان غالب یہی ہے کہ یہ رسالہ انھیں کا ہے

Marfat.com

اس کے بعد لکھا ہے کہ :۔

"جو شخص ناسخ و منسوخ، خاص و عام، محکم و متشابہ، مکی و مدنی، اسباب نزول وغیرہ امور سے ناواقف ہے۔ وہ عالم قرآن نہیں ہے۔"

اس رسالے میں انھوں نے الگ الگ چھوٹے چھوٹے عنوان قائم کیے ہیں جن کے تحت اس عنوان سے متعلق ضروری باتوں کی تفسیر بیان کرتے ہیں۔ مثلاً "تفسیر المحکم من کتاب اللہ"، "اول ما انزل اللہ من القرآن"، "تفسیر الضلال"، "تفسیر الہدیٰ"، "تفسیر الوحی"، "تفسیر الخلق"، "تفسیر القضا"، "تفسیر النور"، "تحریفات القرآن"، "تفسیر وجوہ الشرک"، "ما جاء فی القصص واقسامہا"، "رد علی من انکر حدوث العالم"، "تفسیر الایمان ودرجاتہ" وغیرہ۔

کتاب کا اختتام اس عبارت پر ہوتا ہے۔

"نعوذ باللہ من الضلالۃ بعد الہدیٰ واتباع الہویٰ وایاہ نستعین علی ما یقرب منہ انہ سمیع مجیب۔ تمت الکتاب۔"

Marfat.com

فتح الخبیر بما لا بد من حفظہ فی التفسیر

شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ)

یہ ایک چھوٹا سا رسالہ ہے جو در اصل فوز الکبیر فی اصول التفسیر میں شاہ صاحب نے پانچویں اور آخری باب کے طور پر لکھا تھا۔ اس کو شروع کرتے وقت خود غالباً اُن کے ذہن میں بھی یہ تھا کہ اسے کبھی بھی الگ کرکے ایک مستقل کتابچے کی شکل دی جا سکتی ہے۔ چنانچہ خود ہی لکھا ہے۔

"واین باب بہ خطبہ علیحدہ شروع کردہ شد تا رسالہ باشد مستقل اگر کسی خواہد جدا نویسد۔"

یہ رسالہ ایک خاص نقطۂ نظر کے تحت مرتب کیا گیا ہے۔ یہ قرآن کریم کی مکمل تفسیر نہیں ہے بلکہ بعض آیتوں اور الفاظ کی مختصر شرح ہے جو حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت سے بیان کیا گیا ہے۔

علامہ سیوطی نے "الاتقان فی علوم القرآن" کے نام سے ایک بہت ہی مفصل اور جامع کتاب تصنیف کی ہے۔ انھوں نے بہت سے ابواب کے تحت تقریباً ہر قسم کے علوم و فنون کا ذکر کیا ہے۔ شاہ صاحب کے زیر نظر یہ کتاب رہی ہے جیسا کہ خود انہوں نے بھی ذکر کر دیا ہے۔

Marfat.com

بعض جگہوں پر ضحاک اور سیوطی کے یہاں کچھ آیتیں اور الفاظ وغیرہ غیر مفسر رہ گئے ہیں۔ شاہ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے انھیں چھوٹی ہوئی باتوں کی تفسیر کی ہے۔ اس کے علاوہ ثقہ لوگوں اور اہلِ نقل کی بعض باتوں کو لے لیا ہے۔ اس کا بھی خیال رکھا ہے کہ مفسّر کو کن باتوں کی ضرورت پڑتی ہے ان کو بھی بیان کر دیا ہے۔ آیاتِ الٰہی کی شانِ نزول بھی بیان کی ہے اور اس سلسلے میں معتمد اور قابلِ اعتبار محدثین کی ثقہ روایات پر بھروسہ کیا ہے اور بخاری، ترمذی وغیرہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

۳۶ صفحات پر مشتمل یہ مختصر سا رسالہ قرآن مجید کی بہت سی مبہم اور غیر واضح باتوں کی تفسیر پر انتہائی اختصار کے ساتھ مبنی ہے۔ اس میں ترتیب کو تو ملحوظ رکھا ہے مگر پوری آیت کا لکھنا ضروری نہیں ہے۔ بیشتر جگہوں پر صرف الفاظ ہی لکھ کر ان کی توضیح کر دی ہے۔ ہر سورت کا نام لکھا ہے اس کے بعد جن الفاظ کو "غریب" جانا ہے۔ ان کی وضاحت کی ہے۔

اسی طرح مسائل کی جانب بھی اشارے ملتے ہیں۔ مختلف فیہ باتوں کو بھی کہیں کہیں بیان کر دیا ہے۔

بعض جگہوں پر بہت اختصار ملحوظ رکھا ہے۔ حتیٰ کہ دو تین لفظوں میں مفہوم واضح کر دیا ہے۔ "سورۃ الانبیا" میں "الویل" کی شرح "واد فی جہنم" سے کیا ہے۔ "التماثیل" کے معنی "الاصنام" کے ہیں۔

سورۃ العصر کے متعلق لکھا ہے:-

"العصر الدھر خسر ضلال" ص ۳۲

سورۃ التکاثر کو لکھا ہے:-

"التکاثر من الاموال والاولاد" ص ۳۳

Marfat.com

سورۃ الاخلاص کی شانِ نزول یہ لکھی ہے۔

"قال المشرکون صف لنا ربک فانزل اللہ قل ھو اللہ احد" ص ۳۳

مشرکوں نے کہا کہ اپنے رب کے وصف بیان کیجیے۔ اس پر قل ہو اللہ احد کی سورت نازل ہوئی۔

اسی انداز پر چھوٹے چھوٹے جملوں، واضح لفظوں اور مختصر اشاروں سے قرآن مجید کی ضروری آیتوں کی وضاحت کی ہے۔ اس انداز کی تصنیف ہندوستان میں غالباً یہی ہے۔

Marfat.com

جنّتہ النعیم فی فضائل القرآن الکریم

محمد ہاشم بن عبدالغفور التتوی السندی

ولادت سنہ ۱۱۰۴ھ وفات سنہ ۱۱۷۴ھ

سندھ کے رہنے والے تھے۔ عقائد کے لحاظ سے حنفی المذہب تھے۔ فقہ، حدیث اور عربی ادب پر اچھی نظر تھی۔ سندھ ہی میں پرورش پائی۔ مولانا ضیاء الدین سندھی ان کے استاد تھے۔ کچھ عرصے کے بعد حجاز کا سفر کیا۔ حج و زیارت سے فارغ ہو کر شیخ عبدالقادر بن ابی بکر مکّی سے جو مکہ معظمہ میں حنفی مفتی تھے استفادہ کیا۔ فقہ و حدیث میں شیخ عبدالقادر کا درجہ بہت اونچا تھا۔ محمد ہاشم بھی ان کے علم سے پوری طرح سے مستفید ہوئے اور جلد ہی کمال کی حدوں تک پہنچ گئے۔ اس کے بعد درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ کتابیں تصنیف کیں۔ فتوے دیے اور اپنے شہر کے شیخ بنائے گئے۔ شیخ معین الدین سندھی سے ان کے بہت مباحثے ہوئے۔ جن سے کتابوں کے صفحات پُر ہیں۔

ان کی کتابوں میں " جنتہ النعیم فی فضائل القرآن الکریم"، "بذل القوۃ فی مسنی النبوۃ"، فاکہتہ البستان (حرام و حلال سے متعلق)، حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب۔ کشف الرین فی مسئلہ رفع الیدین وغیرہ ہیں۔ ان کتابوں کے علاوہ فرائض اسلام سے متعلق ایک بہت بڑی کتاب بھی ہے۔ جس میں ایمان کے فرائض اور ان پر عمل

Marfat.com

کس وقت لازم ہوتا ہے۔ بیان کیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی ان کی بعض دوسری تصانیف کا پتہ چلتا ہے۔ (۱)

اس کتاب میں قرآن کریم کی سورتوں اور آیتوں کے فضائل بیان کیے ہیں۔ یہ تمام باتیں احادیث صحیحہ سے ثابت کی ہیں یا صحابۂ کرام و تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ سے منسوب ہیں۔ مصنف نے اسناد حذف کر دئے ہیں تاکہ طوالت نہ ہونے پائے۔ جو روایت یا قول نقل کیا ہے اس میں صحابی یا تابعی کا نام لے لیا ہے۔

اس کے دو نسخے نظر سے گزرے ہیں۔ ایک رام پور میں جس میں ۲۷۶ صفحات ہیں۔ دوسرا پٹنہ میں جس میں ۱۶۳ ورق ہیں۔ دونوں نسخے مکمل ہیں اور دونوں کی ابتدا اور اختتام یکساں ہیں۔ پٹنے والے نسخے میں کتابت عبداللہ بن یعقوب کی ہے۔ اس کی ابتدا یوں ہے۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔"

یہ ۱۱۳۴ھ کی تصنیف ہے۔ جیسا کہ انھوں نے خود تصریح کی ہے۔ ملاحظہ ہو ص۳

کتاب کی ترتیب کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ ایک مقدمہ اور دو فصلوں پر مشتمل ہے۔ مقدمہ میں فوائد بیان کیے گئے ہیں۔ فصل اول میں قرآن مجید کی سورتوں اور آیتوں کے وہ فضائل بیان کیے گئے ہیں جو احادیث و آثار میں مروی ہیں دوسری فصل میں وہ احادیث بیان کی ہیں جو زمخشری اور بیضاوی وغیرہ مفسرین نے اپنی تفسیروں میں ہر سورت کے آخر میں درج کی ہیں۔

---

(۱) نزہتہ ج ۶ ص ۲۶۳

Marfat.com

"لا الٰہ الّا انت سبحانک انّی کنت من الظالمین (۱) کی یہ فضیلت بیان کی ہے کہ یہ حضرت یونسؑ کی دعا ہے جو انھوں نے مچھلی کے پیٹ میں مانگی تھی جب کوئی کسی معاملے میں اِس کے ساتھ دعا کرے گا تو قبول کی جائے گی (ص ۱۵۷)

سورۃ اخلاص کی سب سے زیادہ فضیلت ہے۔ اُس کے متعلق لکھتے ہیں کہ جو شخص اسے دو سو بار پڑھے گا اُس کے دو سو سال کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

اسی طرح سے جتنی بھی آیتوں سے کسی قسم کی فضیلت یا نبی صلعم کا کوئی قول متعلق ہے اسے بیان کر دیا ہے اور راویوں نیز مفسّرین کے حوالے بھی پیش کیے ہیں۔ لیکن صحت و ضعف کا خیال نہیں کیا ہے۔

اِس کتاب کا خاتمہ اِن الفاظ پر ہوتا ہے۔

"والحمد للہ علی التمام والصلوٰۃ والسلام علی محمد خیر الانام وعلی الہ وصحبہ الکرام ما دامت اللیالی والایام والشہور والاعلام لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔"

---

(۱) سورۃ الانبیاء آیت ۸۷

Marfat.com

الجداول النورانیۃ فی استخراج آیات القرآنیہ

ناصر بن حسین حسنی (سنہ ۱۲۰۰ ہجری)

اس کے دو نسخے مکمل رام پور میں موجود ہیں (۱) (۶۲۶ و ۶۲۷) یہ رسالہ استخراج آیات سے متعلق ہے۔ دونوں نسخے اچھے حال میں ہیں۔ پہلا مخطوطہ (۲) ۱۲۰۰ھ مطابق ۱۷۸۵ء کا ہے اور دوسرے (۳) پر ۱۲۶۸ھ مطابق ۱۸۵۱ء درج ہے۔ انڈیا آفس والا نسخہ اٹھارویں صدی کا ہے (۴) یہ نسخہ بھی مکمل ہے۔ ابتدا سب کی ان الفاظ سے ہوتی ہے۔

" الحمد للّٰہ الذی اناص جداول برہ واحسانہ وفقنا للاھتدا

بآیات ملکوتہ وسلطانہ۔ "

اس کے بعد کتاب کے سلسلے میں لکھتے ہیں کہ :۔

" اکثر لوگوں کو معانی و مطالب قرآن مجید کو سمجھنے اور مفسرین کے

---

(۱) زبید احمد صاحب نے اس کا نسخہ محض انڈیا آفس میں لکھا ہے۔ ص ۲۴۸

(۲) نمبر ۶۲۶ (۳) نمبر ۶۲۷

(۴) Catalogue of Arabic MSS India Office by C.A. Storey No.1212

اس کا ایک اور قلمی نسخہ مدراس کے سعیدیہ کتب خانے میں موجود ہے کہا جاتا ہے (اگلے صفحے پر دیکھیے)

Marfat.com

خیالات سے واقف ہونے کے لیے آیتوں کے موقع ومحل سے واقفیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس بنا پر ایسی کتابیں لکھی گئی ہیں جن کی مدد سے آیتیں نکالی جا سکیں۔ میں نے اس مہم کو آسان کرنے کے لیے کتاب لکھی ہے۔ (ملخص مفہوم بیان مصنف)

آگے چل کر اسی سلسلے میں انداز بیان کے متعلق لکھتے ہیں۔

"میں نے ایک جدول بنائی ہے جس میں پانچ خانے ہیں۔ پہلے خانے میں آیت، دوسرے میں سورت۔ تیسرے میں رکوع۔ چوتھے میں پارہ اور پانچویں میں ربع پارہ لکھا ہے اور حروف تہجی کے لحاظ سے آیتوں کو مرتب کیا۔ لفظ کے پہلے حرف کو باب اور دوسرے کو فصل قرار دیا ہے۔"

اس کتاب کو اورنگ زیب عالمگیر کے نام معنون کیا ہے۔ اور کئی سطروں میں ان کی صفات عدل و احسان، انتظام و تدبیر اور نصرت و خدمتِ دین کا ذکر کیا ہے۔

ان کے انداز کو سمجھنے کے لیے ذیل کے نمونے کافی ہوں گے۔ جو مختلف جگہوں سے ماخوذ ہیں۔

الآیۃ	السورۃ	الرکوع	الجزء	ربع الآخر
۱۔ فجعل منہ الزوجین الذکر	القیٰمۃ	۲	۲۹	اواسط الرابع
۲۔ وفتحت السماء فکانت ابوابا	النباء	۱	۳۰	اوائل ۱
۳۔ ھدی وبشریٰ للمؤمنین		۱	۱۹	اوائل ۳

(حاشیہ پچھلے صفحے کا) سلطان ٹیپو کی شہادت کے وقت سرنگا پٹم کے محل میں سلطان کے پلنگ پر تکیہ کے پاس رکھا ہوا تھا (رسالہ برہان اکتوبر ۱۹۴۲ء ص ۲۴۶)

Marfat.com

اسی انداز پر تمام آیتوں کے متعلق الگ الگ لکھا ہے۔ خاتمہ اس عبارت پر ہوتا ہے۔

"ختم بالخیر والظفر فی التاسع عشر من شهر الصفر علی ید العبد
الاحقر مهدی بن جعفر غفر الله له ولقاه ثوابه یوم المحشر
وصلی الله علی محمد واله خیر البشر مادام اللیل والسحر
وقد مضی من الهجرة الف ومأتان یدوم الخط فی القرطاس
وکاتبه رمیم فی التراب"

کتاب بہت صاف ستھری اور مکمل ہے۔ خط بہت عمدہ ہے اور ساری ایک ہی خط میں ہے دوسرے نسخہ ۶۲۷ کے شروع کے چند ورق مختلف خط میں ہیں اس کے بعد ایک ہی کاتب کا قلم معلوم ہوتا ہے۔ انڈیا آفس والے نسخے کے بھی دو کاتب ہیں ص ۱۳۷ تک ایک اور اس کے بعد سے آخر تک یعنی ۲۲۴ تک دوسرا۔ اس نسخے کے کاتب یعنی آخری حصے کے ابومحمد محمد دہلوی ہیں (۱)

تخریج آیات کے سلسلے میں یہ کتاب اس فن میں لکھی گئی دوسری کتابوں سے خاصی مختلف ہے بیشتر کتابوں میں الگ الگ کلمات کی تخریج کے سلسلے میں لکھا گیا ہے لیکن اس میں آیت یا جزو آیت کے استخراج کو مدنظر رکھا ہے۔ اس کی ترتیب بھی نسبتاً زیادہ آسان معلوم ہوتی ہے۔ اس کی ترتیب حروف تہجی کے اعتبار سے ہے کسی آیت کی تلاش پہلے حرف کے حساب سے ہوگی۔

کتاب کے مقدمہ سے پتہ چلتا ہے کہ مصنف نے ایک کتاب اسی فن کی اور لکھی تھی جس میں اواخر آیات سے استخراج ہوتا تھا یعنی جو مخطوطے موجود ہیں اُن کا بالکل اُلٹا۔ لیکن کسی بھی مخطوطہ میں یہ رسالہ شامل نہیں ہے۔ ممکن ہے ضائع ہوگیا ہو۔

---

(1) Catalogue of Arabic MSS India Office Lib by C. A. Storey No 1212

Marfat.com

افادات عزیزیہ

شیخ رفیع الدین مراد آبادی ولادت ۱۱۴۳ھ وفات ۱۲۲۳ھ

شیخ رفیع الدین بن فرید الدین بن عظمت اللہ اپنے دور کے بڑے علما میں سے تھے۔ ان کی پیدائش ۱۱۴۳ھ میں مراد آباد میں ہوئی۔ بچپن کی تعلیم اپنے شہر کے اساتذہ سے حاصل کی۔ اس کے بعد دہلی گئے اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (۱) کی شاگردی اختیار کی۔ ان سے ایک مدت تک کسب فیض کرنے کے بعد اپنے وطن واپس آئے اور بہت زمانے تک لوگوں کو مستفید کرتے رہے۔ ۱۲۰۱ھ میں حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ حج و زیارت سے فارغ ہونے کے بعد وہاں کے مشائخ و علما سے فیض اٹھاتے رہے اور ۱۲۰۳ھ میں ہندوستان واپس آئے۔ اپنے سفر اور حرمین سے متعلق بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ اس کے علاوہ ان کی اور بھی بہت سی تصانیف ہیں جن میں قمر الآمال بذکر الاعمال والمآل، سلوۃ الکئیب بذکر الحبیب، تذکرۃ المشائخ۔ کنز الحساب، تذکرۃ الملوک تاریخ الافاغنہ، کتاب الاذکار، الافادات العزیزیہ وغیرہ ہیں۔

---

(۱) مفصل حالات کے لیے حالات ولی از مولانا محمد رحیم بخش دہلوی

Marfat.com

ان کا انتقال ذی الحجہ ۱۲۴۳ھ میں نوا سی سال کی عمر میں ہوا (۱)

اس کے دو نسخے ندوۃ العلماء لکھنؤ کے کتب خانے میں موجود ہیں (۲) دونوں ہی مکمل ہیں۔ البتہ دونوں کے خط میں خاصا فرق ہے۔ مخطوطہ نمبر ۱۷۸۔ اصل کتاب کی عبارت سے شروع ہوتا ہے۔ لیکن نمبر ۸۴ میں شروع کے چار صفحوں میں فیضی کی سواطع الالہام کے معموں کو حل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس سلسلے میں سب شروع کے دو تین ناموں کی عبارت جو فیضی نے اشاروں میں لکھی ہے ان کا ترجمہ کر دیا ہے۔ اس کے بعد چند سطریں ہیں جو اصل کتاب کا مقدمہ کہی جا سکتی ہیں۔ لکھتے ہیں۔

"۔۔۔۔ شاہ عبد العزیز نے فتح العزیز نامی ایک تفسیری کتاب لکھی ہے جس میں بے شمار تحقیقات اور لطائف بیان کیے ہیں۔ لیکن پانچ مستقل علوم اس کے ساتھ مخصوص ہیں (۱) ہر سورت کا عنوان اور اجمالاً مضمون سورت کا بیان (۲) ربط آیات (۳) متشابہات قرآنی (۴) اسرار تقدیس ہ احکام (۵) لطائف نظم قرآن۔ شاہ صاحب نے ان علوم کے بارے میں جستہ جستہ مجھے خطوط لکھے۔ نیز میرے بعض سوالوں کا جواب دیا۔ یہ ساری باتیں اس کتاب میں نقل کر دی گئی ہیں۔

کتاب کی اصل عبارت اس طرح شروع ہوتی ہے۔

"فلا یظہر علی غیبہ احد۔ الا من ارتضی من رسل۔

اس کتاب کو دیکھنے سے یہ اندازہ تو کہیں نہیں ہوتا کہ کہاں سوال ہے اور کہاں جواب یا کہاں خط کی شکل ہے اور کہاں نہیں۔ کہیں پر کسی آیت کی تفسیر ہے کہیں پر دوسری بحثیں۔ البتہ اس کا اندازہ ضرور ہوتا ہے کہ تفسیر فتح العزیز جسے عام طور سے نامکمل ہی سمجھا جاتا ہے (۳) مکمل ضرور ہو گئی تھی۔ اس لیے کہ جا بجا اس قسم کے حوالے ملتے ہیں۔

---

(۱) نزہۃ الخواطر ۷/۱۸۲ (رسالہ مفردہ ان کی سوانح میں ہے) حدائق الحنفیہ ص ۴۶۹ (۲) نمبر ۸۴ و نمبر ۱۷۸

(۳) اس کا مکمل نسخہ کہیں بھی نہیں ملتا ہے صرف شروع کی ۱۸۴ آیات کی اور آخر کے دو پاروں کی تفسیر مطبوعہ شکل میں ملتی ہے۔

Marfat.com

من فتح العزیز فی سورۃ النحل یا ایضاً من تفسیر سورۃ النساء یا من تفسیر فتح العزیز تحت قولہ تعالیٰ فی سورۃ المومنین وغیرہ۔

ان کی نکتہ سنجی کا اندازہ سورۂ فاطر کی آیت "ومن الجبال جدد بیض وحمر مختلف الوانہا وغرابیب سود" کی تفسیر سے ہو سکتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ:۔

"سفید پہاڑی سے طبقۂ صوفیہ کی طرف اشارہ ہے۔ سرخ سے شہداء کی طرف اشارہ ہے اور سیاہ سے علمائے مصنفین کی طرف اشارہ ہے جن کا مشغلہ قلم دوات اور تحریر سے اوراق کو سیاہ کرنا ہے۔"

اس میں بعض جگہوں پر عبارتیں فارسی کی بھی ہیں۔ لیکن اکثر حصہ عربی عبارتوں کی ہے۔ شروع میں فتح العزیز کی جن پانچ خوبیوں کی طرف اشارہ کیا ہے اس کتاب میں انھیں سب کا ثبوت پیش کیا ہے۔ اس کا اندازہ تو نہیں ہوتا کہ یہ خطوط اور سوالات وجوابات کی شکل کی کوئی چیز ہے اس لیے کہ نہ تو کسی جگہ پر خط کا سا انداز ہے نہ ہی القاب اور دعائیہ الفاظ ممکن ہے۔ اس کو مرتب کرتے وقت ایسی عبارتوں کو نکال دیا ہو۔ البتہ کہیں کہیں پر تاریخیں ہیں جن کو خط ہونے کا تنہا ثبوت کہا جا سکتا ہے۔ مثلاً وصدق الرسول ۲۸ صفر ۱۲۱۵ھ یا جمعہ ۱۹ ربیع صفر ۱۲۱۵ھ۔

Marfat.com

نثر المرجان فی رسم نظم القرآن

شیخ محمد غوث مدراسی ولادت ۱۱۶۶ھ وفات ۱۲۳۸ ہجری

شیخ عالم فقیہ محمد غوث بن ناصر الدین بن نظام الدین شافعی مشہور فقہاء میں سے تھے۔ محمد پور ضلع ارکاٹ (مدراس) میں ۱۱۶۶ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے دادا نظام الدین سے تعلیم حاصل کی اور حدیث کی سند لی۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو مولانا امین الدین صدیقی الوری (۱) سے پڑھنے لگے۔ انھیں کے ساتھ رام ناتھ گئے اور کتب درسیہ ختم کیں۔ جب مولانا امین الدین کا انتقال ہوا تو مدراس واپس آگئے اور عبد العلی بن نظام الدین لکھنوی (۲) کی صحبت میں رہنے لگے۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں جن میں نثر المرجان فی رسم نظم القرآن۔ الفوائد الصبغیہ فی شرح الفرائض السراجیہ۔ بسط الیدین لاکرام الابوین۔ الشافی شرح الکافی عربی میں اہم ہیں۔ اس کے علاوہ فارسی و اردو میں بھی بہت سی کتابیں لکھیں۔ ۱۲۳۸ھ میں انتقال ہوا۔

اس میں انھوں نے قرآن مجید کے رسم الخط کی وضاحت کی ہے۔ ندوۃ العلماء لکھنؤ

---

(۱) متوفی ۱۱۹۵ھ نزہتہ ج ۶ ص ۴۰ (۲) ان کی شہرت بحر العلوم کے لقب سے تھی، انتقال ۱۲۲۵ھ میں ہوا اور مدراس میں مدفون ہوئے۔ تذکرہ علمائے ہند ص ۱۲۲ نزہتہ ج ۷۔ ص ۲۸۲

Marfat.com

کے کتب خانے میں اس کی پانچ جلدیں مطبوعہ موجود ہیں۔ جو ۲۳ پاروں پر مشتمل ہیں۔ کتاب کے شروع میں ایک مقدمہ لکھا ہے جس میں اس کتاب کی تصنیف کی وجہ اور ضرورت بیان کی ہے اور یہ دکھایا ہے کہ قرآن مجید کب اور کس طرح جمع کیا گیا اور مکمل تحریری شکل پائی۔ پھر ان حروف کو بیان کیا ہے جن میں تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں۔ کس حرف میں کیا تبدیلی ہوئی ہے اسے قرآن کریم کے الفاظ کے حوالوں سے ثابت کیا ہے۔ نیز یہ بھی بیان کرتے گئے ہیں کہ کن الفاظ کے رسم الخط میں مصاحف میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ مثلاً ہاروت و ماروت کے لکھنے میں اختلاف ہے۔ لکھتے ہیں۔

"بعض مصاحف میں انھیں الف کے ساتھ اور بعض میں بغیر الف کے لکھا گیا ہے۔ غازی بن قیس اندلسی نے اہل مدینہ سے ہروت مروت بے الف نقل کیا ہے۔ شاطبی اور سیوطی نے بھی اسی سے اتفاق کیا ہے لیکن جزری نے الف کے ساتھ ہاروت ماروت لکھا ہے۔"

اسی طرح سے پورے قرآن کے تمام الفاظ کو بیان کیا ہے اور ہر لفظ کو الگ الگ کر کے دکھایا ہے کہ کس طرح لکھا اور پڑھا جاتا ہے۔ اگر ان کے پڑھنے میں کچھ اختلاف ہے تو اس کو بھی بیان کر دیا ہے۔ گرامر کے اعتبار سے بھی الفاظ پر بحث کی ہے۔

Marfat.com

تعداد الاسماء فی القرآن

غلام حسین ۱۲۱۲ ہجری

اکیس صفحوں کا مختصر سا رسالہ ہے جس میں اُن ناموں کا ذکر ہے جو قرآن مجید میں مختلف جگہوں پر استعمال ہوئے ہیں۔ زیادہ تر نام انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہیں۔ لکھنؤ میں ناصریہ کتب خانہ میں قلمی نسخہ موجود ہے (۱) اس کا انداز یہ ہے کہ پہلے نبی کا نام لکھتے ہیں اس کے بعد یہ بتاتے ہیں کہ سارے قرآن شریف میں یہ نام کتنی جگہوں پر آیا ہے۔ اس کے بعد اس کی تفصیل ہوتی ہے کہ کس سورۃ میں ہے۔ مثلاً یہ کہ حضرت زکریاؑ کا نام قرآن مجید میں سات بار آیا ہے سورۂ آل عمران میں تین جگہ سورۂ انعام میں ایک جگہ۔ سورۂ مریم میں دو جگہ اور سورۂ انبیا میں ایک جگہ۔ اسی طرح سے تمام ناموں کا مکمل تذکرہ موجود ہے۔ حضرت نوح۔ حضرت ابراہیم۔ حضرت عیسٰی، حضرت موسٰی، حضرت محمد مصطفٰی صلعم وغیرہ سب ہی کا ذکر ہے اور ہر ایک کے متعلق معلومات فراہم کی ہیں کہ کون سا نام قرآن مجید میں کتنی بار اور کس کس سورۃ میں آیا ہے۔

---

(۱) نمبر ۱۹

Marfat.com

انبیا کے علاوہ فرعون، ہامان، قارون، مریم وغیرہ بھی جہاں جہاں آئے ہیں اُن کا ذکر کیا ہے۔ قارون کے متعلق لکھا ہے۔

قارون علیہ اللعنۃ کا ذکر سارے قرآن مجید میں چار جگہ ہے، سورۂ قصص میں دو جگہ۔ سورۂ عنکبوت میں ایک جگہ اور سورۂ مومنین میں ایک جگہ

یہ رسالہ اس عبارت پر ختم ہوتا ہے۔

"تمت الرسالہ فی بیان تعداد اسماء الانبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام وعدد مواضعہم فی جمیع القرآن فی ۱۲۴۱ھ احدی واربعین ومائتین بعد الالف من الھجرۃ النبویۃ علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کتبہ العبد المذنب غلام حسین عفی اللہ عنہ"

Marfat.com

رسالہ رسم خط کلام اللہ

محمد کامل چریاکوٹی

قرآن مجید کے مختلف الفاظ کے رسم خط کو واضح کیا ہے۔ الفاظ کو بیان کرنے سے پہلے سورۃ کا نام اور آیات کی تعداد بیان کی ہے۔ ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے:-

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۃ الفاتحۃ مکیۃ و ھی
سبع آیات مع البسملۃ العلمین الرحمٰن ملک"

رسم خط قرآن پر اس سے بہتر رسالے موجود ہیں۔ اس میں نہ تو کوئی مقدمہ ہے اور نہ ہی کوئی ایسی عبارت جس سے یہ سمجھا جا سکے کہ یہ اس میں کیا بیان کرنا چاہتے ہیں۔ آخر کی بعض سورتوں کی ابتدا میں لکھتے ہیں "دریں سورہ لفظے غیر مشہور نیست"، اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ انھوں نے اس کتاب میں ان الفاظ کے رسم خط کو دکھایا ہے جو غیر معروف ہیں۔ لیکن اصل کتاب دیکھنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ مثلاً الکتٰب، رزقنٰھم، نوحا، بعثت، ام، تسئلھم وغیرہ غیر مشہور الفاظ نہیں ہیں۔ بہر حال یہ ابتدائے قرآن مجید سے ختم قرآن تک ہے۔ سورۃ الناس آخری سورہ ہے جس میں کوئی غیر مشہور لفظ نہیں ہے۔ اس کی کتابت ۱۲۶۷ھ کی ہے۔ اس کا قلمی نسخہ جواہر میوزیم علی گڑھ میں موجود ہے۔

(۱) نمبر ۲۲۲ ج ع۔

Marfat.com

مقدمہ تفسیر فتح العزیز

مولانا عبدالعزیز

زبید احمد صاحب نے اسے شاہ عبدالعزیز دہلوی کی تصنیف کہا ہے (۱) مولانا عرشی صاحب نے بھی رامپور کے کتب خانے کی نئی فہرست میں اسے شاہ صاحب کی تصنیف قرار دیا ہے (۲) اس کا محض ایک ہی نسخہ رامپور میں موجود ہے۔ لیکن اس کا نام حضرت شاہ صاحب کی تصانیف کی فہرست میں کہیں بھی نہیں ملتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہم نام کسی اور صاحب کی تصنیف ہے۔ جو بعد میں ان کی طرف منسوب ہو گئی ہے۔

اس کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم و بعونک اعتصم یا کریم انک انت البر الرؤف الرحیم و بک اعوذ من شر النفس و الخلق اجمعین۔"

آگے چل کر اپنی اس تصنیف کا سبب بیان کرتے ہیں۔ جس کا خلاصہ

---

(1) Contribution of India to Arabic Literature P 2149

(2) No 539, V.I

Marfat.com

یہ ہے کہ:

"حنفی مذہب کے نقطۂ نظر کے مطابق کوئی جامع تفسیر نظر نہیں آئی اس لیے یہ تفسیر لکھی گئی ہے۔"

اس کو انھوں نے مندرجۂ ذیل دس مبحثوں میں تقسیم کیا ہے۔

(۱) مبحث الکلام (۲) مبحث الوحی وکیفیتہ (۳) مبحث الانزال والتنزیل (۴) مبحث التفسیر والتاویل (۵) مبحث الموضوع وشرفہ وشرف الغایۃ (۶) مبحث نزول القرآن علیٰ سبعۃ احرف (۷) مبحث القرأۃ المتواترۃ والمشہورۃ والشاذۃ (۸) مبحث تحریف القرآن والفرقان والمصحف والسورۃ والآیۃ (۹) مبحث فضائل القرآن (۱۰) مبحث وجہ اعجاز القرآن۔

ان میں سے ہر مبحث پر انھوں نے الگ الگ مفصل بحث کی ہے۔ بیچ بیچ میں ضمنی عنوانات بھی قائم کرتے ہیں۔ کتاب دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ آٹھواں اور نواں مبحث اس میں شامل نہیں ہے۔ مقدمہ بھی مکمل نہیں معلوم ہوتا ہے۔ مقدمہ کی عبارت ۳۰۲ صفحات میں ہے آخری الفاظ یہ ہیں:

"یدل علی بطلان سائر المذاہب الباطلۃ فی نفسہا سوی الصرف اما مذہب۔"[1]

اس کے بعد سورۃ الحمد کی تفسیر شروع کرتے ہیں۔ پہلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی منقبت ہے۔ تقریباً دو صفحوں میں تعریف کرنے کے بعد اپنا نام وغیرہ لکھتے ہیں۔ پھر سورۃ الفاتحہ کی تفسیر شروع کرتے ہیں۔ صرف سورۃ کا تعارف آدھے صفحے میں ہے۔ اس کے بعد کا حصہ غائب ہے۔ آخری الفاظ یہ ہیں۔

---

(۱) اسی طرح سے بے ربط عبارت ختم ہوئی ہے۔

Marfat.com

"ان التسمیۃ لیست منها فتامل و الشافیۃ لانها
شفاء لکل داء"

اِس میں کل ۳۲۱ صفحات ہیں۔ کتاب اچھے حال میں ہے۔ اور نئی جلد نئے کاغذ لگا کر بنائی گئی ہے۔

بیچ میں ایک نقشہ بھی بنایا ہے جس سے اعداد سور، اعداد آیات، اعداد کلمات، اعداد حروف، کی و مدنی، اعداد نقاط، فتحات، کسرات، مدّات وغیرہ کا پتہ چلتا ہے۔ بہت ہی مفصل نقشہ ہے۔ جسے دیکھ کر اس قسم کی تمام باتیں ایک ہی نظر میں واضح ہو جاتی ہیں۔

Marfat.com

اوضح البیان فی بیان اسامی القرآن

سید ابو تراب جعفری (د ۱۲۶۸ھ)

اِس مختصر سی کتاب میں مصنف نے قرآن مجید کے بہت سے ناموں کا تذکرہ کیا ہے۔ اِس کی وجہ تصنیف یہ بیان کی ہے کہ ان کے استاد سید احمد علی رام پوری (۱) صاحب نے اثنائے درس میں اِن سے اور بعض دوسرے طلبا سے خواہش کی کہ قرآن مجید کے جتنے بھی نام ہیں۔ ان کی توجیہات بیان کرو۔ صاحب کتاب لکھتے ہیں۔ کہ اِس خاص بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے انھوں نے قرآن کریم کا بہ غور مطالعہ کیا۔ اِس کے بعد ان تمام ناموں کی توجیہات بیان کی ہیں۔ جن کا ذکر امام رازیؒ امام سیوطی وغیرہ کر چکے ہیں۔ یہ لکھتے ہیں کہ اس سے پہلے جو نام رائج تھے اور جن سے لوگ واقف تھے۔ ان کی مجموعی تعداد ۵۵ ہوتی ہے۔ اِن میں سے بعض نام یہ ہیں:۔

"کتاب، قرآن، کلام، نور، ہدیٰ، رحمۃ، ذکر، موعظۃ، حکیم، قول، احسن الحدیث، بیان، تذکرہ، عروہ، نقی

---

(۱) تذکرہ ص ۱۳ نزہتہ ج ۶ ص ۲۵

وغیرہ" ص ۳

مصنف نے اپنے مطالعہ کے دوران میں بعض اور ناموں کو بھی تلاش کیا ہے۔ جن کی تعداد چوبیس بیان کی ہے۔ اس سے قبل ان کا ذکر کسی دوسری جگہ پر نہیں ملتا۔

"کلمۃ شاھد محدث لسان منزل مزدج احسن تفسیر وغیرہ" ص ۴

اسی طرح سے جتنے بھی نام بیان کیے ہیں سب کی تفصیل اسی انداز پر کی ہے۔ خود جو نام انھوں نے تلاش کیے ہیں ان کی تشریح بھی سیاق وسباق کے ساتھ کی ہے۔ یہ کتاب مکتبہ برہانیہ حیدرآباد سے شائع ہو چکی ہے۔ اس میں ۳۲ صفحات ہیں۔

Marfat.com

تیسیر الکلام لرکوع الصیام

محمد ہدایت اللہ بن محمد اکرم المتعلوی المعروف بمحمود سندھی التتوی

اِس میں اُن آیتوں کی تفسیر بیان کی گئی ہے جس میں احکام اور وجوبیت صوم کا ذکر ہے۔ اِس کے مصنف قاضی محمد اسماعیل (۱) ہیں۔ اصل کتاب فارسی میں تھی۔ لیکن مولوی ہدایت اللہ نے اِس کو عربی میں منتقل کر دیا۔ اس کے چھ نسخے حیدر آباد کی آصفیہ لائبریری میں موجود ہیں (۵۴۳ تا ۵۴۷) نسخہ ۵۴۲ خود مصنف کے قلم کا ہے۔ اس میں ۴۵۹ صفحات ہیں۔ ۱۷ سطریں ہر صفحے میں ہیں۔ بقیہ نسخے بھی اچھے حال میں ہیں مگر صفحات اور سطروں کا فرق ہے ابتدا یوں ہے:

"الحمد للہ الذی قدم با لا نسان وفضل الفصول واغرق فی بحر معرفتہ الافکار والعقول۔"

اِس کتاب میں بالخصوص "یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام (۲)

---

(۱) یہ مولانا ہدایت اللہ کے ماموں تھے۔ ان کا انتقال ۱۲۸۶ھ ہوا۔

(۲) سورۃ البقرۃ آیت ۱۸۳۔

Marfat.com

والے رکوع کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ساتھ ہی ساتھ روزہ کے بہت سے مسائل اور ان کی قسمیں مختلف عنوانوں کے تحت بیان کر دی گئی ہیں "المسلک"، کے عنوان سے مسائل بیان کرتے ہیں ۔مثلاً "المسلک الثالث فی فرضیۃ الصوم علیٰ ہذہ الامۃ"، اسی طرح سے ۴۵ عنوان قائم کیے ہیں ۔ بعض عنوانوں کے تحت کچھ ذیلی عنوان "مطلب" کے نام سے بھی بنائے ہیں ۔ مثلاً "مسلک رابع" جس میں اس امت سے قبل کے لوگوں پر فرضیتِ صوم کا بیان ہے۔ اس کے تحت چھ ذیلی عنوان قائم کیے ہیں ۔جن میں حضرت مریم، حضرت داؤد۔ حضرت عیسیٰ، قوم موسیٰ، حضرت آدم اور حضرت یحییٰ کے روزوں کا ذکر ہے۔

اس کتاب میں انھوں نے ہر ہر مسئلے پر بہت سے علماء اور اہم کتابوں سے اقوال اور حوالے نقل کیے ہیں ۔تفسیر حسینی، مؤطا امام محمد، معالم التنزیل للبغوی مدارک التنزیل للنسفی، فتح القدیر للشوکانی، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، روح البیان، احیاء العلوم، لطائف المجنین، انیس الفقراء، زہرۃ الریاض، معارج النبوۃ وغیرہ سے عبارتیں پیش کی ہیں ۔کل ایک سو چھ کتابیں ہیں جن سے انھوں نے اس تفسیر میں استفادہ کیا ہے۔

عنوانوں میں اہم عنوان "فرضیۃ الصوم علیٰ ہذہ الامۃ"، "فرضیۃ الصوم علیٰ من کانو اقبلنا"، "حکمۃ فرضیۃ الصوم"، "القوم وما یجب علی الصائم فی حالۃ الصوم"، "فی احکام المریض" والمسافر وغیرہ۔ "فی احترام شہر رمضان"، "فی فضل صلوٰۃ التراویح"، "فی فضائل الہلال"، "فی فضل لیلۃ القدر"، "فی احکام الاعتکاف"، "فی درجات الصوم"، وغیرہ ہیں ۔ ان سب کے تحت ضروری باتوں کی وضاحت اور اس سلسلے میں جو مسائل ہو سکتے ہیں ان کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔تمام عبارتیں دوسروں ہی کی ہیں ۔خود مصنف نے

Marfat.com

دیباچہ اور خاتمہ کے علاوہ کچھ بھی نہیں لکھا ہے۔ روزہ سے متعلق تمام ضروری باتیں اہم کتابوں اور بزرگوں کے اقوال سے پیش کردی ہیں اور احادیث بھی جا بجا نقل کی ہیں۔ دوسری تفسیروں کے حوالے بھی موجود ہیں۔

Marfat.com

السبع المثانی

سید محمد بن دلدار علی لکھنوی ولادت ۱۱۹۹ھ وفات ۱۲۸۴ھ

شیخ فاضل علامہ محمد بن دلدار علی حسینی نقوی شیعی نصیر آبادی ثم لکھنوی بڑے زبردست عالم دین اور مجتہد عصر تھے۔ ان کی پیدائش لکھنؤ میں ہوئی۔ اپنے والد سے کسب علم کیا۔ ان کے والد سیّد دلدار علی (۱) بڑے پایہ کے عالم تھے۔ تھوڑے ہی عرصے میں انھوں نے اپنے بیٹے کو ہر قسم کے علوم سکھا دیے۔ انیس سال کی عمر میں ۱۲۱۸ھ میں ان کے والد نے ان کو درس وافادہ کی اجازت دی۔ ان کے شاگردوں میں ان کے دونوں بھائی سید حسین (۲) اور سید علی (۳) کے علاوہ بہت سے ممتاز علما شامل ہیں۔ ان کے تبحرِ علمی کا بڑا شہرہ تھا۔ شاہانِ اودھ ان کی بڑی قدر کرتے تھے۔ امجد علی شاہ نے ان کو سلطان العلماء کا لقب دیا تھا اور ان کے گھر خود جایا کرتے تھے۔ (۴)

سید محمد صاحب بڑے مجتہد اور شیعوں کے زبردست عالم تھے۔ اس لیے

---

(۱) متوفی ۱۲۳۵ھ تذکرہ ص ۶ نزہۃ ۷/۱۶۶ (۲) متوفی ۱۲۷۲ھ نزہۃ ۷/۱۴۰
(۳) متوفی ۱۲۵۹ھ نزہۃ ۷/۳۲۳ (۴) نزہۃ ۷/۴۱۵

Marfat.com

اپنے مذہب سے متعلق بہت سی کتابیں لکھیں۔ تحفۂ اثنا عشریہ (مصنفہ شاہ عبدالعزیز صاحب) کا جواب لکھا ہے۔ اس کے علاوہ اصل الاصول، اساس الاصول، شرح صغیر، شرح سلم الصمصام القاطع (جس میں انھوں نے اہلِ سُنّت کے مذہب کو باطل قرار دیا ہے اور اہلِ بیت کا دشمن ثابت کیا ہے) العجالۃ النافعہ، علم کلام اور اصول دین میں البرق الخاطف، حضرت عائشہ سے متعلق الفوائد النصیریہ، احکام زکوٰۃ وخمس میں السبع المثانی، قرأۃ و تجوید سے متعلق۔ اس کے علاوہ اور بھی بے شمار رسالے تصنیف کیے۔ ان کی وفات پر کسی نے تاریخ نکالی ہے ؎

ستونِ کعبۂ دینِ مبیں فتادر جائے (۱)

یہ رسالہ قرأت و تجوید سے متعلق ہے اور اس فن کی ضروری باتوں کی طرف اس میں اشارے کیے گئے ہیں۔ اس میں ۲۵ ورق ہیں۔ رام پور میں قلمی نسخہ موجود ہے (۲) اس کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے۔

"افصح کلام یرتلہ البلغاء ترتیلا وابلغ مقال یکون علی سبیل النجاۃ دلیلا"

(فصیح ترین کلام جس کی بلغا تلاوت کرتے ہیں اور بلیغ ترین مقال جو دلیل راہ نجات ہے)

اس رسالہ کے سلسلے میں لکھتے ہیں۔

"میں نے یہ رسالہ سات فوائد پر مرتب کیا ہے اور اس کا نام سبع مثانی رکھا ہے۔"

ان ساتوں فوائد میں قرأت و تجوید وغیرہ سے بحث کی ہے۔ اس سلسلے میں احادیث و اقوال بھی پیش کیے ہیں۔ قرآن مجید پڑھنے کے لیے حروف کے

---

(۱) نزہتہ ص ۱۵۰ ج ۷ (۱) نمبر ۴۰۴۳

Marfat.com

صحیح مخارج کا علم ہونا، زیر و زبر وغیرہ کا پوری طرح سمجھنا، صدق دلی اور صدق طبعی سے تلاوت کرنا، ان سب باتوں کو بہت تفصیل سے لکھا ہے۔

اس رسالے کا اختتام اس عبارت پر ہوتا ہے۔

"الحمد للہ اولا و آخرا و باطنا و ظاہرا انہ فی من سئل (۱) ...

... و استغفر نتاب علی العباد تمت بالخیر"

---

(۱) پڑھا نہیں جا سکا۔

Marfat.com

الامالی فی التفسیر والمواعظ

سید العلما سید حسین بن دلدار علی

مختلف قسم کے انداز تحریر میں مختلف موضوعات پر یہ کتاب ہے۔ اس میں تفسیر تو کہیں پر بھی بیان نہیں کی گئی ہے البتہ بعض سورتوں کی فضیلت اور ان کی اہمیت کا ذکر کیا گیا ہے۔ بالخصوص سورۂ فاتحہ کی فضیلت و عظمت کا تذکرہ مفصل طور پر ہے۔ اس سلسلے میں دوسرے بزرگوں کے اقوال و روایات بھی پیش کی ہیں۔

کتاب بڑی غیر مرتب سی ہے۔ خراب حالت میں چھپا ہے۔ ایک بات ختم نہیں ہونے پاتی کہ دوسری شروع ہو جاتی ہے اور پھر اس کا پتہ کسی طرح نہیں چلتا کہ یہ کہاں ختم ہوئی۔ بیشتر جگہوں سے صفحات بھی غائب ہیں جس کی وجہ سے تسلسل کے ساتھ سمجھنے اور عبارتوں سے مطلب نکالنے میں کافی مشکل ہوتی ہے۔ کچھ جگہوں پر دوسرے مفسرین کی عبارتیں نقل کی ہیں۔ اس کتاب میں زیادہ تر اوراد وادعیہ اور مواعظ حسنہ ہیں۔ کچھ قصص قرآنی بھی بیچ بیچ میں بیان کردیے ہیں۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بچپن کے واقعات کہ انھوں نے کس طرح انگارہ چھولیا اور اس کے بعد کے واقعات بھی بیان کیے ہیں۔

Marfat.com

قرآن مجید کے قصوں اور بعض سورتوں کا ذکر کیا ہے۔ کچھ واقعات شیعہ اماموں سے متعلق ہیں۔ کہیں کہیں پر قرآن کریم کی آیتوں اور سورتوں کی فضیلت کا ذکر بھی ہے۔

بہت سی جگہوں پر درمیان میں کئی کئی صفحے سادے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کاتب نے بیچ کی عبارتیں چھوڑ دی ہیں یا اگر یہ اصل مصنف کے قلم کی تحریر ہے تو ممکن ہے کہ ان کا ارادہ رہا ہو کہ بعد میں مکمل کریں گے اور پھر اس کا موقع نہ مل سکا ہو۔ بہرحال عجیب کتاب ہے۔ یہ نہیں سمجھا جا سکتا کہ اس میں مصنّف کیا کہنا چاہتا ہے اور کیا کہا ہے۔۔

سیّد تقی صاحب کے کتب خانے میں اس کا یہ نسخہ موجود ہے۔

Marfat.com

سبیل الرسوخ فی علم الناسخ والمنسوخ

عبدالکریم ٹونکی

مولوی عبدالکریم صاحب نے نواب ٹونک کی فرمائش پر یہ رسالہ عربی زبان میں منظوم لکھا ہے۔ پورا رسالہ ۱۷۰ اشعار پر مشتمل ہے۔ بین السطور فارسی ترجمہ بھی دے دیا ہے۔ ۱۲۹۳ھ میں یہ رسالہ تالیف کیا گیا اور مطبع علوی سے شائع ہوا۔ (۱)

یہ رسالہ چار ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں ترتیب نزول سور کی تفصیل ہے۔ دوسرے میں اقسام سور بہ اعتبار ناسخ و منسوخ کا بیان ہے۔ تیسرے میں احکام نسخ، اس کی قسمیں آیاتِ ناسخہ و منسوخہ کا ذکر ہے۔ چوتھے میں آیاتِ مخصوصہ سے بحث کی ہے۔

ترتیبِ نزول سور قرآن کو اس طرح بیان کیا ہے۔

اوّل ما نزّل فی امّ القریٰ	کما روی سلیمان اقرأ
مکہ معظمہ میں سب پہلے جو نازل ہوئی	وہ جیسا کہ سلیمان نے روایت کی اقرأ ہے

---

(۱) علی گڑھ ذخیرۂ سبحان اللہ نمبر $\frac{۲۹۷/۱۱}{۳}$

Marfat.com

ثمّ ن بعدها المزمّل   مدثّر تبّت اذا شمس نقل

پھر ن اس کے بعد مزمل   پھر مدثر تبت اذا الشمس

نسبّح اسم ن اللیل فالفجر   ثمّ الضحیٰ الم نشرح فالعصر

پھر سبح اسم پھر واللیل   پھر والفجر   پھر والضحیٰ الم نشرح پھر والعصر

فالعادیات کا الکوثر التکاثر   سورہ الماعون خذ ما یذکر

پھر والعادیات کوثر تکاثر   پھر سورۂ ماعون

فالکافرون الفیل قل ھو اللہ   فالنجم ثم عبس ادرما رماہ

پھر کافرون فیل قل ہو اللہ   پھر والنجم پھر عبس

غرض اسی انداز پر تمام سورتوں کا ذکر کیا ہے کہ کون سی سورۃ کس سورۃ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ پہلے مکی سورتوں کو بیان کیا ہے۔ اس کے بعد مدنی سورتوں کو اسی ترتیب کے ساتھ۔ مکے میں ۸۳ سورتیں اور مدینے میں ۳۱ سورتیں نازل ہوئیں۔

دوسرے باب کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے حصے میں اُن سورتوں کے نام ہیں جن میں نہ کوئی آیت ناسخ ہے اور نہ کوئی منسوخ، ایسی سورتوں کی تعداد ۴۳ ہے۔ دوسرے حصے میں اُن سورتوں کے نام ہیں جن میں ناسخ اور منسوخ دونوں قسم کی آیتیں پائی جاتی ہیں۔ ان کی تعداد ۲۵ بیان کی ہے۔ تیسرے حصے میں ایسی سورتوں کا بیان ہے جن میں فقط منسوخ آیتیں ہیں یہ ۴۰ سورتیں ہیں۔ چوتھے حصے میں اُن سورتوں کے نام ہیں جن میں بعض ناسخ آیات ہیں۔ ایسی سورتیں ۶ ہیں۔

تیسرے باب کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے میں یہ دکھایا ہے کہ نسخ کس طرح سے لاحق ہوتا ہے اور کس طرح سے نہیں۔ دوسرے میں

Marfat.com

نسخ کی اُن اقسام کا ذکر کیا ہے جو قرآن کریم میں واقع ہوئی ہیں۔

"نسخ الکتاب اضرب ثلاثۃ ما حکمہ نسخ والتلاوۃ

کتاب کا نسخ تین طرح ہے حکم و تلاوت دونوں منسوخ ہو گئے

والثانی نسخ الحکم لا التلاوۃ وابقیت تذکیر اللنعمۃ

دوسرے یہ کہ حکم منسوخ ہوا مگر تلاوت تذکیر نعمت کے لیے باقی رہی

وھو الذی الف فیہ الکتب وقل ذا والناس فیہ اطنبوا

اس کے بارے میں کتابیں تالیف کی گئیں یہ کم ہیں اور لوگوں نے طویل بیان کی ہیں

عشرون آیات بعضھا اختلفا فی نسخھا فحققن لنعرفا

بیس آیتیں ہیں جن میں سے بعض کے نسخ میں اختلاف ہے ان کی تحقیق کی گئی ہے تاکہ ہم جان لیں۔

اس کے بعد اس میں اُن آیتوں کا ذکر ہے جن سے دوسری آیات کو منسوخ قرار دیا گیا ہے۔ تمام آیات واحکام کو بیان کر دیا ہے۔

چوتھے باب میں اُن مخصوص آیات کا بیان ہے جن سے کچھ خاص خاص مسائل اور احکام مستنبط ہوتے ہیں یا جن سے بعض باتوں کو مخصوص کیا گیا ہے مثلاً

وخص فانکحوا ما طاب لکم بحرمت علیکم امھاتکم

فانکحوا ما طاب لکم کی حرمت علیکم امھاتکم سے تخصیص کی گئی ہے

وخص من آیۃ حرّم الربوٰا بالسنۃ العرایا فاستطبا

الربوا کی سنت العرایا سے تخصیص کی گئی ہے

وخص من آیۃ قطع السارق سارق ما دون النصاب اللائق

قطع سارق کی آیت کی نصاب سے کم چوری کرنے کے حکم سے تخصیص کی گئی

Marfat.com

اپنے انداز کی یہ نئی چیز ہے۔ نظم ہی میں تمام آیتوں کا حوالہ اور اُن کا بیان فنّی صلاحیتوں کا ثبوت ہے۔ اس سلسلے میں مصنّف نے ایک بات کا اور بھی خیال رکھا ہے۔ فارسی ترجمہ تو بین السطور میں موجود ہی ہے۔ حاشیے پر ضروری باتوں کی تشریح عربی میں کردی ہے۔ اگر متن کے درمیان میں کسی کا نام یا کوئی مشکل مسئلہ پیش آگیا ہے تو اُس کی وضاحت بھی حاشیے پر موجود ہے۔ ناسخ و منسوخ کی بحث میں کہیں کہیں پر حدیثوں کے حوالے بھی پیش کیے ہیں۔

Marfat.com

آیات الاعجاز

مولانا عبدالرشید کشمیری ۱۲۹۸ھ

شیخ فاضل عبدالرشید بن محمد شاہ سوپیان (کشمیر) میں پیدا ہوئے اور وہیں تعلیم و تربیت حاصل کی۔ پھر بھوپال آگئے۔ نواب صدیق خان نے ان کو محکمۂ افتاء سپرد کیا۔ بہت دنوں تک یہ اس کام میں لگے رہے۔ پھر کسی بات پر نواب صاحب ان سے خفا ہو گئے اور ان کو جلا وطن کرنے کا حکم دیا۔ مولانا عبدالرشید وہاں سے ہوشنگ آباد پہنچے اور وفات تک وہیں رہے۔ مذکورۂ بالا کتاب بھوپال کے زمانۂ قیام میں لکھی تھی۔

ان کو علم و ادب سے گہری وابستگی تھی۔ عربی زبان میں شعر بھی کہتے تھے ۱۲۹۸ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ (۱)

ندوۃ العلماء لکھنؤ کے کتب خانے میں اس کا قلمی نادر نسخہ خود مصنف کے قلم کا موجود ہے (۲) جسے ۱۲۹۵ھ میں نواب صدیق حسن خان کی فرمائش پر لکھا گیا تھا۔ اس کی ابتدا یوں ہوتی ہے:

"الحمد للہ الذی انزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین

---

(۱) نزہتہ ۷/ ۲۶۱ (۲) نمبر ۲۷۰

Marfat.com

نذیرا۔"

مصنف نے پہلے اس کی تحریر کی وجہ لکھی ہے۔ پھر نواب صدیق حسن خان کی تعریف و توصیف کی ہے۔ پھر اس کتاب کی ترتیب کے متعلق لکھتے ہیں کہ اسے تین ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے۔

۱۔ پہلی فصل "حد الاعجاز ووجوہہ" ہے۔ اس میں پہلے تو "اعجاز" کے لغوی معنوں سے بحث کی ہے۔ مختلف اقوال پیش کیے ہیں۔ اُن کے نزدیک اعجاز وہ ہے جو معنی کو تمام دوسرے طریقوں سے زیادہ بہتر انداز میں پیش کرسکے۔" اعجاز القرآن" یہ ہے کہ بلاغت میں اس کی مثال نہ مل سکے اور انسان اُس جیسا پیش کرنے سے قاصر ہو

۲۔ دوسری فصل "فی ما نزل من القرآن علی لسان بعض الصحابۃ" اس میں انھوں نے یہ دکھایا ہے کہ قرآن مجید کی کون سی آیات اصحاب رسول اللہ صلعم کی موافقت میں نازل ہوئیں۔ اس سلسلے میں مصنف نے روایات صحیحہ سے ثبوت پیش کیے ہیں مثلاً صحیح مسلم میں حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ تین باتوں یعنی پردہ، اسیران بدر اور مقام ابراہیم کے بارے میں اللہ تعالے نے میری رائے کے موافق آیات نازل فرمائیں۔

۳۔ تیسری فصل "فی قدر المعجز من القرآن" ہے۔ اس فصل میں انھوں نے یہ بحث کی ہے کہ قرآن کریم کی کتنی مقدار معجز ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ سارا قرآن مجید اس ضمن میں آتا ہے اور بعض لوگ اس سے اختلاف کرتے ہیں۔ بہرحال سارا قرآن کریم تو کجا اُس جیسی ایک آیت بھی نہ پیش کی جاسکی ہے اور نہ آئندہ کی جاسکے گی۔

اس کتاب میں انھیں مندرجۂ بالا تینوں عنوانوں کے تحت مسائل سے بحث

Marfat.com

کی گئی ہے۔ چودہ صفحات کا یہ مختصر رسالہ خاصا جامع اور اچھے انداز کا ہے۔ خاتمۃ پر لکھا ہے:۔

> شعبان ۱۲۹۵ھ میں اس رسالے کی تصنیف سے ایک دن میں اشراق سے غروب تک دو نشستوں میں فارغ ہوگیا۔ پھر شاہ جہاں بیگم والیہ بھوپال کا ذکر کیا ہے اور دعائیں دی ہیں۔ آخر میں اپنا نام انا الفقیر الجانی ابوالفتح عبدالرشید الکاشمیری الشوبیانی عفا اللہ عنہ کر کے لکھا ہے۔

Marfat.com

نیل المرام من تفسیر آیات الاحکام

نواب صدیق حسن خان قنوجی

نواب صدیق حسن خان اپنے دور کے اہم علماء میں سے تھے۔ "نیل المرام من تفسیر آیات الاحکام" میں آپ نے ان آیتوں کی تفسیر بیان کی ہے جن کا تعلق احکام سے ہے اور جن سے مسائل نکلتے ہیں۔ اور جن کا جاننا شریعت کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے۔ ان کی یہ تصنیف شائع ہو چکی ہے۔ اس کے بارے میں خود لکھتے ہیں کہ محض وہ آیتیں انتخاب کی ہیں جن سے واضح طور سے مسائل مستنبط ہوتے ہیں تاکہ لوگوں کو کسی قسم کی الجھن اور پریشانی سے دوچار نہ ہونا پڑے اور سارے قرآن کریم کی کسی ایک مسئلے میں ورق گردانی نہ کرنی پڑے۔

اس کتاب میں پہلے سورۃ کا نام لکھتے ہیں۔ پھر یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ مکی ہے یا مدنی، یا کتنی آیتیں مدینے میں نازل ہوئیں اور کتنی مکہ میں۔ اگر اس سلسلے میں اختلافات ہیں تو دونوں نقطۂ نظر کا ذکر کر دیتے ہیں۔ کہیں کہیں پر شان نزول بھی بیان کر دیتے ہیں۔

نماز، زکوٰۃ، حج، روزہ، حلال وغیرہ کی آیات کی تفسیر پوری شرح و بسط کے ساتھ کی ہے۔ تفسیر کرتے وقت احادیث و اقوال اور اماموں کی آراء کو بھی

Marfat.com

پیش کرتے گئے ہیں۔ آیت کی تشریح اور مسئلے کی توضیح کے بعد نتیجہ نکالنا قاری کے اوپر چھوڑ دیتے ہیں۔ اگر کہیں ضرورت ہوتی ہے تو الفاظ کی لغوی تشریح بھی کر دیتے ہیں۔

انھوں نے ۲۵۵۔ آیتوں کی تشریح و تفسیر بیان کی ہے۔ ان میں سے بعض سے بہت اہم مسائل نکلتے ہیں۔ ان کی وضاحت پوری طرح سے کی ہے اور تمام بنیادی نیز فروعی باتوں پر پوری توجہ سے بحث کی ہے اور اس بات کی کوشش کی ہے کہ ان کا یہ کام زیادہ سے زیادہ مفید بن جائے۔

Marfat.com

مرأۃ التفسیر

ذوالفقار احمدی نقوی بھوپالی (۱۳۱۶ھ)

۳۰ صفحوں کا چھوٹا سا رسالہ ہے جو "قضاء الارب من ذکر علماء النحو والادب" کے ساتھ ایک ہی جلد میں موجود ہے۔ یہ مفید عام پریس آگرہ سے شائع ہوا ہے۔ اس رسالے میں مصنف نے تفسیر اور متعلقات تفسیر کا ذکر کیا ہے۔ پہلے علم تفسیر کی تعریف کی ہے اور قدماء کے اقوال سے اس کی اہمیت ثابت کی ہے اور اس کی غرض و غایت بھی بیان کی ہے۔ اس کے بعد متاخرین و متقدمین کی اہم کتابوں کے نام لکھے ہیں اور ان کی کیفیت بھی درج کی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اگر کسی تفسیر میں کوئی خاص بات یا اس کی اہمیت ہے تو اس کا حوالہ دیتے ہیں۔

یہ ایک قسم کا انڈکس (Index) ہے جس سے مفسرین اور علم تفسیر پر جو کچھ بھی کام ہوا ہے۔ اُس کا پتہ چلایا جا سکتا ہے۔ اس نقطۂ نظر سے اس کی اہمیت بہت ہے۔

Marfat.com

جواہر التنزیل

محمد ریاست علی شاہ جہاں پوری

۱۳۲۵ھ میں یہ کتاب ضیا ما یوریس شاہ جہاں پور سے شائع ہوئی۔ اس میں ۲۱۲ صفحات ہیں۔ آصفیہ لائبریری میں موجود ہے۔ اس کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے:

"الحمد للّٰہ الذی خلق الانسان وعلمہ البیان ونور قلبہ بنور الایمان والعرفان

اس کتاب میں پورے قرآن کریم کی تفسیر نہیں بیان کی گئی ہے بلکہ بعض آیتوں کے مطالب پیش کیے ہیں۔ خود اپنی اس تصنیف کے متعلق لکھتے ہیں۔

"اس میں بعض آیتوں کی تفسیر ہے جو مخلص ایمان والوں کو نفع پہنچائیں گی۔ طالبوں کے یقین میں اضافہ ہوگا۔ آخرت کی جانب رغبت ہوگی اور دنیائے فانی سے تنفر ہوگا۔"

اس کے بعد انھوں نے ان تفسیروں کے نام لکھے ہیں جن سے انھوں نے اپنی اس تفسیر میں استفادہ کیا ہے۔ مثلاً تفسیر کبیر، تفسیر ابن کثیر، مدارک، جلالین، کشاف، تفسیر احمدی، تفسیر محی الدین ابن عربی، معالم التنزیل وغیرہ سے انھوں نے

Marfat.com

جا بہ جا حوالے پیش کیے ہیں۔ کتب احادیث سے بھی بعض باتوں اور مسائل کے حوالے دیے ہیں۔ صحیح بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابوداؤد اور مشکوٰۃ وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ کتب فقہ سے بھی مدد لی ہے۔ ہدایہ، درمختار، طحطاوی، وغیرہ سے مسائل حل کیے ہیں۔ عقائد کے سلسلے میں شرح فقہ اکبر للملا علی قاری، شرح عقائد نسفی، کتب تصوف میں فتوح الغیب للغوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی العوارف، شیخ شہاب الدین سہروردی، مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی وغیرہ سے استفادہ کیا ہے اور ان تمام کتابوں کے حوالے دیے ہیں۔

الٓمٓ کے سلسلے میں حروف مقطعات سے بحث کی ہے اور مختلف مفسّرین کے بیان نقل کرنے کے بعد صاحب روح المعانی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ وہ سرّ محجوب اور راز مستور ہے جس کی تحقیق سے علماء عاجز ہیں۔

"ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا" (۱) سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ۔

> "اصل شئے اباحت ہے۔ حنفی و شافعی بہت سے اہلِ سنّت اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ ورودِ شریعت سے پہلے تمام مفید اشیاء مباح ہوتی ہیں۔ درمختار میں ہے کہ اکثر فقہا کہتے ہیں کہ اصل اباحت ہے"

اس کتاب میں مصنّف نے ۱۲۲ عنوان قائم کیے ہیں اور ہر عنوان کے تحت آیت و ضروری تشریح اور اس سے متعلق احادیث و فقہ کے اقوال پیش کیے ہیں۔ عنوانوں میں "افضل الایمان"، "اعمال التی ینجو المؤمنین"، "النبی صلعم ماذون للشفاعۃ فی الدنیا"، "فی فضیلۃ الصدقۃ"، "فی ذم علماء السوء"

---

(۱) سورۃ البقرۃ آیت ۲۹

Marfat.com

"فی خصائص امۃ محمد" "فی علامۃ قبول العمل" "فی التوبۃ" "فی علم المنطق والنجوم والفلسفۃ" "ان الحسنات یذھبن السیئات" "فی المعراج واسرارہٗ" "فی فضیلۃ ذکر اللہ" "فی فضیلۃ الصلوٰۃ" "فی فضیلۃ العلماء" "لا ثواب لکفار فی الآخرۃ" قابلِ ذکر ہیں۔

اِس طرح اور بھی بہت سے عنوان ہیں اور ان کے متعلق مفصل باتیں تحریر کی ہیں۔ تیسوں پاروں سے انھوں نے آیات الگ کی ہیں اور ان سے جن مسائل کا استنباط ہوتا ہے انھیں بیان کر دیا ہے۔ قرآن کریم میں جو مختلف قصّے آگئے ہیں ان کو بھی بیان کر دیا ہے مثلاً اصحابِ اخدود کا قصہ ہے۔ نبی صلعم کی پیدائش، معراج اور تبلیغ کا بیان ہے۔ حضرت علی اور حضرت فاطمہ کے نکاح کا ذکر بھی کیا ہے۔ نماز، روزہ وغیرہ کے مسائل کو بھی بیان کیا ہے۔ علماء کی فضیلت، ان کی اہمیت و ضرورت اور ان کے فرائض کے متعلق بھی بہت سی باتیں لکھی ہیں۔ "توکل علی اللہ" اور کسبِ حلال کی برکت کا ذکر کیا ہے۔ صبر کرنے والوں کا درجہ بہت بلند ہوتا ہے۔ اِس طرح سے بہت سی باتوں کے متعلق لکھا ہے۔

"واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون" (۱)

کی تشریح اچھی کی ہے اور اِس سے جو مسئلہ یعنی "انصاتِ مقتدی" نکلتا ہے اس کو بھی پیش کر دیا ہے۔ پوری لمبی بحث کی ہے اور یہ دکھایا ہے کہ قرأت خلف الامام کے متعلق کن لوگوں کی کیا رائے ہے اور اسے کتنے لوگ جائز یا مکروہ قرار دیتے ہیں۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو "جہری" میں مکروہ مگر

---

(۱) سورۃ الاعراف آیت ۲۰۴

Marfat.com

"ستری" میں جائز سمجھتے ہیں۔ چار یا پانچ صفحوں میں یہی بحث ہے۔

"کنتم خیر امۃ اخرجت للناس (۱) کی تشریح میں امتِ محمدیہ کی بہت سی خصوصیات بیان کی ہیں۔ اور یہ دکھایا ہے کہ ان کو فتح و نصرت اور غلبہ اُن کی نیکیوں، حسنِ اخلاق اور دین پر اچھی طرح عامل ہونے کی وجہ سے نصیب ہوا۔ امتِ محمدیہ کی خصوصیات کے سلسلے میں ایک خاص بات یہ ذکر کی ہے کہ:

"وہ گمراہی پر مجتمع نہیں ہوگی۔"

اور اسی قسم کی اور بھی خصوصیات بیان کی ہیں۔

"انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوٰت والارض والجبال فابین ان یحملنھا واشفقن منھا وحملھا الانسان انہ کان ظلوما جھولا"(۲)

میں امانت سے کیا مراد ہے اس کے متعلق لکھتے ہوئے مختلف اقوال نقل کیے ہیں اور آخر میں فیصلہ کن بات حضرت مجدد الفِ ثانی شیخ احمد سرہندی کے مکتوبات کے حوالے سے یہ لکھی ہے کہ امانت سے مراد خلافت ہے۔

---

(۱) سورۃ احزاب آیت ۷۲ (۲) سورۃ آل عمران آیت ۱۱۰

Marfat.com

وجوہ المثانی مع توجیہ الکلمات والمعانی

مولانا اشرف علی تھانوی (م ۱۳۲۷ھ)

اس کتاب میں مولانا اشرف علی تھانوی نے قرآن مجید کے ان تمام الفاظ کی قرأتیں بیان کی ہیں جن میں اختلاف ہے۔ وجہ تصنیف خود ہی یہ بیان کی ہے کہ عرصے سے میرے ذہن میں یہ بات تھی کہ ایک ایسا رسالہ مرتب کیا جائے جس میں قرآن مجید کی ساتوں قرأتوں کا بیان ہو۔ اُن کے اعراب وتوجیہات کا ذکر ہو تاکہ ہندوستانی طلباء کے لیے اُن سے استفادہ آسان ہو اور اُن کو اس فن کے سیکھنے میں مدد ملے۔ اس کتاب کا انداز انھوں نے یہ رکھا ہے کہ سب سے پہلے قرآن کا لفظ یا عبارت لکھتے ہیں۔ پھر اختلاف بیان کرتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ راوی یا شیخ کا تذکرہ بھی کرتے ہیں۔ اس کے بعد صرفی ونحوی باتوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اس رسالے کا ماخذ " الکتاب المکرر فی القرأت " (۱) اور " تفسیر روح المعانی " (۲) ہیں کتاب کے آخر میں کچھ ایسے اصول بیان کیے ہیں جن کی اکثر جگہوں پر ضرورت پڑتی ہے۔

" ملٰک یوم الدین " کی قرأت میں جو اختلاف ہے اس کو یوں بیان کرتے

(۱) مصنف سراج الدین عمر بن قاسم المقری مشہور بالنشار، کشف الظنون ص ۱۴۱۸ ج ۲

(۲) مصنف محمود بن عبداللہ الحسینی الآلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ الاعلام ص ۸/۸۳

Marfat.com

ہیں :-

"اس میں دو قرأتیں ہیں ۔ ایک میم کے بعد الف مالک یہ عاصم اور کسائی کی قرأت ہے ۔
دوسری ملک بغیر الف کے یہ باقی قراء کی قرأت ہے ۔"

سورۃ البلد میں "فک رقبۃ او اطعام مسکین" کے بارے میں لکھا ہے ۔

اس میں دو قرأتیں ہیں پہلی کاف پر رفع اور رقبۃ پر جر ۔ اطعام
کے ہمزہ پر زیر ، عین پر زبر ، اس کے بعد الف میم پر رفع ۔ یہ نافع ابن
عامر ، عاصم اور حمزہ کی قرأت ہے ۔ دوسری کاف پر اور رقبۃ پر نصب
اطعم کے ہمزہ اور عین اور میم پر زبر اور عین و میم کے درمیان الف
نہیں ہے ۔"

اسی طرح سے قرأت کے تمام اختلافات کو بیان کیا ہے ۔ آخر میں اس فن
سے متعلق کچھ اصول بھی بیان کر دئے ہیں ۔ ائمہ کی باتوں کے حوالے موجود ہیں
جو تجوید سیکھنے میں ممد و معاون ہو سکتے ہیں ۔ یہ کتاب شائع ہو چکی ہے ۔

Marfat.com

سبق الغایات فی نسق الآیات

مولانا اشرف علی تھانوی (۱۳۲۷ھ)

یہ کتاب مطبع مجتبائی دہلی سے ۱۳۱۶ھ میں شائع ہوئی ہے۔ عثمانیہ یونیورسٹی لائبریری میں مولانا ثناء اللہ امرتسری کی تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن اور القطوف الدانیۃ فی تحقیق الجماعۃ الثانیۃ کے ساتھ ایک ہی جلد میں موجود ہے۔

مولانا تھانوی نے اس کتاب میں آیاتِ قرآنی کا ربط اور مطالب اختصار کے ساتھ بیان کر دیے ہیں۔ سورتوں کا خلاصہ اور شانِ نزول بھی لکھ دیا ہے۔ خود اس کتاب کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اُس کا ملخص ترجمہ حسب ذیل ہے:-

"یہ ایک مختصر سی کتاب ربطِ آیاتِ قرآنی کے بارے میں ہے۔ جس کی اس زمانے میں بہت شدید ضرورت ہے۔ اکثر تفسیر کبیر اور تفسیر ابی السعود سے ماخوذ ہے۔ کچھ خود اس مسکین کے خیالات ہیں۔ سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرۃ کے ربط اور مناسبت کے متعلق لکھتے ہیں۔

(سورۂ فاتحہ) میں چوں کہ بندے نے صراط مستقیم کی جانب ہدایت کی درخواست کی تھی۔ اس لیے آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ یہ وہ کتاب ہے جس میں کسی قسم کا شک نہیں ہے۔ متقین کے لیے

Marfat.com

ہدایت ہے۔" ص ۳

اسی طرح سے مختصر انداز میں بہت سی آیات کا مطلب اور خلاصہ بیان کیا ہے۔ سورۃ الفتح کا خلاصہ لکھتے ہیں:

"اس سورہ میں اللہ نے حدیبیہ کا واقعہ بیان کیا ہے اور ان حکم و مصالح کا ذکر کیا ہے جو اس میں ملحوظ رکھے گئے تھے۔ اس میں ایمان والوں کے لیے بشارت اور کفار و منافقین کے لیے تہدید کا اظہار بھی کیا گیا ہے۔" ص ۱۳۷

سورتوں کی شانِ نزول بھی لکھی ہے۔ سورۃ البروج کی شانِ نزول اور غرض بیان کرتے ہیں۔

"اہلِ ایمان کی دل جمعی اور اہلِ مکہ کی ایذا رسانی پر صبر کی تلقین کے لیے نازل کی گئی ہے۔ اس میں تسکین و تقویت کے لیے سابق اہلِ ایمان کے مصائب اور کفار کی ایذا رسانی کا ذکر کیا گیا ہے۔"

ص ۱۴۴

اسی انداز پر انھوں نے پورے قرآن مجید کی سورتوں کا خلاصہ، ربط اور شانِ نزول کا ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

الفاظ القرآن مسمٰی بہ نجوم الفرقان جدید لتخریج آیات القرآن

سنہ ۱۳۳۱ھ

مولانا اہل اللہ فقیر اللہ

یہ قرآن کریم کے الفاظ کی فہرست ہے۔ جن کی مدد سے کسی بھی آیت کو آسانی سے تلاش کیا جا سکتا ہے۔ اس سے پہلے اس قسم کی فہرستیں تیار کی گئی تھیں۔ انھی کتابوں میں مصطفیٰ ابن سعید مقرب خان کی "نجوم الفرقان" کافی مشہور ہوئی۔ دراصل فقیر اللہ صاحب کی یہ تصنیف مقرب خان کی کتاب کی مہذب شکل ہے۔

پہلے ہی صفحے پر ایک چھوٹی سی نظم لکھی ہے۔

شکر للہ منم فقیر اللہ — خادم سنت وکتاب اللہ

کردم ایجاد زاں بطرز جدید — تاشود بہر خاص وعام مفید

یعنی فہرست لفظہائے قرآن — بہر تخریج آیتہ الفرقان

ہر کہ جیبند گلے ازیں بستاں — می شود جلد حافظ قرآن

دوستاں را نصیب کن یارب — دشمناں را اسیر کن بہ غضب

ہست ایں تحفۂ فقیر اللہ — از پئے خاص وعام خلق اللہ

اس کی تصنیف کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ بسا اوقات آیات قرآنی کے

[illegible]

Marfat.com

معنی سمجھنے کے لیے ماقبل و مابعد کے ملحوظ رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے بغیر سارا مفہوم خبط ہو جاتا ہے۔ اکثر حفاظ بھی پوری صحت کے ساتھ اس آیت کا حوالہ نہیں دے پاتے ہیں۔ یا اگر کبھی کسی آیت کی تفسیر مفسرین کے یہاں دیکھنی ہو تو بھی کافی دقت پیش آتی ہے۔ کیوں کہ یہ لوگ ایک آیت کا مفہوم جب پہلی جگہ بیان کر دیتے ہیں تو دوسری جگہوں پر محض اشارہ کر دیتے ہیں۔ اس لیئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ وہ آیت سامنے ہو۔ لہذا کسی ایسی تصنیف کی ضرورت تھی جس میں کلام اللہ کے ہر ہر لفظ کا حوالہ موجود ہو اور ضرورت پڑنے پر اس کی مدد سے مطلوبہ آیت کو آسانی سے تلاش کرلیا جائے۔ اسی مقصد کے پیش نظر مصطفیٰ بن سعید نے اپنی کتاب "نجوم الفرقان" تصنیف کی تھی۔ لیکن اس میں آیتوں کی نشان دہی حروف ابجد کے حساب سے کی گئی تھی جس کا سمجھنا ہر ایک کے لیے آسان نہیں ہے۔ اس مشکل کو حل کرنے اور کتاب کو زیادہ مفید بنانے کی غرض سے فقیر اللہ صاحب نے اس کو نیے اور آسان طرز پر جدید طریقے سے مرتب کیا۔ انھوں نے مقرب خان کے انداز ابجد کو چھوڑ کر حروف تہجی کے حساب سے اس کو ترتیب دیا ہے۔ اس طرح سے یہ کتاب زیادہ مفید ہو گئی ہے اب اگر کوئی آیت تلاش کرنی ہو تو اس سے کافی سہولت ہو سکتی ہے لیکن اس کے لیے بھی ضروری ہے کہ ان کے بیان کیے ہوئے قواعد وضوابط پہلے اچھی طرح سمجھ لیے جائیں۔ یہ کتاب اس لحاظ سے قابل قدر ہے کہ آیت کی تلاش میں بہت زیادہ جد وجہد نہیں کرنی پڑتی۔ یہ کتاب بھی شائع ہو چکی ہے اور ندوہ کے کتب خانے میں مولانا شاہ حلیم عطا صاحب مرحوم کے ذخیرۂ کتب میں موجود ہے۔

Marfat.com

ملخص التفاسیر

سید محمد ہارون زنگی پوری (۱۳۳۷ھ)

اس کتاب کا قلمی نسخہ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ میں موجود ہے۔ یہ قرآن مجید کی مکمل و مفصل تفسیر نہیں ہے بلکہ کچھ آیتوں کی تفسیر ہے۔ اس کے علاوہ زیادہ تر باتیں متعلقات تفسیر کی ہیں۔ اس کتاب کا محض یہی نسخہ پایا جاتا ہے۔ یہ خود مصنف کے قلم کا مسودہ ہے۔

اس کتاب کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے۔

"الحمد للّٰہ الذی انزل علی رسولہ کتابا قیما لینذر بأسا شدیدا من لدنہ"

اس کے بعد اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں۔ جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

"یہ علماء کے خیالات سے ماخوذ اور تفسیروں کا خلاصہ ہے جو مولائی و سیدی حافظ الشریعت، ملاذ الشریعۃ مولانا نجم الحسن صاحب کے ارشاد کی تعمیل میں لکھی گئی ہے۔"

۱۔ کتاب مختلف ابواب کے تحت منقسم ہے۔ ان ابواب کو مقدمہ کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ پہلا مقدمہ "اسامی القرآن و اوصافہ" کے عنوان سے ہے

Marfat.com

اس میں مختلف لوگوں کے حوالے سے قرآن کے بہت سے ناموں اور اُس کی صفتوں کا ذکر کیا ہے۔ اکثر نام خود قرآن کریم سے نکالے ہیں۔

۲۔ دوسرا مقدمہ" فی ان القرآن بحر لاینزف و غوث لا ینقطع و فیہ کل مایحتاج الیہ الناس" ہے۔ اس میں قرآن کریم کو ایسی کتاب ثابت کیا ہے جس میں ہر قسم کی اور ہر مسئلے سے متعلق باتیں موجود ہیں۔ انسانوں کو جن باتوں سے واسطہ پڑتا ہے اور مشکلات کے حل کی تلاش ہو وہ سب اس میں جامع طور پر موجود ہیں۔ اگرچہ اس کے مصنّف شیعی نقطۂ نظر کے ہیں لیکن اس کتاب میں انھوں نے کوئی اس قسم کی بات نہیں کہی ہے جو اختلافی ہو۔ انھوں نے اس طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ جب کوئی شخص کلامِ الٰہی کی تفسیر کرے تو اُس کا فرض ہے کہ خوب اچھی طرح سے مطالعہ کرے اور قرآن کریم نیز دوسرے بزرگوں کی کتابوں کو پیش نظر رکھے اور جب خود تمام مسائل اور مشکلات کو اچھی طرح سمجھ لے تو پھر تفسیر کی طرف متوجہ ہو۔ اس سلسلے میں بھی انھوں نے قرآن مجید سے استنباط کیا ہے کہ تفسیر بالرّائے نہ ہونا چاہیے۔ آیت پیش کی ہے۔

"فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون" (۱) اگر تم نہ جانتے ہو تو اہلِ علم سے دریافت کرلو۔

۳۔ تیسرا مقدمہ" اعجاز القرآن" سے متعلق ہے۔ اس میں انھوں نے قرآن کریم کے لغوی معنی اور فنی اعجاز کو ثابت کیا ہے۔ اس کی فصاحت و بلاغت کے ثبوت پیش کیے ہیں۔ اس بحث میں مصنف نے قرآن کریم کی آیاتِ ثبوت

---

(۱) سورۃ النحل آیت ۴۳

Marfat.com

کے طور پر نقل کی ہیں۔ قرآن کریم نے جو پیشین گوئیاں کی تھیں۔ مثلاً "الم غلبت الروم" یا "أ انذرتھم ام لم تنذرھم لایؤمنون" وغیرہ۔ ان میں کتنی صحت تھی اور یہ کس انداز سے پوری ہوئیں۔ یہ بھی قرآن مجید کا اعجاز اور من جانب اللہ ہونے کا ثبوت ہے۔ اس میں قوانین محکمہ ہیں۔ تحریف و تغییر ممکن نہیں۔ معارف ربانیہ اور معالم ایمانیہ مکمل طور پر موجود ہیں۔ قصص ماضیین اور نصیحت کی باتیں بھی پائی جاتی ہیں۔ اس میں کوئی اختلاف بھی نہیں ہے۔ بہرحال ہر طرح سے یہ ایک جامع اور مکمل کتاب ہے۔ غرض جتنی باتیں بھی اعجاز قرآنی کے لیے ضروری تھیں سب اس میں موجود ہیں۔

۴۔ چوتھا مقدمہ "فی البحث عن نقص القرآن وزیادتہ وتحریفہ وتغییرہ" اس میں انھوں نے کافی توجہ اور محنت سے کام کیا ہے اور یہ دکھایا ہے کہ قرآن کریم میں کسی بھی قسم کی کمی وزیادتی یا تحریف وتبدیلی نہیں ہے۔ یہ نبی صلعم ہی کے زمانے میں "مولف" ہوچکا تھا۔ اس کے علاوہ اس کی تلاوت مسلسل ہوا کرتی تھی۔ قرآن کریم پر جو الزامات لگائے گئے ہیں وہ سب بے بنیاد اور بالکل غلط ہیں۔ اس میں کسی قسم کی بھی کوئی گڑبڑ نہیں ہونے پائی ہے۔

۵۔ پانچواں مقدمہ "فی معرفتہ معانی وجوہ الآیات ومعانی المتشابہ وتاویلہ" اس میں انھوں نے لکھا ہے کہ یوں تو کلام الٰہی بہت آسان اور سادہ زبان میں ہے لیکن اس کے باوجود اس میں کچھ ایسی باتیں ہیں جن پر زیادہ غور کرنے سے مسائل سامنے آتے ہیں۔ اور اگر یہ نہ ہوتا تو اس کی بہت زیادہ اہمیت نہ ہوپاتی۔

۶۔ چھٹا مقدمہ "فی نبذ مما جاء فی ان علم القرآن کلہ انما ھو عند اھل البیت علیھم السلام" یہ ایک ایسا عنوان ہے جو خالص شیعی نقطۂ نظر کا حامل ہے قرآن اور اس کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے پاس اُن کے مراتب کے حساب سے موجود تھا۔ یہ درست ہے کہ اہل بیت علیہم السلام کا تعلق آں حضورؐ سے

Marfat.com

اور لوگوں کی بہ نسبت زیادہ تھا لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ علم قرآنی میں بھی آگے بڑھ گئے تھے۔ بہرحال یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں مسلمانوں کے ان دونوں فرقوں یعنی شیعہ اور سنّی میں کافی اختلاف ہے۔ مصنّف نے اس کتاب میں اس باب کے تحت کوئی لمبی بحث نہیں کی ہے۔ بس اپنی بات ثابت کی ہے کہ قرآن کریم کا مکمل علم اہلِ بیت کو دیا گیا تھا۔ نبی اکرمؐ سے روایات نقل کی ہیں کہ انھوں نے حضرت حسینؓ وغیرہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر علم کی تلقین کی۔ اپنی یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ "قد امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نقتدی بالقرآن وآل محمد۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ قرآن و آل محمدؐ کی اقتدا کی جائے۔

۷۔ ساتواں مقدمہ" فیما ورد من فضل القرآن وحث علی تلاوۃ القرآن ونوا دا بھا وما یتعلق بھا" اس سلسلے میں انھوں نے فضائل قرآنی کا ذکر کیا ہے اور اس سے کیا فوائد ہیں۔ بیان کیا ہے۔ نیز یہ بتایا ہے کہ قرآن مجید کی برابر تلاوت کرتے رہنے کے کیا فضائل ہیں اور آداب تلاوت کیا ہیں۔

۸۔ آٹھواں مقدمہ" فی بیان الغرض المقصود من ھذا التفسیر وما بنیت علیہ فی التحریر" اس میں انھوں نے اپنے طرزِ تفسیر اور انداز بیان کے متعلق لکھا ہے اور یہ بیان کیا ہے کہ اس تفسیر کو لکھتے وقت ان کے پیشِ نظر کیا باتیں تھیں۔

ان آٹھ مقدموں کے بعد انھوں نے تفسیر شروع کی ہے۔ تفسیری نقطۂ نظر سے کوئی بات قابلِ ذکر یا اہم نہیں ملتی۔ بس سیدھے سادے انداز میں مفہوم بیان کردیا ہے۔ الحمد شریف کی تفسیر کرنے کے بعد" تفسیر آیات التوحید" کا باب قائم کیا ہے۔ یہ کتاب کا پہلا باب ہے۔ اس میں انھوں نے ان آیتوں کی تشریح و توضیح کی ہے جن سے توحید ربانی ثابت ہے۔ دوسرے باب میں" نفی الزمان والمکان ہے" اس میں کوئی

Marfat.com

خاص بات نہیں ہے۔ بس نفی زمان و مکان کی بحث ہے۔

کتاب کا خاتمہ اس عبارت پر ہوتا ہے۔

لا یعزب عنہ مثقال ذرۃ فی السموات ولا فی الارض ولا اصغر من ذالک ولا اکبر بالاحاطۃ بالعلم لا بالذات لان الاماکن محدودۃ تحوی احدود اربعۃ فاذا کان بالذات لزمہا الحوادیۃ"

Marfat.com

مشکلات القرآن

مولانا محمد انور شاہ کشمیری

یہ کتاب قرآن مجید کی مکمل تفسیر نہیں ہے بلکہ محض اُن آیات کی مولانا انور شاہ نے توضیح کی ہے جن کو مشکل تصور کیا ہے۔ یہ توضیحات بیشتر عربی میں اور چند جگہوں پر فارسی میں ہیں۔ اس سلسلے میں انھوں نے احادیث و اقوال اور کتب سیر و تاریخ سے بھی مدد لی ہے۔ بعض دوسری اہم تفسیروں سے بھی اقوال نقل کیے ہیں۔ ضروری اور تشریح طلب باتیں حاشیے پر بھی لکھی ہیں۔

کتاب کے شروع میں بہت طویل سا مقدمہ مولانا محمد یوسف بنوری کا ہے۔ جس میں اُنھوں نے مولانا کے حالاتِ زندگی لکھے ہیں۔ اور علومِ قرآنی و رموزِ تفسیر سے بحث کی ہے۔ اسی سلسلے میں ہندوستان کی تفسیروں کا ذکر بھی کیا ہے اور ان کے متعلق اپنی رائے بھی لکھی ہے تفسیر کے ضروری قواعد و ضوابط، قرآن کی اہمیت، اس سے متعلق علوم کا حاصل کرنا۔ اہل حق اور اہل باطل کی تفسیروں کا فرق، شکوک و اوہام کو دُور کرنے اور تفسیر زیادہ واضح انداز میں بیان کرنے کے لیے کیا باتیں

Marfat.com

ضروری ہیں اور اسی قسم کی بہت سی اہم اور ضروری باتوں کو بیان کیا ہے۔

انھوں نے پوری تفسیر میں دلائل کے ساتھ اپنی بات پیش کی ہے۔ کتاب کی ترتیب وغیرہ مولانا محمد یوسف بنوری نے کی ہے۔

Marfat.com

پانچواں باب

بیان الفرقان علی علم البیان

مولانا ثناءاللہ امرتسری ۱۹۴۸ء

یہ تفسیر علم البیان اور علم المعانی وغیرہ کو پیش نظر رکھ کر لکھی گئی ہے۔ قرآن کریم انتہائی مکمل اور جامع کتاب ہے۔ لوگوں نے تفسیریں عام طور پر چار مختلف انداز پر لکھی ہیں۔ پہلا طریقہ تو یہ ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر خود قرآن مجید ہی سے کی جائے اور یہ طریقہ سب سے بہتر اور زیادہ صحیح ہے۔ دوسرا یہ کہ احادیث صحیحہ کی روشنی میں تفسیر کی جائے اور مفہوم و مطالب قرآنی کی توضیح اقوال و افعال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رو سے کی جائے۔ تیسرا یہ ہے کہ متکلمین کا انداز ہو اور چوتھا یہ کہ تفسیر کے وقت ادب عربی اور علوم ادبیہ کو پیش نظر رکھا جائے۔

مولانا ثناءاللہ نے خود اپنے قول کے مطابق چوتھے انداز کو اپنی اس تفسیر میں اپنایا ہے۔ خود لکھتے ہیں۔ جس کا مفہوم حسب ذیل ہے۔

"اللہ نے مجھے اِن اوراق کی تالیف کا موقع دیا ہے۔ مختصر الفاظ میں علم معانی و بیان کے قاعدے بیان کروں گا۔"

Marfat.com

تفسیر شروع کرنے سے پہلے علم المعانی والبیان کے بہت سے مفید اور ضروری قواعد بیان کر دیے ہیں تاکہ عبارتوں کے سمجھنے اور ان کی فنی خوبیوں کو پرکھنے میں آسانی ہو۔ (۱) ان کا اس کتاب میں اندازِ تفسیر یہ ہے کہ سورۃ کے شروع میں یہ بیان کر دیتے ہیں کہ اس سورۃ میں کون کون سے مضامین بیان کیے گئے ہیں۔ یا کن مسائل اور باتوں کی طرف اشارہ ہے۔ اس سے مختصر طور پر پڑھنے والے کے ذہن میں سورۃ کے تمام مضامین آجاتے ہیں۔

بعض جگہوں پر فارسی اشعار بھی استعمال کیے ہیں۔ احادیث واقوال کو بھی ضرورت کے وقت بیان کر دیا ہے۔ اگر کوئی بات پوری طور سے واضح نہیں ہو سکی تو حاشیہ پر مختصر طور پر اس کی تشریح کر دی ہے۔ تفسیری عبارتوں میں بہت زیادہ اختصار برتا ہے۔ قرآن مجید کی فنی خوبیوں کو بیان کیا ہے اور معانی و بیان کی اصطلاحات کا ذکر کیا ہے۔

---

(۱) اس کی پہلی مطبوعہ جلد ندوہ کے کتب خانے میں موجود ہے جس میں سورۂ بقرہ کی تفسیر ہے۔ اس کا پتہ نہیں چل سکا کہ باقی جلدیں بھی شائع ہوئیں یا نہیں۔

Marfat.com

کتاب مفردات القرآن

حمید الدین الفراہی ۱۳۴۹ھ

مولانا حمید الدین صاحب دورِ جدید کے بہت زبردست عالم تھے فلسفہ، منطق، علم کلام اور علوم قدیمہ کے ساتھ ساتھ ادب عربی کا مطالعہ بھی انھوں نے بہت گہرا کیا تھا۔ ان کا سب سے بڑا اور اہم علمی و فنی کارنامہ "نظام القرآن" کی تصنیف ہے۔ موصوف نے قرآن کریم کا مطالعہ بہت اچھی طرح سے کیا تھا۔ اپنی یہ عظیم تفسیر لکھتے وقت انھوں نے جو انداز اختیار کیا ہے وہ ہندوستان ہی نہیں بلکہ کسی دوسرے عربی ملک کے مفسر کے یہاں بھی نظر نہیں آتا۔ انھوں نے معانی و بیان اور لغت کی تشریح کے ساتھ ساتھ جس بات پر بہت زیادہ توجہ دی ہے وہ ربطِ آیات ہے۔ وہ یہ ثابت کرتے ہیں کہ سارا کلام پاک منظم ہے۔ ایک آیت دوسری سے اور ایک سورۃ دوسری سے منسلک ہے۔ یہ کام اور لوگوں نے بھی کیا ہے لیکن جس تفصیل اور مدلل انداز سے انھوں نے کیا ہے کسی دوسرے کے یہاں نظر نہیں آتا۔

کتاب مفردات القرآن میں اہم قرآنی الفاظ کے معانی بیان کئے ہیں، اور صحیح مفہوم واضح کیا ہے تاکہ تفسیر نظام القرآن کے پڑھنے اور سمجھنے

Marfat.com

میں آسانی ہو۔

اِس کے بعد انھوں نے اِس کتاب کے متعلق ضروری باتوں کا ذکر کیا ہے جس میں کتاب لکھنے کا مقصد اور اُس کی ضرورت، اصولِ لسانیات وغیرہ کا بیان ہے۔ یہ بھی دکھایا گیا ہے کہ قرآن مجید غریب الفاظ سے خالی ہے۔ ضبط و نظم میں لاثانی ہے اور عربوں کے خطبوں اور اُن کے اشعار و محاورات سے کہیں زیادہ آسان ہے۔

انھوں نے ''ایسے الفاظ منتخب کیے ہیں جن کی تفسیر عام طور سے علماء و مفسرین نے اچھی طرح نہیں کی ہے۔ یا جن کی تشریح میں غلطی ہوئی ہے۔ الفاظ کی تشریح کرتے وقت لغوی معنوں کی توضیح کرتے ہیں۔ قرآن کریم صحف اولیٰ اور اشعارِ عرب سے مثالیں پیش کرتے ہیں۔ مثلاً الآلاء کی تشریح ملاحظہ ہو:۔

''عموماً مترجمین اور مفسرین نے الآلاء کے معنی نعمتیں بیان کیا ہے لیکن قرآن اور اشعارِ عرب اسے تسلیم نہیں کرتے۔ اِس کے معنی عجیب کام ہے۔ فارسی میں اسے کرشمہ کہیں گے۔''

اپنے اِس دعوے کے ثبوت میں قرآن مجید کی دوسری آیت فبای الاٰء ربک تتمارٰی سے استدلال کیا۔ یہاں ''نعمت'' ترجمہ ہرگز نہیں ہو سکتا ہے بلکہ کرشمۂ قدرت وغیرہ ہی مفہوم ہے۔ طرفہ، خنساء، اجدع وغیرہ کے اشعار بھی ثبوت میں پیش کیے ہیں۔ ص۱۲

اس طریقہ سے تمام مشکل الفاظ کی تشریح کلام مجید اور کلامِ عرب سے کی ہے جس سے ان کی قرآن مجید پر گہری نظر، اشعارِ عرب سے غیر معمولی واقفیت اور لغت پر کامل عبور کا اندازہ ہوتا ہے۔

Marfat.com

کنز المتشابہات

(مطبوعہ ۱۳۳۲ھ)

حافظ محمد محبوب علی انجینئر

یہ کتاب دائرۃ المعارف سے ۱۳۳۲ھ میں شائع ہوئی ہے۔ اس میں ۴۰۲ صفحات ہیں۔ اسی انداز کی غالباً یہ پہلی کتاب ہے۔ اس میں مصنف نے ایسی آیتوں کو جمع کیا ہے جو ایک دوسری سے مشابہت رکھتی ہیں۔ اس کی وجہ تصنیف خود یہ لکھی ہے کہ ان کو اس قسم کی کتاب کی تلاش تھی مگر نہ ملی تو انھوں نے اس کو مرتب کیا۔ شروع میں ان کو ۸۰۰ آیتیں اس قسم کی ملی تھیں۔ کتاب کے طبع میں جانے کے بعد ان کو ۲۶۰ آیتوں کا اور علم ہوا اور اس طرح سے ۱۰۶۰ آیات متشابہات میں سے نکلیں۔ آیات متشابہات دو طرح کی ہوتی ہیں۔ ایک تو وہ جن کا تکرار الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ ہوتا ہے اور دوسری قسم میں وہ آیات ہیں جو بجنسہٖ متواتر ہوتی ہیں۔

اس کتاب کے شروع میں انھوں نے ایک مقدمہ لکھا ہے جو عربی اور اردو دونوں ہی زبانوں میں ہے۔ اس میں انھوں نے اس تصنیف کے متعلق بہت سی باتیں لکھی ہیں اور ان سے استفادہ کرنے کے طریقوں کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ بھی بتایا ہے کہ انھوں نے آیات متشابہات کے اخذ

Marfat.com

کرنے میں کیا طریقہ اختیار کیا ہے۔ اور کس قسم کی آیتوں کو لیا ہے اور کس قسم کی آیتوں کو چھوڑ دیا ہے۔ ہر سورۃ کی آیتیں الگ الگ کر کے لکھی ہیں۔ آیت اور رکوع کا نمبر بھی درج کیا ہے۔ یہ کتاب بالخصوص حفاظ کے لیے زیادہ مفید و کارآمد ہے۔ آخر میں ایک فہرست ہے۔ جس میں حروف تہجی کے اعتبار سے تمام الفاظ لکھ دئے ہیں اور آیت کا نمبر بھی دے دیا ہے تاکہ تلاش میں آسانی ہو۔

Marfat.com

میر سیّد علی ہمدانی

ولادت ۷۱۴ھ وفات ۷۸۶ھ

علاؤالدّولہ سمنانی کے جانشین تھے۔ ۷۱۴ھ میں ہمدان میں پیدا ہوئے۔ علوم ظاہری و باطنی میں ان کو بڑا کمال حاصل تھا۔ حصول علم کے لئے بڑے طویل سفر کیے۔ ۷۸۱ھ میں اپنے رفقاء اور سات سو سادات کے ہمراہ کشمیر پہنچے۔ اور علاؤالدین پورہ میں سکونت اختیار کر لی۔ جہاں آپ کی خانقاہ لوگوں کے لیے زیارت گاہ بن گئی۔ قطب الدین شاہ حاکم کشمیر پران کا بہت اثر تھا۔ وہ ان کی قدم بوسی کو حاضر ہوا۔ اسلام اگرچہ کشمیر میں پھیل چکا تھا۔ مگر عام طور سے اُس وقت لوگ اس سے غفلت برتتے تھے۔ انھوں نے اس کی ترویج و تبلیغ میں بڑی کوشش کی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کو وہاں کے لیے بانیِ اسلام بھی کہتے ہیں۔ یہ بھی مشہور ہے کہ قطب الدین نے دو بہنوں سے شادی کی تھی اور ان کو ساتھ ہی رکھتا تھا۔ شیخ نے "لاتجمعوا بین الاختین" پر عمل کرایا۔ ۷۸۶ھ میں ۷۲ سال کی عمر میں انتقال ہوا اور ختلان میں دفن ہوئے۔ آپ کے مزار کو لوگ بہت متبرک تصور کرتے ہیں اور زیارت کو اپنی خوش نصیبی سمجھتے ہیں۔

بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ بعض لوگ ایک سو ستر تک شمار کرتے ہیں۔ ان میں سے جمع الاحادیث، شرح اسماء الحسنیٰ، ذخیرۃ الملوک، شرح فصوص الحکم، مرأۃ التائبین، شرح قصیدہ حمزیہ، آداب المریدین اور دس قواعد کا تذکرہ کتابوں میں اہمیت کے ساتھ ملتا ہے۔

حالات کے لیے: (۱) حدائق ص ۲۹۷

Marfat.com

شیخ اشرف جہانگیر سمنانی ـــــــ وفات ۸۰۸ھ

سید اشرف بن ابراہیم الحسنی والحسینی السمنانی جن کی شہرت جہانگیر کے نام ہوئی. شہر سمنان میں پیدا ہوئے. ان کے والد بہت امیر تھے اس لیے ان کی پرورش بڑے ناز و نعم کے ساتھ ہوئی. ساتوں قرأتوں کے ساتھ قرآن مجید حفظ کیا. اس کے بعد اس دور کے اہم علماء سے فیض حاصل کیا. چودہ سال کی عمر میں تعلیم سے فراغت حاصل کی. انیس سال کی عمر میں اپنے والد کی جگہ پر کاروبار سلطنت سنبھالے اس کے ساتھ ساتھ علمائے کرام کی صحبت میں بھی رہتے تھے. خاص طور سے رکن الدین علاؤ الدولہ سمنانی کے ساتھ تھوڑے عرصے بعد امور سلطنت سے دست کش ہو گئے اور اپنے بھائی کے سپرد کرکے ہندوستان آگئے یہاں بہت سے علماء سے علم حاصل کیا مختلف شہروں میں گئے اور مشائخ سے تربیت لی. شادی نہیں کی. تلاش علم میں مسلسل سفر کرتے ہوئے آخر میں کچھوچھہ میں قیام پزیر ہوئے دو بار ممالک عرب گئے کچھوچھہ میں ۸۰۸ھ میں ان کی وفات ہوئی. ان کی قبر زیارت گاہ سمجھی جاتی ہے.
ان کی بہت سی تصانیف ہیں. تعلیقات علیٰ ہدایۃ الفقہ. شرح فصوص الحکم، قواعد العقائد فی الکلام، اشرف الانساب، بحر الاذکار، حجۃ الذاکرین، فتاوی اشرفیہ، تفسیر القرآن، مسما بالنور بخشہ اور اوراد الاشرفیہ مراۃ الحقائق و کنز الدقائق، بشارۃ المریدین وغیرہ[1]

شیخ محمد بن یوسف

ولادت ۷۲۱ھ وفات ۸۲۵ھ

علامہ فقیہ زاہد صاحب مقامات علیہ اور کرامات جلیلہ محمد بن یوسف بن یوسف بن علی بن محمد بن یوسف حسینی جن کا سلسلہ نسب حسین بن زید شہید تک پہنچتا ہے چار رجب ۷۲۱ھ میں دہلی میں پیدا ہوئے اپنے والدین کے ساتھ چار سال کی عمر میں دولت آباد

---

(۱) نزہتہ ۲۳/۳ تذکرہ ص ۲۳

Marfat.com

گئے۔ اپنے والد اور دادا سے علم حاصل کیا۔ سولہ سال کی عمر میں دہلی واپس آ گئے۔ دہلی میں شیخ نصیر الدین محمود اودھی سے علوم کی تکمیل کی۔ سید شرف الدین کیتھلی۔ مولانا تاج الدین مقدم سے بھی بعض درسی کتب پڑھیں۔ پھر قاضی عبد المقتدر بن رکن الدین کندی کے درس میں شامل ہوئے اور بہت سی کتابیں پڑھیں اور انہیں سے تدریس اور فتویٰ کی اجازت حاصل کی۔ یہ علم و عمل اور زہد و تواضع اور حسنِ اخلاق میں اپنی نظیر آپ تھے۔ بڑے زبردست عالم، نفس کے قوی، ہیبت و جلال کے مالک تھے، جامع شریعت و طریقت تھے۔ ورع و تقویٰ میں ممتاز تھے۔ حقائق و معارف کے ماہر تھے۔ فقہ اور تصوف میں ان کو کمال حاصل تھا۔ فن تفسیر پر عبور تھا۔ ان سے بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں جن میں سے تفسیر القرآن الکریم، علی لسان المعرفۃ، تفسیر القرآن (علی منوال کشاف) کشاف کے پانچ اجزاء پر حواشی مشارق الانوار کی شرح، المعارف شرح العوارف، شرح آداب المریدین۔ شرح رسائل قشیریہ، اسماء الاسرار، حدائق الانس و تفسیر ربانی فی حسن صورۃ وغیرہ ہیں۔ ان کی تصانیف کی مجموعی تعداد ایک سو پچیس ہے۔ ۸۲۵ھ میں ان کا انتقال ہوا ان کی قبر گلبرگہ میں ہے۔

خواجہ حسین بن خالد ناگوری —— (صاحب التفسیر نور النبی) وفات ۹۰۱ھ

شیخ حمید الدین سعیدی کی اولاد میں سے تھے۔ بڑے بزرگ، صاحب کرامات تھے شیخ کبیر الدین ناگوری سے کسب علم کیا اور بہت دنوں تک ان کے ہمراہ رہے۔ اس کے بعد اجمیر گئے اور شیخ معین الدین سنجری کی قبر پر مدتوں تک رہے اور وہاں عمارتیں بنوائیں۔ علوم دینی کی تبلیغ کرتے رہے۔ ان کی کئی تصنیفات ہیں۔ جن میں تفسیر نور النبی"

حالات کے لیے: (۱) نزہتہ ۳/ ۱۵۲

خاص اہمیت رکھتی ہے۔ یہ تفسیر تیس جلدوں میں ہے۔ اس میں انھوں نے توضیح معانی اور حسل تراکیب پر خاص توجہ کی ہے۔ اس کے علاوہ مفتاح العلوم للسکاکی کی مفصل شرح اصول الانوار فی ذکر الابرار اور بعض دوسری کتابیں بھی ہیں۔ ان کا انتقال ۹۰۱ھ میں ہوا۔ ان کی تفسیر کا پتہ نہیں چلتا ہے۔ غالباً اب کہیں بھی موجود نہیں ہے۔ ان کے حالات مندرجۂ ذیل کتابوں میں ملتے ہیں۔

(۱) اخبار الاخیار ۱۷۷ ۔ نزہۃ ۴/۹۲

شیخ طاہر بن رضی ہمدانی ——— وفات ۹۵۶ھ

طاہر بن رضی الدین بن مومن شاہ عبیداللہ مہدی کی نسل سے تھے۔ ان کا سلسلۂ نسب اسمٰعیل بن جعفر صادق تک پہنچتا ہے۔ طاہر بن رضی الدین اپنے اجداد کی ایک بڑی سلطنت کے مالک تھے۔ لیکن یہ سلطنت رفتہ رفتہ کمزور ہوگئی تھی۔ اسماعیل بن حیدر صفوی شیعی ان سے بدظن ہوگیا اور ان کے قتل کا حکم دے دیا۔ یہ کاشان سے ہندوستان پہنچے اور بیجاپور آئے۔ اسماعیل عادل شاہ بیجاپوری نے ان کو اہمیت نہ دی یہ مایوس ہوکر قلعہ " پرینده " پہنچے اور شیخ پیر محمد سے ملاقات کی۔ شیخ پیر محمد ان کے فضل و کمال سے متاثر ہوئے اور جب احمد نگر گئے تو برہان شاہ سے ان کا ذکر کیا۔ اس طرح طاہر بن رضی الدین کی رسائی احمد نگر میں ہوئی۔ علماء و فضلا ان کے درس میں حاضر ہوتے۔ برہان نظام شاہ خود بھی کبھی کبھی ان کی مجلس میں حاضر ہوتا تھا۔ اس اثنا میں برہان نظام شاہ کے لڑکے عبدالقادر کی طبیعت بہت خراب ہوگئی۔ برہان نظام شاہ کو اس سے بہت محبت تھی۔ شیخ طاہر نے انھیں ان کے لڑکے کی شفا کی بشارت دی اور یہ وعدہ لیا کہ جمعہ اور عیدین کے خطبوں میں ائمۂ اثنا عشر کا ذکر ہوا کرے گا اور ان کے مذہب کو رواج دیا جائے گا۔ اس طرح سے برہان نظام شاہ اور

Marfat.com

اس کے خاندان والے اور ملک کے بہت سے لوگوں نے مذہب شیعہ قبول کیا اور طاہر شاہ کو اپنے مقصد میں کامیابی حاصل ہوئی۔ انھوں نے فقہ امامیہ سے متعلق بہت سی اہم کتابیں تصنیف کیں۔ بیضاوی پر حاشیہ لکھا اس کے علاوہ اور بہت سی کتابیں لکھیں۔ ۹۵۶ میں ان کی وفات احمد نگر میں ہوئی اور وہیں دفن ہوئے لیکن بعد میں ان کی ہڈیاں کربلا منتقل کر دی گئیں۔

(۱) نزہۃ ۴/۱۶۳

شیخ محمد بن عاشق الچریاکوٹی متوفی ۹۷۲ھ

شیخ الفاضل محمد بن عاشق محی الدین العباسی فقہائے حنفیہ میں سے تھے۔ چریاکوٹ میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی اور اس شہر کے اساتذہ سے کسب علم کیا۔ اس کے بعد درس و تدریس میں لگ گئے۔ چریاکوٹ میں ایک بہت بڑا مدرسہ بنوایا۔ اُن کی بہت سی تصانیف ہیں جن میں تفسیر محمدی، جواہر العربیہ فی الفنون الادبیہ اور حاشیہ تلویح مشہور ہیں۔ ۹۷۲ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کی تفسیر کا پتہ نہیں چلتا ہے۔

ان کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو:۔

۱۔ نزہۃ الخواطر ج ۴ ص ۳۰۲۔

شیخ علی متقی برہانپوری —— ولادت ۸۹۰ھ وفات ۹۷۵ھ

آبا و اجداد جون پور کے رہنے والے تھے۔ لیکن یہ چونکہ برہان پور میں پیدا ہوئے اور وہیں عمر کا بڑا حصہ گزار دیا۔ اس لیے برہان پوری کہلائے۔ ان کے والد نے بچپن ہی میں ان کو شیخ باجن برہان پوری کا مرید کر دیا۔ شیخ حسام الدین

Marfat.com

ملتانی سے کسب علم کیا۔ پھر ۹۵۳ھ میں حرمین شریفین تشریف لے گئے اور شیخ ابوالحسن بکری سے استفادہ کیا اور وہیں کچھ عرصے تک مقیم رہے۔ اور یہیں انتقال ہوا۔ تعلیم و تدریس سے بہت دلچسپی تھی۔ رفتہ رفتہ ان کی فضیلت کا شہرہ بہت بڑھ گیا حتیٰ کہ شیخ ابن حجر مکی نے جو خود اُن کے استاد اور اپنے دور کے اساتذہ میں سے تھے ان کو اپنا شیخ تسلیم کر لیا۔ ان کے علاوہ بھی بہت سے بزرگوں نے ان کی علمیت اور تقویٰ کا اعتراف کیا۔ علم کا اتنا شوق تھا کہ اکثر اوقات خود سیاہی ٹھیک کر کے اپنے شاگردوں کو دیتے اور ان سے نادر کتابوں کی نقل کراتے تھے اور اہل علم کو تقسیم کیا کرتے تھے۔ انھوں نے بہت سے رسائل و کتب تحریر کیے جن کی مجموعی تعداد سو سے زائد ہے۔ ان کی سب سے اہم اور بڑی تصنیف "کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال" ہے۔ اس میں انھوں نے سیوطی کی جامع صغیر و جامع کبیر اور زوائد واکمال اور قولی و فعلی احادیث کی تبویب فقہی انداز پر کی ہے۔ بعد میں اس سے انھوں نے تکرار کو حذف کر کے ایک منتخب تیار کی۔ ابوالحسن بکری نے اس کی نسبت کہا تھا کہ "للسیوطی منتہ علی العالمین وللمتقی منتہ علیہ"۔ کسب علم کا اتنا جذبہ تھا کہ مرنے سے قبل یہ وصیت کی کہ میرے سامنے سے مقابلہ کتب احادیث نہ اٹھاؤ۔ البتہ جب میری انگلیوں کی حرکت ختم ہو جائے تو الگ کر دو۔ شیخ عبدالوہاب متقی نے آپ کے حالات میں ایک کتاب "اتحاف التقی" تصنیف کی۔ شیخ عبدالحق دہلوی نے بھی زاد المتقین میں آپ کا ذکر بڑی شرح و بسط سے کیا ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ شئون المنزلات ان کے کسی خلیفہ کی کتاب ہے۔ اس لیے کہ کتاب کے شروع میں مصنف کے نام کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے اور اس کے آگے خلیفہ شیخ علی متقی لکھا ہوا ہے۔ تذکروں کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے

Marfat.com

خلیفہ کا نام عبدالوہاب تھا۔ لیکن ان کی کسی بھی تصنیف کا پتہ نہیں چلتا۔ اس لیے شئون المنزلات عبدالوہاب کی تصنیف نہیں ہو سکتی۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ شیخ علی متقی کے ایک سے زیادہ خلیفہ رہے ہوں اور یہ ان میں سے کسی کی تصنیف ہو۔ لیکن اس کا بھی کوئی ثبوت نہیں ملتا ہے۔

اس تفسیر میں مصنف کا قاعدہ یہ ہے کہ مختصر جملوں میں مفہوم کو بیان کر دیتے ہیں۔ اس کے بعد اس سے متعلقہ آیات لکھتے ہیں۔ کہیں کہیں اس انداز میں تبدیلی ہوئی ہے۔ لیکن عام طریقہ یہی ہے۔ دوسرے قدیم مفسرین اور محدثین کے اقوال بھی نقل کرتے ہیں۔

حالات کے لیے: (۱) نزہتہ ص ۳۴۳ ج ۴ (۲) حدائق ۳۸۲

شیخ شمس الدین بیجاپوری —— وفات ۹۸۶ھ

شیخ علامہ شمس الدین شطاری شیرازی ثم بیجاپوری بڑے اہم علماء میں شمار کیے جاتے ہیں۔ شیراز میں پیدا ہوئے اور وہیں تعلیم و تربیت پائی۔ بیضاوی کا حاشیہ لکھا۔ پھر ہندوستان آئے اور شیخ محمد غوث گوالیری سے کسب فیض کیا۔ بیجاپور میں شہر سے پانچ میل باہر قیام کیا۔ ساری عمر توکل اور قناعت سے بسر کی۔ بڑے متقی تھے۔ لوگوں سے بھی بے نیاز رہتے تھے۔ تکبیر دبیر کے ماہر تھے۔ ان علوم کی تحصیل ان سے محمد بن حسن مندری نے کی۔ ان کی وفات ۹۸۶ھ میں ہوئی۔

حالات کے لیے: نزہتہ ۴ / ۱۴۰

شیخ محمد ابن احمد الفاکہی گجراتی —— ولادت ۹۲۲ھ وفات ۹۹۲ھ

شیخ محمد بن احمد فاکہی مکی ابوالسعادات گجراتی بڑے علماء میں سے تھے۔ تمام

Marfat.com

علوم میں ان کو کامل دستگاہ تھی۔ مذاہب اربعہ سے پوری طرح واقف تھے۔ ان کے شیوخ میں محقق علامہ ابوالحسن بکری، شیخ الاسلام ابن حجر الہیتمی شیخ محمد بن خطاب وغیرہ ہیں۔ جن لوگوں نے ان سے استفادہ کیا ان کی تعداد بھی بہت ہے۔ ان کی تصانیف بھی بہت ہیں جن میں سے رسالۃ علی آیۃ الکرسی مشہور ہے اور بہت مفید ہے۔ اس کے علاوہ شرح مختصر الانوار، رسالۃ فی اللغۃ وغیرہ بھی اہم ہیں۔ بہت زیادہ سخی تھے اس وجہ سے اکثر قرضدار رہتے تھے۔ اپنی شدتِ تواضع کی وجہ سے لوگ ان کی خوشامد میں لگے رہتے تھے۔ یہ ہندوستان آئے اور کافی دن رہے، پھر اپنے وطن مکہ گئے۔ حج کیا۔ دس سال بعد ۹۹۶ھ میں پھر ہندوستان واپس آئے اور یہیں قیام کیا اور وفات پائی۔ احمد آباد میں ان کی قبر ہے۔

حالات کے لیے: نزہتہ ۴/۲۸۳

شیخ ہبتہ اللہ شیرازی

علامہ ہبتہ اللہ بن عطاء اللہ بن لطف اللہ شیرازی جن کی شہرت شاہ میر کے نام سے ہوئی بڑے علما میں سے تھے۔ شیراز میں پیدا ہوئے اور وہیں کے علما سے تعلیم حاصل کی۔ ۸۹۸ھ میں سلطان محمود شاہ کے زمانے میں گجرات آئے اور جانپانیر میں مقیم ہوئے۔ علما بڑی تعداد میں ان کے پاس آئے اور استفادہ کرنے لگے۔ انھوں نے بڑی اہم کتابیں لکھی ہیں جن میں سے لوامع البیان فی قدم القرآن، شرح تہذیب المنطق، الکواشف فی شرح المواقف، رسالہ فی الہیئۃ، رسالہ فی اصول الحدیث وغیرہ

حالات کے لیے: نزہتہ ۴/۳۸۵

مولانا مصلح الدین لاری

علامہ مصلح الدین لاری علوم عربیہ اور معارف حکمیہ میں ماہر تھے۔ درس وتدریس

Marfat.com

میں مشغول رہے۔ ان کے بہت سے شاگرد ہوئے ہیں۔ ۹۶۰ھ میں انھوں نے مکہ معظمہ کا سفر کیا اور وہیں رہ گئے۔ انھوں نے تفسیر بیضاوی پر تعلیقات لکھی ہیں اس کے علاوہ شرح شمائل ترمذی۔ شرح منطق وغیرہ بھی لکھی ہیں۔

حالات کے لیے: (۱) نزہتہ ۴/ ۳۵۴

شیخ سعد اللہ لاہوری

شیخ سعد اللہ لاہوری جو بنی اسرائیل کے نام سے مشہور تھے۔ علمائے متصوفین میں سے تھے۔ انھوں نے شیخ نجیب فیاض اور شیخ اسحاق بن کاکو وغیرہ سے کسب علم کیا۔ ان کے بہت سے شاگرد ہوئے ہیں۔ ان کے متعلق عجیب وغریب باتیں مشہور ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ بہت زیادہ متقی وپرہیزگار تھے۔ شرع اور حدود اللہ کے پابند تھے۔ اللہ تعالیٰ کی منع کی ہوئی چیزوں سے بچتے اور اس کے احکام کو پورا کرتے تھے۔ پھر ان کو ایک مغنیہ سے عشق ہو گیا۔ اس کے چکر میں بازاروں میں سرگرداں گھومتے تھے۔ لوگ اس حال میں بھی ان کی بزرگی کے قائل اور معتقد تھے اور ان کے سامنے زمین کو بوسہ دیتے تھے۔ کچھ دنوں بعد اللہ نے ان پر رحم کیا اور ان کی حالت سدھر گئی۔ انھوں نے توبہ کیا اور نیک کام کرنے لگے۔ یہ غزالی سے بہت متاثر تھے اور ان کی تصانیف پر عمل کرتے تھے۔ ان کی کئی تصانیف ہیں جن میں سب سے بہتر جواہر القرآن للغزالی کی شرح ہے۔ اسّی سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔ بدایونی نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔

حالات کے لیے: (۱) نزہتہ ۴/ ۱۲۴

Marfat.com

امیر تاتار خان دہلوی

امیر تاتار خان فضل و کمال اور ریاست و سیاست کے مشہور لوگوں میں سے تھے۔ سلطان غیاث الدین تغلق کہیں جنگ کے سلسلے میں جا رہا تھا کہ ایک بچہ زمین پر پڑا ہوا ملا سلطان نے فوراً اٹھوا لیا اور پرورش کرائی۔ بڑے ہونے پر یہی بچہ امیر تاتار خان کے نام سے مشہور رہوا۔ سلطان غیاث الدین نے ان کو اپنے خاص لوگوں میں رکھا۔ جب محمد شاہ بادشاہ ہوا تو اس نے بھی ان کے تقرب کو برقرار رکھا اور بڑے اہم کاموں پر مامور کیا۔ اس طرح سے یہ سلطنت کے ارکین میں سے ہو گئے۔ بہت ہوشیار، عادل، بہادر، سخی، با اخلاق اور شریعت کے اصولوں کے پابند تھے۔ بادشاہ اور امرا سے سخت محاسبہ کرتے تھے۔ اللہ کے معاملے میں کسی سے کبھی نہ ڈرتے تھے۔ انھوں نے حج بھی کیا۔ شمس الدین عفیف نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ علمی مجلسوں اور علما کی محفلوں میں برابر شریک رہتے تھے۔ ان سے گفتگو کرتے اور اچھی طرح سے پیش آتے تھے۔ انھوں نے ایک تفسیر لکھی جس کا نام "تفسیر تاتار خانی" ہے۔ ان کے فتاوی کو "فتاوی تاتار خانیہ" کے نام سے عالم بن علاء دہلوی نے جمع کیا۔ فیروز تغلق کے زمانے میں ان کا انتقال ہوا۔

مفتی عبد السلام الدیوی ——— وفات ۱۰۳۹ھ

دیوہ میں پیدا ہوئے اور یہیں پلے بڑھے۔ اپنے شہر کے اساتذہ سے علم حاصل کیا پھر لاہور گئے اور ملا عبد السلام کے ساتھ ٹھہرے اور انھیں سے فقہ، اصول اور کلام سیکھا۔ حتیٰ کہ اپنے ساتھیوں سے سبقت لے گئے۔ ایک زمانے تک استاد کی طرح تعلیمی کاموں میں مصروف رہے۔ بے انتہا ذہین تھے۔ کچھ عرصے کے بعد شاہ جہاں

Marfat.com

کے لشکر میں افتاء کے عہدے پر مامور ہوئے۔ آخر میں اس سے کنارہ کشی اختیار کی اور لاہور میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔

رسالہ قطبیہ میں عبداللہ علی بن عبدالعلی لکھتے ہیں کہ یہ عام علما کے خلاف فتوے دیا کرتے تھے۔ بہت سی کتابیں لکھیں۔ حاشیہ علی شرح العقائد، شرح منار الاصول، حاشیہ علی الہدایہ۔ شرح تہذیب منطق اور حاشیہ بیضاوی وغیرہ مشہور تصانیف ہیں۔

حالات کے لیے: (۱) الرسالۃ القطبیہ عبداللہ علی (۲) ذیل الدرایۃ (۳) نزہۃ ۵/۲۲۲

(۴) مآثر الکرام ص ۲۳۵

شیخ عبدالحق محدث دہلوی ــــــ ولادت ۹۵۸ھ وفات ۱۰۵۲ھ

ان کا خاندان خلجیوں کے دور حکومت میں ہندوستان آیا اور پایۂ تخت دہلی میں بس گیا۔ ان کے والد شیخ سیف الدین بھی بہت بڑے بزرگ اور اچھے عالم تھے۔ شیخ عبدالحق خود بھی بہت بڑے محدث، زبردست فقیہ اور بہترین مؤرخ و مفسر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اندر بڑی خوبیاں جمع کر دی تھیں۔ خود اپنے حالات میں لکھتے ہیں کہ بچپن ہی سے والد صاحب نے بزرگوں کے قصے اور حالات گوش گزار کرنے شروع کر دیے تھے۔ چھوٹی سی عمر میں قرآن کریم پڑھ لیا اور تھوڑے ہی عرصے میں کتابت اور انشا کا ڈھنگ بھی سیکھا۔ چند سال تک آگرہ کی علمی صحبتوں میں رہے پھر اس کے بعد حجاز گئے۔ اور بڑے بڑے اساتذہ سے حدیث کی سند اور بزرگان صوفیہ سے طریقت کی تعلیم حاصل کی۔ پھر وطن واپس لوٹے اور درس و تدریس کا مشغلہ اختیار کیا۔ خود کہتے ہیں کہ لڑکپن ہی سے کھیل کود سے واقف نہ تھا۔ آرام و آسائش کسے کہتے ہیں بالکل نہ جانتا تھا۔ تحصیلِ علم کا یہ حال تھا کہ کھانا کھانے کا ہوش نہ رہتا تھا۔ چراغ سامنے رکھ کر اُس کی روشنی میں لکھتے پڑھتے تھے۔ کئی بار عمامہ میں

Marfat.com

آگ لگ گئی اور اُن کو اُس وقت خبر ہوئی جب سر کے بال جلنے لگے۔ نماز روزہ کے بچپن ہی سے پابند تھے۔ خشوع وخضوع بڑے بڑوں کو متاثر کرتا تھا۔ پچاس سال سے زیادہ دین کی خدمت کی اور لوگوں کو مختلف علوم سے متعارف کراتے رہے۔ آپ کے علمی کارناموں کو لوگ آج تک عظمت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ ان کی تصانیف کی مجموعی تعداد سو سے زائد بتائی جاتی ہے۔ ان میں مشکوٰۃ کی شرح عربی و فارسی، جذب القلوب، مدارج النبوۃ، شرح فتوح الغیب، شرح قصیدۃ الجزریہ، اخبار الاخیار، زبدۃ الآثار، فتح المنان، زاد المتقین وغیرہ بہت مشہور اور اہم ہیں۔ آپ کا اصل کارنامہ حدیث کی تعلیم و اشاعت سمجھا جاتا ہے۔ نزاعی مسائل میں آپ درمیانی راہ اختیار کرتے اور سخت اختلاف میں بھی اپنے اسی اصول پر کاربند رہے۔ ۱۰۵۲ھ میں آپ کی وفات ہوئی اور دہلی میں حوض شمس کے کنارے دفن ہوئے۔

حالات کے لیے:۔ اخبار ص ۔۔۔ مآثر الکرام ص ۲۰۰ سبحۃ ص ۵۲

حدائق ص ۴۰۹ تذکرہ علمائے ہند ص ۱۰۹

شیخ محب اللہ الٰہ آبادی —— ولادت ۹۹۶ھ وفات ۱۰۵۸ھ

صدر پور اودھ میں پیدا ہوئے۔ شیخ فرید الدین گنج شکر کے بن شاگرد تھے۔ علوم وفنون میں ماہر اور اچھی نظر رکھتے تھے۔ اس زمانے میں ملا عبدالسلام لاہوری کا شہرہ تھا۔ انھوں نے ان سے بھی استفادہ کیا۔ سعد اللہ خاں جو شاہ جہاں کے اہم امراء میں سے تھا۔ ان کا ہم سبق رہا تھا۔ بڑے اچھے عالم اور وزیر وسعت صوفی تھے۔ ابن عربی سے بہت متاثر اور اُس کے فلسفے کے قدردان تھے۔ اس کی بہت سی چیزوں کو انھوں نے پوری طرح سے اپنا لیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اہل ہندان کو ہندوستان کا ابن عربی کہا کرتے تھے۔

Marfat.com

ترجمۃ الکتاب التسویہ، شرح الفصوص، انفاس الخواص، عقائد الخواص، کتاب المبین وغیرہ ان کی مشہور کتابیں ہیں۔

حالات کے لیے: حدائق ص ۴۱۲ تذکرہ ص ۱۷۵ نزہتہ ۵/۳۲۲

شیخ طیب بن عبدالواحد بلگرامی —— ولادت ۹۸۶ھ وفات ۱۰۶۶ھ

طیب بن عبدالواحد حسینی واسطی بلگرامی اللہ کے نیک بندوں میں سے تھے۔ اپنے والد سے کسب علم کیا اور عرصۂ دراز تک ان کے ساتھ رہے۔ غلام علی آزاد نے مآثر الکرام میں لکھا ہے کہ وہ دہلی جایا کرتے تھے اور شیخ عبدالحق دہلوی سے فیض حاصل کرتے۔ ان کے ساتھ رہتے۔ مشکل مسائل پر گفتگو کرتے اور علوم کا استفادہ کرتے۔ ہدایۃ الفقہ اور بیضاوی کی شرحیں لکھیں۔ شریف بن عمر بلگرامی کے مرأۃ المبتدئین میں لکھا ہے کہ وہ بڑے عبادت گزار تھے۔ سن شعور سے وفات تک کوئی نماز قضا نہیں ہوئی۔ یہ اپنی نیکی کی وجہ سے زمین کی برکت اور آسمان کے ستون تھے۔

حالات کے لیے: نزہتہ ۵/۱۸۹ مآثر الکرام، مرأۃ المبتدئین۔

شیخ محمد بن ابی سعید کالپوی —— ولادت ۱۰۰۶ھ وفات ۱۰۷۱ھ

اپنے زمانے کے اہم اور عظیم علما میں سے تھے۔ کالپی میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد ان کی پیدائش سے پہلے دکن گئے تھے، اس کے بعد ان کا پتہ نہ چل سکا اس لیے یہ والد کے سائے سے محروم رہے۔ ان کی والدہ بڑی نیک خاتون تھیں۔ انھوں نے ان کی پرورش اور تربیت کا خاص طور سے خیال رکھا۔ شیخ محمد یونس " کرہ " اہم علما اور محدثین میں سے تھے۔ ایک مرتبہ وہ کالپی آئے۔ اس وقت محمد بن ابی سعید کی عمر سات سال تھی۔ انھوں نے شیخ سے استفادہ کیا۔ درسی کتب پڑھیں اور حدیث

Marfat.com

کی سند لی۔ اس کے بعد طلب علم کے لیے حاجی مئو گئے اور مولانا حاجی موسی سے استفادہ کیا۔ اس کے بعد "کوڑہ" گئے۔ اور تمام کتب درسی شیخ جمال بن مخدوم کوڑوی سے پڑھیں اور طریقت کی بھی تھوڑی بہت تعلیم حاصل کی۔ اپنے شہر واپس آ گئے اور عرصے تک درس و تدریس میں مشغول رہے۔ کافی دنوں کے بعد جالندھر کا رُخ کیا تاکہ وہاں اپنے خاندان کی کسی خاتون سے شادی کریں۔ راستہ میں آگرہ میں اُتر گئے۔ امیر ابو العلماء حسنی اکبر آبادی سے ملاقات ہوئی۔ عرصہ تک ان کے ساتھ رہے۔ انھیں سے "احراری طریقہ" سیکھا۔ دس سال تک علمی مشاغل جاری رہے پھر اکبر آباد گئے اور وہاں سے اپنے ملک واپس آئے اور مدت تک پڑھانے کا مشغلہ جاری رکھا۔ جب حال و استغراق کی کیفیت آخر عمر میں طاری ہوئی تو عزلت نشینی اختیار کر لی۔ تنہا اپنے گھر میں رہنے لگے۔ لوگوں سے ملنا جلنا۔ تعزیت و تہنیت سب کچھ چھوڑ دیا۔ اگر کسی کو ملنا ہوتا تو مسجد یا گھر میں مل لیتا تھا۔

(ضیاء محمدی)

مولانا آزاد بلگرامی مآثر الکرام میں لکھتے ہیں کہ آخر میں روزہ کو اپنے لیے لازمی کر لیا تھا۔ اس پر وہ استقلال کے ساتھ جمے رہے۔ دن میں مستقل روزہ رکھتے رہے اس کے بعد چھ سال تک زندہ رہے۔ ان کی تصانیف میں "تفسیر سورۂ یوسف" "کتاب الروائح" (الحمد کی تفسیر) "رسالہ فی تحقیق الروح" "رسالہ فی وحدۃ الوجود" "رسالہ فی محبت الفناء" "عقائد الصوفیہ" "الواردات" "ارشاد السالکین فی السلوک" وغیرہ ہیں۔ ۶۵ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ ان کی قبر کالپی کے بیرونی علاقے میں ہے لوگ اس کو مبارک سمجھتے ہیں اور زیارت کرتے ہیں۔

رسالہ روائح کی ابتدا یوں ہے:۔

"احامدا اللہ والحامد والمحمود ھو مصلیا لرسول اللہ والرسول"

Marfat.com

والوسالة والمرسل هو قائلا بانه قد درر علی محمد بن ابی سعید هذه المعانی الشافية فاراد املائها والعامل والقول والمنقول هو۔" نزهة ۳۲۸/۵

حالات کے لیے: نزہۃ ۳۲۷/۵ ضیا محمدی، مآثر الکرام ص ۸۱

شیخ عبداللہ دہلوی ـــــ ولادت ۱۰۱۰ھ وفات ۱۰۷۴ھ

علامہ عبداللہ بن عبدالباقی نقشبندی کابلی ثم دہلوی معارف الٰہیہ میں بڑی اونچی حیثیت رکھتے تھے۔ بچپن ہی میں ان کے والد کا انتقال ہو گیا تھا۔ شیخ حسام الدین دہلوی کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی۔ شیخ شاکر محمد اور شیخ عبدالحق دہلوی سے کتب درسیہ پڑھیں پھر سرہند گئے اور شیخ احمد بن عبد الاحد سرہندی سے بعض کتابیں پڑھیں۔ دہلی واپس آئے اور درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ بہت بڑے عالم، صوفی بزرگ تھے۔ ارباب وجد و سماع میں سے تھے۔ شیخ محی الدین ابن عربی سے بہت متاثر اور معارف الٰہیہ میں ان کے پیرو تھے۔ ان کی "فصوص" اور "فتوحات" پر شرح بھی لکھی۔ بیضاوی کی شرح بھی لکھی "زادالمعاد" رسالہ فی مناقب شیخ حسام الدین" "رسالہ میراث" وغیرہ ان کی تصانیف ہیں۔

حالات کے لیے: نزہۃ ۲۵۵/۵ اسراریۃ

شیخ اہل اللہ پھلتی ـــــ وفات ۱۰۸۷ھ

اہل اللہ بن عبدالرحیم بن وجیہ الدین عمری اللہ تعالیٰ کے بہت ہی نیک بندوں میں سے تھے۔ شیخ ولی اللہ دہلوی سے کسب علم کیا۔ ان کی تصانیف بہت

Marfat.com

سی ہیں جن میں سے "ہدایۃ الفقہ" اہم ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے قرآن مجید کی ایک تفسیر بھی لکھی جو "علی سبیل الایجاز" ہے۔ اس کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے۔

"اللہ اصلہ الہ للمعبود وھو علم لذاتہ"

ان کی اس تصنیف کے کسی بھی نسخے کا پتہ نہیں چلتا ہے۔ صرف اتنا ہی تذکرہ نزہۃ الخواطر میں ملتا ہے۔ اس کے علاوہ عبدالعزیز دہلوی نے ایک خط میں جو انھوں نے ابو سعید محمد بن ضیاء بریلوی کو لکھا ہے۔ ان کا ذکر کیا ہے۔

حالات کے لیے : نزہۃ ۶/۱۴

شیخ یحییٰ بن محمود گجراتی —— ولادت ۱۰۱۰ھ وفات ۱۱۰۱ھ

احمد آباد میں پیدا ہوئے اپنے دادا محمد حسن گجراتی سے بیس سال کسب علم کیا۔ اور قرآن مجید حفظ کیا۔ دادا کے بعد خود ان کی جگہ شیخ بنے اور مشائخ چشتیہ کے اہم لوگوں میں شمار ہوئے۔ غناء کے قائل تھے۔ دو مرتبہ حجاز کا سفر کیا۔ ایک بار اپنی والدہ کی زندگی میں حج کیا اور لوٹ آئے۔ دوسری بار ان کی وفات کے بعد چودہ سال قیام کیا۔ ایک سال مدینے میں گزارتے تھے تو دوسرا مکہ میں۔ تفسیر حسینی ان کی اہم تصنیف ہے۔ ایک مجموعہ بھی ملتا ہے بیالیس مضامین ہیں۔ مدینہ منورہ میں انتقال ہوا اور بقیع غرقد میں دفن ہوئے۔

حالات کے لیے : نزہۃ ۶/۲۲۴ مرآۃ احمدی

شیخ محمد بن جعفر گجراتی —— ولادت ۱۰۴۷ھ وفات ۱۱۱۱ھ

فقیہہ محمد بن جعفر بن جلال بن محمد حسین البخاری ابو المجد محبوب عالم گجرات میں ۱۰۴۷ھ میں پیدا ہوئے۔ شروع میں اپنے والد سے علم حاصل کیا پھر علمائے

Marfat.com

گجرات سے پڑھا۔ اپنے دور کے اہم علما میں سے تھے۔ ان کے بہت سے مشہور شاگرد ہوئے۔ ان کی تصانیف میں فارسی میں قرآن مجید کی تفسیر ہے جسے انھوں نے اہل بیت کی روایت سے لکھا ہے۔ اس کے علاوہ عربی میں جلالین کے انداز پر تفسیر لکھی۔ "زینۃ النکات فی شرح مشکوٰۃ" اور مضامین و رسائل بھی تصنیف کئے۔ احمد آباد میں ۱۱۱۱ھ میں انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔

حالات کے لیے: نزہۃ ۶/۲۵۷

شیخ جمال الدین گجراتی

ولادت ۱۰۸۸ھ وفات ۱۱۲۴ھ

شیخ جمال الدین رکن الدین عمری چشتی گجراتی مشہور مشائخ میں سے ایک تھے۔ ۱۰۸۸ھ میں احمد آباد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی اور پھر انھیں کے پاس رہ کر چشتیہ طریقہ سیکھا۔ اس کے بعد درس و تدریس میں لگ گئے۔ بہت ہی نیک اور انتہائی سخی تھے۔ طلباء اور مسافروں کے لیے ہر چیز خرچ کرنے کو تیار رہتے تھے۔ بڑے عبادت گزار اور متقی تھے۔ برابر تصنیف و تالیف میں مشغول رہے۔ انھوں نے ایک سو بیالیس کتابیں لکھیں جو تقریباً ہر موضوع پر ہیں۔ انھوں نے تفسیر بیضاوی، تفسیر مدارک، تفسیر محمدی اور تفسیر حسنی پر حاشیے لکھے۔ اس کے علاوہ دو تفسیریں تفسیر مختصر اور تفسیر لضیری بھی لکھی۔ ان میں سے کسی بھی کتاب کا پتہ نہیں چلتا ہے۔

حالات کے لیے: نزہۃ ۶/۵۹-۵۸

مفتی شرف الدین لکھنوی

وفات ۱۱۳۳ھ

شرف الدین بن محی الدین بن صدر الدین بن محمد الاعظمی لکھنوی لکھنؤ میں

Marfat.com

پیدا ہوئے اور یہیں پرورش پائی۔ پہلے اپنے والد سے پڑھا پھر اُس دور کے بعض اور
اساتذہ سے جن میں شیخ غلام نقش بند بن عطاء اللہ لکھنوی بھی شامل ہیں۔ اس کے
بعد شہنشاہ عالم گیر کا تقرب حاصل کیا۔ چار سو کا منصب عطا ہوا۔ بعض شرعی خدمات
ان کے سپرد کی گئیں۔ محمد شاہ کے زمانے میں اُن کا منصب تین ہزاری ہو گیا۔ انھوں
نے کئی کتابیں لکھیں جن میں حاشیہ شرح مواقف اور حاشیہ شرح بیضاوی
اہم ہیں۔

حالات کے لیے: نزہتہ ۶/۱۰۴ باغ بہار

مولانا امان اللہ بنارسی ——— وفات ۱۱۳۳ھ

حافظ امان اللہ بن نور اللہ بن حسین بنارسی بڑے عالم اور متقی تھے۔ بنارس
میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی۔ قرآن مجید حفظ کیا۔ شیخ محمد شاہ دیوکامی اور شیخ
قطب الدین حسینی شمس آبادی وغیرہ سے درسی کتابیں پڑھیں۔ فقہ، اصول اور علم
کلام میں بڑا نام پیدا کیا۔ اورنگ زیب عالم گیر کی طرف سے لکھنؤ کی صدارت پر
فائز ہوئے۔ اسی زمانے میں مولانا محب اللہ بہاری لکھنؤ کے قاضی تھے۔ ان دونوں
کے درمیان بڑے زبردست مباحثے ومناظرے ہوئے تھے۔ جس کی بہت سی مثالیں
اُس دور کی کتابوں میں موجود ہیں۔

انھوں نے بہت سی اہم کتابیں تصنیف کیں جن میں "مفسر" دراس کی
شرح "محکم"، اصول فقہ میں "حاشیہ بیضاوی" اس کے علاوہ "العضدی" "التلویح"
"شرح عقائد" وغیرہ پر حواشی لکھے۔ مسئلہ حدوث پر ملا محمود جونپوری اور امیر باقر داماد
کے درمیان محاکمہ بھی انھیں کی یادگار ہے۔ "التسویہ" کی شرح بھی یادگار ہے۔ ان
کتابوں کے قلمی نسخے ملتے ہیں۔ باقی مفقود ہیں۔

Marfat.com

حالات کے لیے: نزہتہ ص ۹۳ ج ۶
حدائق ص ۳۶۴ تذکرہ ص ۲۷

شیخ فتح محمد سیدانوی ——— وفات ۱۱۴۳ھ

شیخ فاضل فتح محمد سیدانوی بڑے علما میں سے تھے۔ اُن کے اسلاف "سبزوار" سے آکر سیدانہ (الٰہ آباد کے قریب) میں آباد ہو گئے تھے۔ فتح محمد یہیں پیدا ہوئے اور یہیں کے علما سے کسبِ علم کیا اس کے بعد شیخ بن عبدالحق حسنی مانک پوری سے فیض حاصل کیا۔ الٰہ آباد میں درس و تدریس کے کام میں لگ گئے۔ انھوں نے تفسیر محمدی کے نام سے قرآن مجید کی بسیط تفسیر لکھی جس کے متعلق نزہتہ الخواطر (ج ۶ ص ۲۱۷) میں لکھا ہے۔

"کتاب بسیط فی تفسیر القرآن الکریم علی لسان الحقائق"

اس کے علاوہ معارفِ الٰہیہ میں کئی رسالہ مجمع الانوار مجمع الاسرار حل المشکلات کے نام سے بھی لکھے ہیں۔ ان کا انتقال رجب ۱۱۴۳ھ میں ہوا اور سیدانہ میں دفن ہوئے۔

حالات کے لیے، نزہتہ ص ۲۱۷ ج ۶

مولانا محمد طاہر الٰہ آبادی ——— ولادت ۱۱۱۰ھ وفات ۱۱۴۳ھ

شیخ محمد طاہر بن محمد یحیٰی بن محمد امین عباسی افضلی الٰہ آبادی ۱۱۱۰ھ میں الٰہ آباد میں پیدا ہوئے۔ یہ اپنے والد کے سب سے بڑے لڑکے تھے۔ اس حساب سے علم و عمل میں بھی سب سے افضل تھے۔ مفتی جاراللہ الٰہ آبادی سے کسبِ علم کیا اور ماہرِ فن بنے۔ اس کے بعد درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے

Marfat.com

فتوے بھی دیتے تھے۔ بہت ذہین اور سمجھ دار تھے۔ پرانے مذاہب اور علوم متعلقہ پر بڑی
اچھی نظر تھی۔ انھوں نے بہت سی کتابیں لکھیں جن میں تحقیق الحق فی رد احقاق الحق
للقاضی نوراللہ تستری شرح فصوص الحکم کتاب القورین کا ترجمہ۔ اثبات خلافۃ
الصدیق، تعلیقات بیضاوی رسالہ فی تفسیر آیۃ التطہیر وغیرہ اہم ہیں۔ ا
والد کی زندگی میں ۱۱۴۳ھ وفات پائی۔

حالات کے لیے: نزہتہ ص ۲۲۲ ج ۶

شیخ ولی اللہ دہلوی ——— ۱۱۵۰ھ

شیخ ولی اللہ حنفی دہلوی مشہور علما میں سے تھے۔ یہ شیخ عبدالاحد بن محمد سعید سرہندی
کے پوتے تھے۔ بہت سے لوگ ان کے اور شاہ ولی اللہ کے نام میں دھوکا کھا جاتے ہیں
دونوں کو خلط ملط کر دیتے ہیں۔ دونوں کا نام ایک ہی ہے اور دونوں دہلوی ہیں۔ لیکن
سلسلۂ نسب میں فرق ہے۔ دونوں شاعر بھی تھے۔ شیخ ولی اللہ کا تخلص اشتیاق تھا
شاہ ولی اللہ کا امین۔ ان کی کئی تصانیف ہیں جن میں قرآن کی تفسیر بھی شامل ہے۔ ان کا
۱۱۵۰ھ میں ہوا۔

حالات کے لیے: نزہتہ ص ۲۹۷ ج ۶

مولانا محمد حکم بریلوی ——— وفات ۱۱۵۰ھ

علامہ سید محمد حکم بن محمد علم اللہ حسینی نقشبندی رائے بریلی میں سید
اپنے دور کے بڑے علما میں سے تھے۔ اپنے والد کے ساتھ ایک مدت تک
اور ان سے کسب علم کیا۔ اس کے بعد دوسرے شہروں میں گئے اور مشائخ
علم حاصل کیا۔ ان کے اساتذہ میں شیخ محمد یحییٰ اتکی، شیخ عبدالاحد بن محمد

Marfat.com

سرہندی، شیخ سعدی بخاری وغیرہ اہم ہیں۔ انھوں نے فارسی میں قرآن مجید کی تفسیر حسینی کے نام سے لکھی ہے۔ اس کے علاوہ عربی میں بھی ایک تفسیر لکھی جس کا نام محکم التنزیل ہے۔ اس کے علاوہ ملخص البلاغۃ تلخیص الصراح اور نحو میں بعض رسائل بھی تصنیف کیے بیالیس سال کی عمر میں ۱۱۵۰ھ میں انتقال ہوا۔

حالات کے لیے: نزہۃ ص ۳۰۰ ج ۶

شیخ نورالدین محمد صالح گجراتی ولادت ۱۰۶۳ھ / وفات ۱۱۵۵ھ۔ اپنے دور کے اہم علماء میں سے تھے۔ احمد آباد میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے علم کا ذوق تھا۔ شیخ سعدی کی گلستاں اپنی والدہ سے پڑھی۔ درسی کتابیں احمد بن سلیمان گجراتی اور فریدالدین احمد آبادی سے پڑھیں۔ علم حدیث و طریقت شیخ محمد جعفر حسینی سے حاصل کیا اور فضل و کمال میں لاثانی ہوئے۔ ان کے نام سے اکرم الدین گجراتی نے احمد آباد میں ایک مدرسہ ۱۱۱۱ھ میں ایک لاکھ ۲۴ ہزار کے خرچ سے بنوایا۔ بڑے متقی اور پرہیزگار تھے۔ عبادت کا یہ عالم تھا کہ رات کے وسط میں نمازیں ادا کرتے تھے۔ جب بھی کیلئے ایک ہزار مرتبہ کلمہ پڑھتے اور ایک ہزار مرتبہ نبی صلعم پر درود بھیجتے۔ بادشاہوں کے عطایا یا ہدایا قبول نہ کرتے تھے۔ ۱۱۴۳ھ میں حرمین شریفین گئے۔ اس وقت ان کی عمر ۷۱ سال سے متجاوز تھی۔ حج و زیارت کے بعد ہندوستان واپس آئے۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں جو انھیں علم و ادب اور مذہب و دین کی دنیا میں بلند مرتبہ پر فائز کرتی ہیں۔ قرآن مجید کی مختصر تفسیر لکھی۔ تفسیر النورانی للسبع المثانی۔ تفسیر الربانی علی سورۃ البقرۃ حاشیہ علی اوائل تفسیر بیضاوی اس کے علاوہ نورالقاری شرح بخاری، شرح المواقف شرح المطالع، حاشیہ علی مطول، حاشیہ علی الشمسیہ

Marfat.com

شرح نصوص الحکم ان کی تصانیف کم و بیش ڈیڑھ سو شمار کی جاتی ہیں۔ ان کا انتقال ۱۱۵۵ھ میں احمد آباد میں ہوا۔

حالات کے لیے: نزہتہ ص ۳۹۰ ج ۶ حدائق ص ۴۴۴

مآثر الکرام دفتر اول ص ۲۱۹

قاضی محمد معظم نابھوی ——— وفات ۱۱۵۸ھ

شیخ فاضل محمد معظم بن قاضی احمد حنفی مشہور علماء میں سے تھے۔ نابھہ پنجاب میں پیدا ہوئے۔ علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی سے تعلیم حاصل کی۔ نابھہ میں درس و تدریس میں لگ گئے۔ پھر قضاء کے عہدے پر فائز ہوئے۔ بہادر شاہ بن عالمگیر نے ان کو چند گاؤں دیے۔ انھوں نے قرآن مجید کی تفسیر لکھی۔ شرح مثنوی معنوی لکھی۔

حالات کے لیے: نزہتہ ص ۳۵۱ ج ۶ تذکرہ ص ۲۱۳

مولانا عابد لاہوری ——— وفات ۱۱۶۰ھ

محمد عابد حنفی نقش بندی السنامی لاہوری کا سلسلۂ نسب حضرت ابو بکر صدیق رضؓ سے ملتا ہے۔ لاہور میں پیدا ہوئے اور یہیں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ شیخ عبدالاحد بن محمد سعید سرہندی ان کے استاد تھے۔ ورع و تقوی کی وجہ سے ان کا مرتبہ بہت اونچا ہے۔ سعید سرہندی کے ساتھ بہت زمانے تک رہنے کے بعد ہندوستان واپس آئے۔

بڑے پرہیزگار اور بہت زیادہ نمازیں پڑھنے والے تھے۔ ہر رات تہجد میں سورۂ یٰسین ساٹھ بار پڑھتے تھے اور ہر دو رکعتوں کے بعد مراقبہ کرتے تھے۔ ساری عمر اسی پر عمل کرتے رہے۔ حتی کہ مرض الموت میں بھی سورۂ مذکورہ ۳۵ بار، بیس ہزار کلمہ طیبہ اور درود شریف ایک ہزار دفعہ، ذکر النفی و اثبات بہ حبس دم اور ایک منزل قرآن شریف روزانہ پڑھتے تھے۔

Marfat.com

اتنی تمام عبادتوں اور ذکر و فکر کے ساتھ درس و تدریس اور علوم و فنون سے متعلق کتابیں لکھیں۔ بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ ان کے مدرسے میں سو طالبانِ علم سے کم ہوں۔

فقیر محمد صاحب جہلمی نے حدائق الحنفیہ میں ان کی بہت سی تصانیف کا ذکر کیا ہے مگر افسوس ہے کہ ان میں سے کسی کا بھی پتہ نہیں چلتا۔ جن میں تعلیقاتِ بیضاوی۔ شرح خلاصۃ الکیدانی۔ شرح قصیدہ بانت سعاد۔ رسالہ فی وجوہ اعجاز القرآن وغیرہ، حدائق الحنفیہ کے علاوہ ان کتابوں کا ذکر کہیں اور نہیں ملتا ہے۔

حالات کے لیے: نزہتہ ص ۳۲۶ ج ۶ حدائق الحنفیہ ص ۴۴۴ تذکرہ ص ۲۰۱

شیخ محمد ناصر الٰہ آبادی ——— ولادت ۱۱۲۲ھ وفات ۱۱۶۳ھ

شیخ محمد ناصر بن محمد یحییٰ بن محمد امین عباسی الٰہ آبادی بہت ہی اہم علما میں سے تھے۔ ۱۱۲۲ھ میں الٰہ آباد میں پیدا ہوئے اپنے چچازاد بھائی محمد طاہر بن محمد یحییٰ سے کسب علم کیا اس کے علاوہ اپنے والد اور ماموں کمال الدین سے بھی علوم متداولہ سیکھے۔ بچپن میں اپنے نانا محمد افضل کے ہاتھ پر بیعت کی شعر بھی کہتے تھے تخلص افضل کرتے تھے۔ تین بڑے بڑے دیوان ہیں۔ ان کی تصانیف میں منتخب الاعمال "الجواہر النفیسۃ" الانکار العشرۃ" تذکرۃ الخلفاء، انوار الحقائق اور تفسیر آیۃ الاحکام مشہور ہیں۔ الٰہ آباد میں ۱۱۶۳ھ میں انتقال ہوا۔

حالات کے لیے، نزہتہ ص ۳۵۷ ج ۶ تذکرہ ص ۲۱۰

شیخ محمد وارث حسینی بنارسی ——— ولادت ۱۰۸۷ھ وفات ۱۱۶۶ھ

شیخ محمد وارث بن عنایت اللہ بن حبیب اللہ فقہ اور اصول کے علما میں سے تھے۔

Marfat.com

ان کا اصل وطن نوہرہ تھا۔ ان کے والد اسے چھوڑ کر بنارس آ گئے۔ یہیں ان کی پیدائش ۱۰۸۷ھ میں ہوئی۔ بچپن ہی سے تعلیم کی طرف متوجہ ہو گئے۔ مولوی ابراہیم صاحب سے بہت دنوں تک پڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ فقہ، اصول، علم کلام اور عربی زبان پر عبور حاصل کر لیا۔ ان کی بہت سی تصانیف کا ذکر ملتا ہے۔ جن میں حاشیہ شرح وقایہ حاشیہ میر زاہد و ملا جلال اہم ہے۔ انھوں نے قرآن مجید کی تفسیر بھی لکھی تھی۔ بنارس ہی میں ۱۱۶۶ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

حالات کے لیے: نزہتہ ص ۳۶۱ ج ۶ تذکرہ ص ۲۱۸

مولانا وحید الحق پھلواری ——— وفات ۱۲۰۱ھ

وحید الحق بن وجیہ الحق بن امان اللہ ہاشمی جعفری پھلواری اپنے دور کے ممتاز اساتذہ اور اہل علم میں شمار کیے جاتے تھے۔ اپنے ماموں اور والد سے تعلیم حاصل کی اور تکمیل کے بعد درس و تدریس میں لگ گئے۔ اچھے اخلاق کے مالک اور راست گو تھے۔ بڑے ملنسار اور شیریں گفتار تھے۔ متقی، پرہیز گار تھے۔ مشتبہ باتوں سے احتراز کرتے تھے۔ اچھے کاموں کا حکم دیتے اور برائیوں سے روکتے تھے۔ خود فقرا کا لباس استعمال کرتے تھے۔ چٹائی پر بیٹھتے تھے۔ سیاہ قمیص پہنتے تھے۔ فقہائے حنفیہ کی طرح شروع میں سماع سے بچتے تھے لیکن بعد میں اس سے دلچسپی ہو گئی تھی اور مجلس سماع میں شریک ہونے لگے تھے۔ درس و تدریس میں بہت مشغول رہتے تھے۔ ان کے بہت سے شاگرد ہوئے ہیں۔ جن میں خود ان کے لڑکے اور بھانجے شامل ہیں۔ انھوں نے ہدایۃ الفقہ، شمائل ترمذی اور تفسیر بیضاوی پر تعلیقات لکھی ہیں۔ ان کا انتقال ۱۲۰۱ھ میں ہوا۔

حالات کے لیے: نزہتہ ص ۵۲۳ ج ۷

Marfat.com

شیخ اسلم بن یحییٰ کشمیری —— ولادت ۱۱۳۹ھ وفات ۱۲۱۲ھ

شیخ اسلم بن یحییٰ بن معین رفیق کشمیری ۱۱۳۹ھ میں پیدا ہوئے۔ قرآن مجید اپنے دادا معین الدین سے پڑھا۔ کتب درسیہ اپنے والد سے پڑھیں اور عرصے تک ان کے ساتھ رہے۔ یہاں تک کہ بہت سے علوم و فنون میں کمال حاصل کر لیا۔ بیس سال تک منصب افتاء پر فائز رہے۔ ان کے بہت سے شاگرد ہیں۔ جن میں شیخ عبدالوہاب، مولانا ابوالمکارم، ملا محب اللہ، مفتی ہدایت اللہ وغیرہ مشہور ہیں۔ انھوں نے فقہ اور تصوف میں بہت سی کتابیں لکھیں۔ اس کے علاوہ جامع صغیر اور جلالین پر تعلیقات لکھیں ان کا انتقال ۱۲۱۲ھ میں ہوا۔

حالات کے لیے: نزہتہ ص ۵۵ ج ۷، حدائق ص ۴۶۱

مولانا عبدالباسط قنوجی —— ولادت ۱۱۵۹ھ وفات ۱۲۲۳ھ

شیخ عبدالباسط بن رستم علی بن اصغر علی صدیقی، قنوج کے مشہور علما میں سے تھے۔ دادا ملا اصغر اور والد رستم علی کی تمام خوبیاں اور علوم ان کو ورثہ میں ملے تھے۔ قنوج میں ۱۱۵۹ھ میں پیدا ہوئے۔ والد سے تعلیم حاصل کی اور جلد ہی شہرت حاصل کر لی۔ اس دور کے علماء میں، ان کا ایک خاص مرتبہ تھا۔ نواب صدیق حسن خاں نے اتحاف النبلاء میں لکھا ہے کہ

> "وہ اپنے زمانے کے استاذ الاساتذہ اور شیخ المشائخ تھے۔ دور دور کے ملکوں سے لوگ طلب علم میں سفر کر کے اُن کے پاس آتے تھے۔ وہ علماء میں ایک روشن نشان تھے۔ انھوں نے درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کا بہت کام کیا۔

انھوں نے بہت سی کتابیں مختلف مسائل پر تصنیف کیں۔ طرز استدلال سادہ

Marfat.com

اور واضح ہے ۔مفہوم کو پوری طرح سمجھانے اور بات کی تشریح کرتے ہیں۔ ان کا خط بہت اچھا تھا اور تیز لکھتے تھے۔ اس دور کے علماء ان کی بڑی تعظیم وتکریم کرتے تھے۔بہت سے لوگوں نے ان سے استفادہ کیا اور مشہور ہوئے۔ان کی تصانیف میں زبدۃ الفرائض، شرح اربعین شرح تہذیب المنطق، المنازل الاثنی عشریۃ فی طبقات الاولیاء۔ شرح زبدۃ الصرف۔شرح خلاصۃ الحساب اور عجیب البیان فی اسرار القرآن وغیرہ بہت مشہور ہوئیں۔ ۱۲۲۳ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

حالات کے لیے: حدائق ص ۴۶۴ نزہتہ ص ۳۴۳ ج ۷، تذکرہ ص ۱۰۷

مولانا امین اللہ عظیم آبادی ـــــــــ وفات ۱۲۳۳ھ

امین اللہ بن سلیم اللہ بن علیم اللہ انصاری عظیم آبادی مشہور علما میں سے تھے۔حکمت ادب اور منطق میں اُن کی نظیر مشکل سے ملتی ہے۔ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ پھر الہ آباد گئے اور منطق اور حکمت قائم الہ آبادی سے حاصل کی۔ اس کے بعد دہلی کا رُخ کیا۔شاہ ولی اللہ بن عبدالرحیم اور ان کے بیٹے شاہ عبدالعزیز کے آگے زانوئے شاگردی تہہ کئے۔ پھر اپنے وطن واپس آئے اور درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔بہت سے لوگوں نے ان سے کسب علم کیا۔

"ولکم فی القصاص حیوۃ" کی تشریح وتفسیر میں ایک رسالہ لکھا ہے۔ اس کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں ایک قصیدہ بھی ہے۔میرزاہد کے رسالے پر حاشیہ لکھا ہے۔مسلم الثبوت کا بھی حاشیہ لکھا۔ فارسی میں اشعار بھی کہتے تھے۔ ایک دیوان موجود ہے۔کلکتہ میں ۱۲۳۳ھ میں انتقال ہوا۔

حالات کے لیے: نزہتہ ص ۸۵ ج ۷

Marfat.com

مولانا محمد اشرف لکھنوی ——— وفات ۱۲۴۴ھ

محمد اشرف بن نعمت اللہ مشہور علما میں سے تھے۔ لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ شیخ مخدوم حسینی لکھنوی سے درسی کتب پڑھیں۔ علامہ نور الحق انصاری سے بھی کسب علم کیا۔ پھر تدریس کا کام شروع کر دیا۔ بہت سے لوگوں نے ان سے فائدہ اٹھایا۔ ان کی تصانیف میں الاصول الراسخۃ۔ قسطاس الصرف۔ تذکرہ علماء الہند (عربی) اور تفسیر القرآن اہم ہیں۔ ۱۲۴۴ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

حالات کے لیے: نزہتہ ص ۴۲۷ ج ۷

شاہ رفیع الدین بن شاہ ولی اللہ ——— ۱۲۴۹ھ

شاہ ولی اللہ رح کے دوسرے صاحبزادے تھے۔ کئی پشت سے علم و فضل و کمال کا ان کے یہاں چرچا تھا۔ چچا اور والد سے فیض اُٹھایا اور بہت جلد اچھی قابلیت بہم پہنچا لی۔ قرآن کریم کا اُردو ترجمہ اور بعض دوسری اہم تصانیف ان کی فہم و ادراک کا بیّن ثبوت ہیں۔ علم و حقائق میں ان کی کتاب "رفع الباطل فی بعض المسائل الغامضہ" کافی شہرت رکھتی ہے۔ کتاب التکمیل، مقدمۃ العلم، رسالہ عروض، رسالہ شق القمر وغیرہ ان کی یادگار رہیں۔ انھوں نے "آیۃ النور" کی تفسیر بھی لکھی ہے جس کا قلمی نسخہ انڈیا آفس میں ہے۔

حدائق میں لکھا ہے کہ ان کی وفات ۱۲۳۸ھ میں ہوئی۔

حالات کے لیے: حدائق ص ۴۶۹۔ تذکرہ ص ۶۶

مولانا محمد معین لکھنوی ——— وفات ۱۲۵۸ھ

لکھنؤ میں پیدا ہوئے اور پرورش پائی۔ یہیں علم و [illegible] سے بہرہ ور ہوئے۔ مفتی ظہور اللہ اور مولانا ولی اللہ لکھنوی سے کسب علم کیا۔ حدیث کی سند مولانا

Marfat.com

شیخ عبدالحفیظ محدث سے لی۔ اس کے بعد درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ فقہ اور حدیث میں ان کی کئی تصانیف بہت اہم ہیں۔ ان میں سے "غایۃ البیان فیما یحل و یحرم من الحیوان" "غایۃ الکلام فی القرأۃ خلف الامام"، "ابراز الکنوز فی احوال ابراز الرموز" "المغیبۃ فی تحریم المتعۃ" وغیرہ ہیں۔ وراثت کی آیتوں کی تفسیر بھی کی ہے جو اہم ہے۔ اس کے علاوہ بھی بعض کتابوں کی شرح کی ہے اور کچھ تعلیقات بھی لکھی ہیں۔ لکھنؤ میں انتقال ہوا اور یہیں دفن ہوئے۔

حالات کے لیے: نزہتہ ص ۴۶۴ ج ۷

مفتی محمد قلی کنتوری ــــــ ولادت ۱۱۸۸ھ وفات ۱۲۶۰ھ

شیخ فاضل مفتی قلی کنتوری بن محمد حسین بن حامد حسین مشہور شیعہ علما میں سے تھے۔ ۱۱۸۸ھ میں پیدا ہوئے اور لکھنؤ کے علما سے تعلیم حاصل کی پھر سید دلدار علی بن محمد معین نقوی کی شاگردی اختیار کی۔ فقہ، اصول اور علمِ حدیث کی تکمیل کی۔ پھر منصب افتاء پر میرٹھ میں فائز ہوئے اور بہت دنوں تک وہیں رہے۔ بہت سی کتابیں تصنیف کیں جن میں السیف الناصری، تقلیب المکاید الاجوبۃ الفاخرۃ، الفتوحات الحیدریۃ اور تقریب الافہام فی تفسیر آیات الاحکام وغیرہ مشہور ہیں۔ ۱۲۶۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

حالات کے لیے: نزہتہ ص ۳۶۰ ج ۷

مولانا جان محمد لاہوری ــــــ ولادت ۱۱۹۳ھ وفات ۱۲۶۸ھ

شیخ جان محمد حنفی المذہب تھے۔ اپنے دور کے مشہور و ممتاز اساتذہ سے علم کی دولت حاصل کی پھر درس و تدریس میں لگ گئے۔

Marfat.com

بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ جن میں سے "زبدۃ التفاسیر" "اثبات الخلافۃ لمعاویۃ رضی اللہ عنہ"، "رسالہ فی العقاید" "رسالہ فی الرد علی الشیعۃ" "شرح قصیدہ بردہ" "شرح بدء الامالی" "رسالہ فی عدم فرضیۃ صلوٰۃ الجمعۃ" وغیرہ مشہور ہیں۔

حالات کے لیے: نزہتہ ص ۱۱۶ ج ۷، حدائق الحنفیہ ص ۴۷۵ - تذکرہ ص ۴۰

مولانا ولی اللہ لکھنوی ——— وفات ۱۲۷۰ھ

علامہ ولی اللہ بن حبیب اللہ بن محب اللہ انصاری لکھنوی مشہور اساتذہ میں سے تھے۔ اپنے چچا ملا مبین سے علم حاصل کیا اور عرصے تک ان کے درس میں شریک ہوتے رہے۔ اس کے بعد علما کے مقالات کا مطالعہ کیا اور تدریس میں لگ گئے۔ ان سے بہت سے لوگوں نے فائدہ اُٹھایا۔ ان کی تصانیف بہت سی ہیں۔ تفسیر معدن الجواہر، حاشیہ ہدایۃ الفقہ۔ حاشیہ عروۃ الوثقیٰ، نفائس الملکوت، شرح مسلّم الثبوت، شرح تذکرہ المیزان، مرأۃ المومنین، آداب السلاطین، اغصان الاربعہ وغیرہ۔ اٹھاسی سال کی عمر میں ۱۲۷۰ھ میں انتقال ہوا۔

حالات کے لیے: نزہتہ ص ۵۲۸ ج ۷، تذکرہ ص ۲۵۲

مفتی یوسف بن اصغر لکھنوی ——— ولادت ۱۲۲۳ھ وفات ۱۲۹۶ھ

مفتی یوسف بن مفتی اصغر بن مفتی ابوالرحیم انصاری لکھنوی ۱۲۲۳ھ میں لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد کے علاوہ مفتی ظہور اللہ اور مفتی نور اللہ سے تعلیم حاصل کی۔ اپنے والد کے بعد افتاء پر مامور ہوئے۔ ایک مدت تک یہ فرض ادا کرتے رہے پھر سب سے الگ ہوکر اپنے گھر میں رہنے لگے۔ پھر مدرسہ حنفیہ جون پور میں پڑھانے کا

Marfat.com

کام سپرد ہوا۔ ۱۲۸۶ھ میں حج کے لیے گئے اور وہیں مدینۂ منورہ میں انتقال ہوا۔ ساری عمر درس وتدریس میں گزار دی۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔ حاشیہ علی شرح مسلم ملا حسن۔ حاشیہ سلم للقاضی۔ حاشیہ علی شمس بازغہ للجونپوری حاشیہ شرح وقایہ اور تعلیقات بیضاوی مشہور ہیں۔

حالات کے لیے: نزہتہ ص ۵۲۵ ج ۷

مولانا عبدالحکیم لکھنوی ــــــ وفات ۱۲۸۶ھ

علامہ عبدالحکیم بن عبدالرب بن عبدالعلی بن نظام الدین انصاری لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ کتب درسی مولانا محمد دائم سے پڑھیں۔ اس کے بعد شیخ نور الحق بن انوار الحق لکھنوی کے پاس آ گئے اور کتب درسی وغیر درسی ان سے پڑھیں۔ بڑے عبادت گزار اور متقی تھے۔ طلباء کو درس دیتے اور ان سے حسن سلوک کرتے۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں جن میں شرح السلم لحمد اللہ، حاشیہ علی میر زاہد ملا جلال، حاشیہ علی عروۃ الوثقی للفتحپوری، حاشیہ ہدایۃ الفقہ اور تعلیقات بیضاوی وغیرہ مشہور ہیں۔

حالات کے لیے: نزہتہ ص ۲۴۶ ج ۷، تذکرہ ص ۱۱۱

راجہ امداد علی خان الکنتوری ــــــ ولادت ۱۲۱۸ھ وفات ۱۲۹۲ھ

امداد علی بن رحمان بخش شیعی الکنتوری اپنے دور کے مشہور لوگوں میں سے تھے۔ کنتور میں پیدا ہوئے اور وہیں سید علی حسین حکیم کنتوری سے کچھ درسی کتابیں پڑھیں۔ پھر لکھنؤ آ گئے اور شیخ ولی اللہ بن حبیب اللہ اور شیخ اعظم علی سے کسب علم کیا۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں جن میں سے منہج السداد۔ قرآن کریم کی تفسیر ہے۔ تفسیر سورۂ یوسف عربی میں صنعت اہمال میں۔ الخطبۃ الشقشقیۃ شرح علی مقامات

Marfat.com

حریری۔ منطق میں ایک رسالہ وغیرہ اہم ہیں۔
حالات کے لیے: نزہتہ ۸۷ ج ۷

مولانا نصیر الدین برہان پوری ——— وفات ۱۲۹۳

سید نصیر الدین عبید اللہ بن سید جلال الدین حسینی فقہ اور اصول کے علماء میں سے تھے۔ برہان پور میں پیدا ہوئے اور وہیں پلے بڑھے۔ اپنے والد اور دوسرے علما سے علم حاصل کیا۔ اس کے بعد درس و تدریس میں لگ گئے۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔ التیسیر فی مہمات التفسیر، برہان الہدیٰ فی تفسیر الرحمان علی العرش استوی روضتہ الریحان فی فضائل رمضان۔ لطائف التہذیب، معیار الافراس، منتخب الایمان رسالہ فی تعداد الآیات والحروف والسور والسجدات فی القرآن الکریم وغیرہ مشہور ہیں۔ آخر میں حرمین شریفین گئے اور مدینہ منورہ میں ہی ۱۲۹۳ھ میں انتقال ہوا۔

حالات کے لیے: نزہتہ ص ۵۰۲ ج ۷ تذکرہ ص ۲۳۹

مولانا عبد العلی نگرامی ——— ولادت ۱۲۳۱ھ وفات ۱۲۹۶ سنہ

عبد العلی بن پیر علی بن غلام مہندی نگرامی فقہائے حنفیہ میں سے تھے۔ اپنے ماموں علیم اللہ اور سید انور علی مراد آبادی سے کسب علم کیا۔ شیخ اوحد الدین بلگرامی اور شیخ عبد الحکیم بن عبد الرب لکھنوی سے بھی پڑھا۔ قاضی عبد الکریم نگرامی سے طریقت کی تعلیم حاصل کی۔ بڑے متقی، نیک اور پرہیزگار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے سے بہت سے لوگوں کو ہدایت دی۔ ان کی کئی مشہور تصانیف ہیں جن میں تفسیر آیات الاحکام، تحقیق الامور فی حدوث الفاتحہ والنذر ردا علیٰ التحریر فی المزامیر وغیرہ ہیں۔ ۱۲۹۶ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

Marfat.com

حالات کے لیے:۔ نزہتہ ص ۲۷۸ ج ۷۔ تذکرہ ص ۱۲۴

مولانا لطف اللہ لکھنوی ——— وفات ۱۲۹۷ھ

علامہ لطف اللہ بن عبداللہ حنفی کے اسلاف غازی پور سے لکھنؤ میں آ کر بس گئے۔ تحصیلِ علم کے لیے سفر کیے۔ زیادہ تر کتب درسیہ مولانا ولی اللہ بن حبیب اللہ لکھنوی سے پڑھیں۔ بہت ذہین اور ہوشیار تھے۔ حافظہ بہت اچھا تھا۔ بحث ومباحثہ سے بہت دلچسپی تھی۔ اپنی ساری عمر درس وتدریس میں گزار دی۔ فن مناظرہ میں کئی کتابیں لکھیں۔ جن میں سے "ارتداد الحدید لمنکر الاجتہاد والتقلید" "صولۃ الاسد علی اعداء العقد" مشہور رہیں۔ انھوں نے "مظہر العجائب" لکھی۔ جس میں سورۃ الفاتحہ کی تفسیر بیان کی ہے۔ اس کے علاوہ "طعن السنان" اور "القبقات" بھی لکھیں۔

حالات کے لیے: نزہتہ ص ۴۰۲ ج ۷

شیخ نقی علی بریلوی ——— ولادت ۱۲۴۶ھ وفات ۱۲۹۷ھ

شیخ علی نقی بن رضا علی بن کاظم علی فقہائے حنفیہ میں سے تھے۔ اپنے والد سے کچھ کتابیں پڑھیں پھر سید آل رسول مارہروی سے حدیث کی سند لی۔ اس کے بعد ہندوستان آ گئے۔ نزہتہ الخواطر میں ان کے متعلق لکھا ہے۔

"وکان من ینتصر للبدع والرسوم"

ان کی تصانیف میں الکلام الاوضح فی تفسیر الم نشرح، وسیلۃ النجاۃ، جواہر البیان فی اسرار الارکان، ہدایۃ البریۃ الی الشریعۃ الاحمدیہ وغیرہ مشہور ہیں۔ تذکرہ علمائے ہند میں ان کی پچیس کتابوں کے نام لکھے ہیں۔ ۱۲۹ھ

Marfat.com

میں ان کا انتقال ہوا۔

حالات کے لیے: نزہتہ ص ۵۰۸ ج ۷ تذکرہ ص ۲۲۴

سیدناصرحسین جون پوری

ناصرحسین بن مظفرحسین الحسینی شیعی فقہائے شیعہ میں سے تھے۔ جون پور میں پیدا ہوئے۔ کتب درسیہ مولانا سخاوت علی حنفی جون پوری اور شیخ عبدالحلیم بن امین اللہ انصاری سے پڑھیں۔ پھر شیخ گلشن علی شیعی جون پوری سے فقہ اور علم کلام مذہب امامیہ کے انداز پر حاصل کیا پھر لکھنؤ گئے اور سید محمد تقی مجتہد شیعہ سے کسب علم کیا پھر حرمین گئے۔ مشاہد عراق بھی دیکھا۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔ علم الادب فی مناہج کلام الادب۔ رشق النبال جس میں اثبات متعہ اور تحریف قرآن کے مسائل سے بحث کی ہے اور تفسیر آیۃ التطہیر۔ اس کے علاوہ مصائب اہل بیت سے متعلق ایک ضخیم کتاب بھی لکھی۔

حالات کے لیے: نزہتہ ص ۳ ۴۹ ج ۷

شیخ صفدر علی فیض آبادی

شیخ فاضل صفدر علی بن حیدر علی حسینی دہلوی ثم فیض آبادی علمائے شیعہ میں مشہور تھے۔ اُنھوں نے "احسن الحدائق" کے نام سے سورۂ یوسف کی تفسیر ۱۲۵۳ھ میں لکھی۔

حالات کے لیے: نزہتہ ص ۲۲۲ ج ۷

Marfat.com

تفسیروں کی فہرست

پہلا باب

۱۔ کاشف الحقائق وقاموس الدقائق ۔ محمد ابن احمد تھانیسری ۸۰۲ھ قلمی ایشیاٹک سوسائٹی بنگال

۲۔ تفسیر ملتقط   سید محمد گیسودراز ۸۲۵ھ قلمی ناصریہ لکھنؤ

۳۔ تبصیر الرحمٰن وتیسیر المنان علی مہائمی ۸۳۵ھ مطبوعہ

۴۔ تفسیر القرآن حاجی عبدالوہاب بخاری ۹۳۲ھ مطبوعہ (اخبار الاخیار)

۵۔ التفسیر المحمدی ۔ محمد بن احمد میاں جیو ۹۸۳ھ قلمی سالار جنگ

۶۔ منبع عیون المعانی شیخ مبارک   ۱۰۰۱ھ قلمی سید تقی لکھنؤ

۷۔ سواطع الالہام ' ابوالفیض فیضی ۱۰۰۴ھ مطبوعہ

۸۔ انوار الاسرار شیخ علیٰ بن قاسم ۱۰۳۱ھ قلمی (معارج الولایۃ)

۹۔ زبدۃ التفاسیر معین الدین کشمیری ۱۰۸۵ھ قلمی پٹنہ

۱۰۔ زبدۃ التفاسیر للقدماء المشاہیر شیخ الاسلام بن عبدالوہاب ۱۱۰۹ھ قلمی رام پور

۱۱۔ ثواقب التنزیل علی اصغر قنوجی ۱۱۴۰ھ قلمی

۱۲۔ قرآن القرآن بالبیان شیخ کلیم اللہ جہان آبادی ۱۱۴۱ھ مطبوعہ

۱۳۔ تفسیر صغیر ابوعبداللہ محمد بن علی اصغر ۱۱۷۸ھ قلمی کاکوری

۱۴۔ تفسیر مظہری قاضی ثناء اللہ پانی پتی ۱۲۲۵ھ مطبوعہ

۱۵۔ فتح البیان فی مقاصد القرآن نواب صدیق حسن خان ۱۳۰۷ھ مطبوعہ

۱۶۔ تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن مولانا ثناء اللہ امرتسری ۱۹۴۸ء مطبوعہ

Marfat.com

دوسرا باب

۱۔ انفع القدسی فی تفسیر آیۃ الکرسی	ابوبکر محی الدین عبدالقادر	۱۰۳۸ھ	قلمی	بہار کلکتہ
۲۔ تیسیر التفسیر	ابن امیر قاسم جیلانی	۱۰۶۱ھ	قلمی	بنگال
۳۔ تفسیر القرآن	شاہ محمد بدخشی	۱۰۷۲ھ	مطبوعہ (نزہتہ)	
۴۔ تفسیر سورۃ الفاتحہ	محمد نور الحق بن انوار الحق	۱۰۷۳ھ	قلمی	بنگال
۵۔ " "	عبداللہ بن عبدالحکیم	۱۰۹۳ھ	قلمی	رام پور
۶۔ انوار الفرقان و ازہار القرآن	شیخ غلام نقشبند لکھنوی	۱۱۲۶ھ	قلمی	رام پور
۷۔ شجرۃ الطور فی شرح آیۃ النور	محمد علی بن ابی طالب بن عبداللہ	۱۱۸۰ھ	قلمی	رام پور
۸۔ تفسیر سورۃ الفاتحہ	مولوی محمد عاشق بن عبیداللہ	۱۱۸۷ھ	قلمی	رام پور
۹۔ ینابیع الانوار	محمد تقی بن سید حسین	۱۲۸۹ھ	قلمی	لکھنؤ
۱۰۔ مرآۃ القرآن	محمد قطب الدین امروہوی		مطبوعہ	۱۲۹۷ھ
۱۱۔ تفسیر سورۃ یوسف	علی عباس خان رام پوری	۱۲۹۸ھ	قلمی	رام پور
۱۲۔ تتمہ ینابیع الانوار	سید محمد ابراہیم بن سید تقی	۱۳۰۷ھ	قلمی	لکھنؤ
۱۳۔ نظام القرآن	حمید الدین فراہی	۱۳۴۹ھ	مطبوعہ	
۱۴۔ تفسیر غرائب القرآن	فتح محمد بن حافظ محمد شریف		قلمی	آصفیہ
۱۵۔ خلاصۃ التفاسیر	محمد حسین بن محمد باقر		قلمی	لکھنؤ
۱۶۔ تفسیر احسن القصص	سید علی محمد		مطبوعہ	
۱۷۔ الرسالۃ فی التفسیر	محمد الکریمی		قلمی	پٹنہ
۱۸۔ آیات للسائلین	عنایت اللہ اثری		مطبوعہ	۱۳۴۸ھ
۱۹۔ نقد الدرر	مظہر حسن جے پوری		مطبوعہ	

Marfat.com

تیسرا باب

۱۔ حاشیہ علی مدارک التنزیل	الہ داد جونپوری	۹۲۳	قلمی	علی گڑھ
۲۔ حاشیہ بیضاوی	وجیہ الدین علوی	۹۹۸	قلمی	آصفیہ سالار جنگ
۳۔ الرسالۃ العلویہ	"	"	"	رام پور
۴۔ حاشیہ بیضاوی	صبغۃ اللہ بن روح اللہ	۱۰۱۵ھ	قلمی	ایشیاٹک سوسائٹی بنگال
۵۔ حاشیہ بیضاوی	عبدالسلام لاہوری	۱۰۳۷ھ	قلمی	"
۶۔ "	عبدالحکیم سیالکوٹی	۱۰۶۷ھ	مطبوعہ	
۷۔ "	سید جار اللہ الہ آبادی	۱۱۱۰ھ	قلمی	علی گڑھ
۸۔ "	محمد بن عبدالرحیم جون پوری	۱۱۷۳ھ	قلمی	بہار کلکتہ
۹۔ حواشی ترجمہ قرآن	شاہ ولی اللہ	۱۱۷۴ھ	قلمی	جامعہ دہلی
۱۰۔ برہان التاویل فی شرح الکلیل	سراج احمد	۱۲۲۳ھ	قلمی	علی گڑھ
۱۱۔ ہلالین شرح جلالین	تراب علی لکھنوی	۱۲۸۱ھ	مطبوعہ	
۱۲۔ تعلیقات الجلالین	فیض الحسن سہارن پوری	۱۳۰۴ھ	"	
۱۳۔ القول العظیم فی حل کلام البیضاوی فی تفسیر قولہ تعالیٰ الٓمٓ	محمد عبدالواحد غازی پوری	۱۳۰۹ھ	مطبوعہ	
۱۵۔ الاکلیل علی مدارک التنزیل	عبدالحق مہاجر مکی	۱۳۳۰ھ	"	
۱۶۔ ہدایۃ المسالک فی حل تفسیر المدارک	عبدالہادی بھوپالی		"	

Marfat.com

چوتھا باب

۱۔ دستور المفسرین عماد الدین عبدالنبی اکبرآبادی ۱۰۲۱ھ قلمی علی گڑھ

۲۔ ہاریتہ قطب شاہی۔ محمد علی کربلائی ۱۰۴۵ھ قلمی آصفیہ۔ خدابخش

۳۔ مجمع الفوائد۔ قلی بن بادشاہ قلی ۱۱۱۱ھ قلمی علی گڑھ

۴۔ ترتیب مطالب القرآن ۱۱۲۰ھ قلمی جامعہ دہلی

۵۔ التفسیرات الاحمدیہ۔ احمد بن سعید ملا جیون ۱۱۳۰ھ مطبوعہ

۶۔ فتح الخبیر۔ شاہ ولی اللہ ۱۱۷۴ھ ؍؍

۷۔ خلبتہ النعیم فی فضائل القرآن الکریم محمد ہاشم بن عبدالغفور ۱۱۷۴ھ قلمی رام پور۔ پٹنہ

۸۔ الجداول النورانیہ۔ ناصر بن حسین حسینی ۱۲۰۰ھ قلمی رام پور پٹنہ

۹۔ الافادات العزیزیہ مرتبہ محمد رفیع الدین ۱۲۲۳ھ قلمی لکھنؤ ندوہ

۱۰۔ نثر المرجان فی رسم نظم القرآن۔ محمد غوث ارکاٹی ۱۲۳۸ھ مطبوعہ

۱۱۔ تعداد الاسماء فی القرآن۔ غلام حسین کتابت ۱۲۴۱ھ قلمی لکھنؤ ناصریہ

۱۲۔ ادمغ البیان فی بیان اسامی القرآن سید ابوتراب جعفری تالیف ۱۲۷۸ھ

۱۳۔ السبع المثانی۔ سید محمد بن دلدار علی ۱۲۸۴ھ قلمی لکھنؤ کتب خانہ تقی صاحب

۱۴۔ الامالی فی التفسیر والمواعظ۔ سید حسین بن دلدار علی قلمی ؍؍ ؍؍

۱۵۔ سبیل الرسوخ فی علم الناسخ والمنسوخ عبدالکریم ٹونکی ۱۲۹۳ھ مطبوعہ

۱۶۔ آیات الاعجاز۔ مولانا عبدالرشید کشمیری ۱۲۹۸ھ قلمی لکھنؤ ندوہ

۱۷۔ مرآۃ التفسیر ذوالفقار احمد نقوی ۱۳۱۷ھ مطبوعہ

۱۸۔ نیل المرام من تفسیر آیات الاحکام صدیق حسن خاں ۱۳۰۷ھ مطبوعہ

۱۹۔ جواہر التنزیل محمد ریاست علی شاہ جہاں پوری ۱۳۲۵ھ مطبوعہ

Marfat.com

۲۰۔ وجوہ المثانی مع توجیہ الکلمات والمعانی مولانا اشرف علی تھانوی ۱۳۲۷ھ مطبوعہ

۲۱۔ سبق الغایات فی نسق الآیات مولانا اشرف علی تھانوی ۱۳۲۷ھ "

۲۲۔ الفاظ القرآن مسمّی بہ نجوم الفرقان مولانا اہل اللہ فقیر اللہ مطبوعہ ۱۳۳۱ھ مطبوعہ

۲۳۔ ملخص التفاسیر سید محمد ہارون زنگی پوری ۱۳۳۷ھ قلمی لکھنؤ مدرسۃ الواعظین

۲۴۔ کنز المتشابہات حافظ محبوب علی انجینیئر ۱۳۴۳ھ مطبوعہ

۲۵۔ کتاب مفردات القرآن حمید الدین فراہی ۱۳۴۹ھ مطبوعہ

۲۶۔ نجوم الفرقان مصطفےٰ ابن محمد سعید مطبوعہ

۲۷۔ رسالہ در بیان اقسام آیات قرآنیہ "

۲۸۔ رسالہ رسم خط کلام اللہ محمد کامل چریا کوٹی قلمی علی گڑھ

۲۹۔ مشکلات القرآن مولانا انور شاہ کشمیری مطبوعہ

۳۰۔ مقدمہ تفسیر فتح العزیز مولانا عبد العزیز قلمی رام پور

۳۱۔ بیان الفرقان علیٰ علم البیان ثناء اللہ امرتسری ۱۹۳۸ء مطبوعہ

۳۲۔ تیسیر الکلام لرکوع الصیام محمد ہدایت اللہ قلمی آصفیہ

Marfat.com

جو کتابیں صرف انڈیا آفس لائبریری میں ہیں(۱)

انڈیا آفس لائبریری کا نمبر

۱۔ حاشیہ تفسیر بیضاوی — جلال بن نصیر — ١١١٩

۲۔ نسخة کلمات تتعلق بتفسیر البیضاوی۔ شاگرد غلام نقش بند لکھنوی — ١١٢٧

۳۔ تفسیر الحکم و شئون المنزلات — خلیفہ شیخ علی متقی — ١١٥٢

۴۔ فریدة الزمان فی تفسیر انا عرضنا الامانة۔ شاہ عبد اللہ جالبی صاحب — ١١٥٦

۵۔ تفسیر سورة الاعراف — غلام نقش بند لکھنوی — ١١٥٩

۶۔ حاشیہ علی تفسیر الفاتحة للسیالکوٹی۔ محمد فضل اللہ (خواہر زادہ مولوی عبد الحکیم بن علاء سیالکوٹی) — ١١٦٢ (فہرست ص ۶۵-۶۶ / ۲۲)

۷۔ مجمع التاویل فی اسرار التنزیل — محمد قاسم بن محمد نذیر — ١١٦٣

۸۔ تفسیر آیة النور — محمد رفیع الدین دہلوی — ١١٦٩

۹۔ زبدة الوعظ — محمد کریم اللہ دہلوی — ١١٧٠

۱۰۔ الرسالہ فی الناسخ والمنسوخ۔ امیر کبیر سید علی ہمدانی — ١١٨١

catalogue of the Arabic MANUSCRIPTS the Lib of the INDIA office by C A. Storey Oxford University Press 1930 V. II

Marfat.com

پانچواں باب

ان لوگوں کے حالات جن کی تفسیریں نہیں ملتی ہیں

۱۔ میر سید علی ہمدانی

۲۔ شیخ اشرف جہانگیر سمنانی

۳۔ شیخ محمد بن یوسف

۴۔ خواجہ حسین بن خالد ناگوری

۵۔ شیخ طاہر بن رضی ہمدانی

۶۔ شیخ محمد بن عاشق چریاکوٹی

۷۔ شیخ علی متقی برہان پوری

۸۔ شیخ شمس الدین بیجاپوری

۹۔ شیخ محمد بن احمد گجراتی

۱۰۔ شیخ ہبۃ اللہ شیرازی

۱۱۔ مولانا مصلح الدین لاری

۱۲۔ شیخ سعد اللہ لاہوری

۱۳۔ امیر تاتار خان دہلوی

۱۴۔ مفتی عبدالسلام دیوی

۱۵۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی

۱۶۔ شیخ محب اللہ الہ آبادی

۱۷۔ شیخ طیب بن عبدالواحد گجراتی

Marfat.com

۱۸۔ شیخ محمد بن ابی سعید کالپوی
۱۹۔ شیخ عبداللہ دہلوی
۲۰۔ شیخ اہل اللہ پھلتی
۲۱۔ شیخ یحیی بن محمود گجراتی
۲۲۔ شیخ محمد بن جعفر گجراتی
۲۳۔ شیخ جمال الدین گجراتی
۲۴۔ مفتی شرف الدین لکھنوی
۲۵۔ مولانا امان اللہ بنارسی
۲۶۔ شیخ فتح محمد سیدانوی
۲۷۔ مولانا محمد طاہر الہ آبادی
۲۸۔ شیخ ولی اللہ دہلوی
۲۹۔ شیخ نور الدین محمد صالح گجراتی
۳۰۔ مولانا محمد حکم بریلوی
۳۱۔ قاضی محمد منعم نابھوی
۳۲۔ مولانا عابد لاہوری
۳۳۔ شیخ محمد ناصر الہ آبادی
۳۴۔ شیخ محمد وارث حسینی بنارسی
۳۵۔ مولانا وحید الحق پھلواری
۳۶۔ شیخ اسلم بن یحیی کشمیری
۳۷۔ مولانا عبدالباسط قنوجی
۳۸۔ مولانا امین اللہ عظیم آبادی

Marfat.com

۳۹۔ مولانا محمد اشرف لکھنوی

۴۰۔ شاہ رفیع الدین دہلوی

۴۱۔ مولانا محمد معین لکھنوی

۴۲۔ مفتی محمد قلی کنتوری

۴۳۔ مولانا جان محمد لاہوری۔

۴۴۔ مولانا ولی اللہ لکھنوی،

۴۵۔ مفتی یوسف بن اصغر لکھنوی

۴۶۔ مولانا عبدالحکیم لکھنوی

۴۷۔ راجہ امداد علی خاں

۴۸۔ مولانا نصیر الدین برہان پوری

۴۹۔ مولانا عبدالعلی نگرامی

۵۰۔ مولانا لطف اللہ لکھنوی

۵۱۔ شیخ نقی علی بریلوی

۵۲۔ سید ناصر حسین جون پوری

۵۳۔ شیخ صفدر علی فیض آبادی

Marfat.com

کتابیات

۱۔ ابجد العلوم نواب صدیق حسن خان متوفی ۱۳۰۷ھ مطبع صدیقی بھوپال

۲۔ الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند سید عبدالحئی بن فخرالدین رائے بریلوی لکھنوی
۱۳۴۱ھ طبع دمشق

۳۔ تعلیقات الجلالین ۔ فیض الحسن سہارن پوری ۔ انسٹی ٹیوٹ پریس علی گڑھ

۴۔ تفسیر القرآن بکلام الرحمن ۔ شیخ ثناء اللہ امرتسری متوفی (۱۹۴۸ء) آفتاب پریس امرتسر

۵۔ خلاصۃ الاثر فی اعیان القرآن ۔ محمد امین بن فضل
الحادی عشر (چار جلدیں) اللہ بن محب اللہ محبی متوفی ۱۱۱۱ھ طبع مصر ۱۲۸۴

۶۔ سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان غلام علی آزاد بلگرامی طبع بمبئی ۱۳۰۳ھ

۷۔ سواطع الالہام ابوالفیض فیضی ۱۰۰۴ھ مطبع نول کشور لکھنؤ ۱۳۰۶ھ

۸۔ کشف الظنون عن اسامی شیخ مصطفےٰ ابن عبداللہ مشہور بہ حاجی خلیفہ
الکتب والفنون متوفی ۱۰۶۸ھ

۹۔ مرأۃ القرآن شیخ قطب الدین چشتی امروہوی عمدۃ المطابع امروہہ

۱۰ معجم الادباء (۲۰ جلدیں) شیخ شہاب الدین ابوعبداللہ یاقوت الحموی
متوفی ۶۰۶ھ

۱۱۔ نجوم السماء فی تراجم العلماء محمد صادق بن مہدی کشمیری مطبع جعفری لکھنؤ ۱۲۹۷ھ

۱۲۔ نزہۃ الخواطر و بہجۃ المسامع سید عبدالحی لکھنوی
والنواظر (۷ جلدیں) دائرۃ المعارف حیدرآباد

Marfat.com

۱۳۔ النور السافر عن اخبار القرن العاشر محی الدین ابوبکر عبدالقادر العیدروس احمد آبادی (۱۰۳۸ھ)

۱۴۔ اتحاف النبلاء فی تراجم الکملا نواب صدیق حسن خاں مطبع نظامی کانپور

۱۵۔ اخبار الاخیار فی اسرار الابرار شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۱۰۵۲ھ مطبع مجتبائی دہلی

۱۶۔ الاسراریہ سید محمد کمال بن سید لال المعروف رضا لائبریری رام پور به دانش مند

۱۷۔ الاکسیر فی اصول التفسیر نواب صدیق حسن خاں مطبع نظامی کانپور ۱۲۹۱

۱۸۔ منتخب التواریخ (تین جلدیں) عبدالقادر بن ملوک شاہ بدایونی متوفی ۱۰۰۴ھ

۱۹۔ تاریخ برہان پور خلیل الرحمن برہان پوری مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۷ھ

۲۰۔ تجلی نور (تذکرہ مشاہیر جون پور) سید نور الدین زیدی ظفر آبادی حادو پریس جون پور

۲۱۔ روضۃ الابرار (تذکرۂ حضرات کشمیر) ابو الحسن محمد عرف محمد الدین لاہوری ۱۹۱۴ء سراج المطابع جہلم

۲۲۔ تذکرہ علمائے ہند رحمن علی مطبع نول کشور لکھنؤ

۲۳۔ تذکرہ مصنفین دہلی۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مطبع تاریخ حیدر آباد

۲۴۔ تقصار جیود الاحرار نواب صدیق حسن خاں مطبع شاہجہانی بھوپال ۱۲۹۸ھ

۲۵۔ خزینۃ الاصفیاء مفتی غلام سرور لاہوری ہوپ پریس لاہور ۱۲۹۰ھ

۲۶۔ سبیل الرسوخ فی علم الناسخ والمنسوخ عبدالکریم ٹونکی مطبع علوی لکھنؤ

۲۷۔ مآثر الکرام آزاد بلگرامی

۲۸۔ تاریخ المشاہیر قاضی محمد سلیمان سلمان مطبع سلمان کمپنی لاہور ۱۹۲۹ء

۲۹۔ تذکرہ علمائے فرنگی محل عنایت اللہ فرنگی محلی مطبع اشاعۃ العلوم لکھنؤ

۳۰۔ تذکرہ کاملانِ رام پور احمد علی خاں شوق اصح المطابع لکھنؤ

Marfat.com

۳۱ - تراجم علمائے حدیث ہند ابویحییٰ امام خاں نوشہری جید برقی پریس دہلی

۳۲ - حدائق الحنفیہ فقیر محمد جہلمی مطبع نول کشور لکھنؤ

۳۳ - حدیقۃ الاولیاء غلام سرور خان مطبع خورشید عالم لاہور

۳۴ - حیات ولی محمد رحیم بخش دہلوی افضل المطابع دہلی۔

۳۵ - شعر العجم شبلی نعمانی مطبع معارف اعظم گڑھ

۳۶ - علمائے ہند کا شاندار ماضی محمد میاں مراد آبادی الجمعیۃ پریس دہلی

۳۷ - قاموس الاعلام سید شمس اللہ قادری اعظم اسٹیم پریس حیدر آباد

۳۸ - قضاء الارب من ذکر علماء النحو والادب احمد بن علی معروف ذوالفقار احمد نقوی مطبع مفید عام آگرہ

۳۹ - ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت مناظر احسن گیلانی مطبع انتظامی حیدر آباد

۴۰ - یاد ایام حکیم سید عبد الحئی شاہی پریس لکھنؤ

۴۱ - Contribution of India to Arabic Literature Z. Ahmad Dikshit Press Allahabad

۴۲ - الاعلام

۴۳ - زبدۃ المقامات محمد ہاشم کشمی

۴۴ - آب کوثر شیخ محمد اکرام

۴۵ - تذکرہ فقیہ علی مخدوم مہائمی ابو محمد عبد الحق

۴۶ - رسالہ ضمیر الانسان سید ابراہیم مدنی

۴۷ - معارج الولایۃ

۴۸ - شکار نامہ مرتبہ ڈاکٹر نگینہ شوکت

Marfat.com

۴۹۔ دربارِ اکبری	محمد حسین آزاد
۵۰۔ حیاتِ عبد الحق	خلیق احمد نظامی
۵۱۔ تاریخ مشائخ چشت	پروفیسر خلیق احمد نظامی
۵۲۔ مآثر الامراء	شاہ نواز خان
۵۳۔ مآثر عالمگیری	مستعد خان
۵۴۔ منتخب اللباب	خافی خان

Marfat.com

Marfat.com

اہم مطبوعات

امریکا کے کالے مسلمان
(ڈاکٹر) مشیر الحق

امریکا کے تقریباً دو کروڑ حبشیوں میں عیسائیوں اور یہودیوں کے علاوہ ایک خاصی بڑی تعداد مسلمانوں کی بھی ہے۔ ان حبشی مسلمانوں میں سُنی مسلمان، شیعہ مسلمان قادیانی مسلمانوں کے علاوہ ایک فرقہ ایسا بھی ہے جو نسبتاً سب سے بڑا اور سب سے منظم ہے۔ یہ اپنے ملک میں "کالے مسلمان" کہے جاتے ہیں۔ ان کے یہاں رنگ و نسل پر بہت زور دیا جاتا ہے۔ ان کے عقیدے کے مطابق سفید فام امریکیوں پر اسلام کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا ہے۔ امریکا کی ایک ایسی سیاسی و سماجی تحریک جس سے ہر مسلمان کا واقف ہونا ضروری ہے۔

قیمت ۲/۰۰

مسلمان اور سیکولر ہندوستان
(ڈاکٹر) مشیر الحق

اردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہے جس میں مسلمانوں کی موجودہ مذہبی تعلیم، مذہبی رہنمائی عائلی قانون اور سیکولر نظریۂ حیات جیسے موضوعات کا پوری علمی دیانتداری کے ساتھ غیر جانب دارانہ تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

قیمت ۶/۵۰

خواتینِ کربلا کلامِ انیسؔ کے آئینے میں
صالحہ عابد حسین

صالحہ عابد حسین کے پرزور قلم نے خدائے سخن میر انیسؔ کی زبانی ان محترم و مقدس خواتین کے کارناموں کو اس کتاب میں پیش کیا ہے جنھوں نے حضرت امام حسینؓ کے ساتھ کربلا میں اور کربلا کے بعد کوفہ و دمشق میں کلمۂ حق بلند کیا۔ اس کا مطالعہ یقیناً خواتین ملت کے دل میں حق پرستی اور اصولِ اسلام کے لیے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کا جذبہ بروان چڑھاتا رہے گا۔

قیمت ۱۲/۰۰

لبرٹی آرٹ پریس (پروپرائٹرز: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ) ۱۵۲۸ پٹودی ہاؤس دریا گنج۔ دہلی ۶

Marfat.com